دس عربی قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر طبع کیے جانے والے نسخہ کا مکمل اردو ترجمہ مع تخریج پہلی بار

اردو ترجمہ

دلائل النبوۃ

اور صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کی معرفت

جلد ۱

حصہ اوّل، دوم

تصنیف: امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی رحمۃ اللہ

ترجمہ: مولانا محمد اسماعیل الجاروی

www.ahlehaq.org

دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

جملہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : مئی ۲۰۰۹ء علمی گرافکس
ضخامت : 597 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

www.ahlehaq.org

........ملنے کے پتے........

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa
Tel : 020 8911 9797

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

امریکہ میں ملنے کے پتے

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

فہرست دلائل النبوۃ

(جلد اوّل)

پیش لفظ	۲۹
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں: جلیل القدر علماء کے ارشادات وتأثرات	۳۵
علامہ ابن ناصرؒ کا قول	۳۵
علامہ امام الحرمینؒ کا قول	۳۵
علامہ ابن خلکانؒ کا قول	۳۵
علامہ ابن جوزیؒ کا قول	۳۵
علامہ ذہبیؒ کا قول	۳۵
علامہ سبکیؒ کا قول	۳۵
امام ابن تیمیہؒ کا قول	۳۵
علامہ ابن کثیر کا قول	۳۶
کتاب ''دلائل النبوۃ'' کے بارے میں علماء کے اقوال وتأثرات	۳۶
علامہ تاج الدین سبکیؒ کا فرمان	۳۶
علامہ ابن کثیرؒ کا فرمان	۳۶
مقدمہ	۳۷
انسانوں کو انبیاء کرام علیہم السلام کی ضرورت اور ان پر ایمان کا وجوب	۳۷
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے مابین رابطے کی چند مثالیں	۳۸
پہلی مثال	۳۸
دوسری مثال	۳۹
تیسری مثال	۳۹
چوتھی مثال	۳۹
دعوائے نبوت کرنے والے انسان سے اس کی سچائی کی دلیل کا مطالبہ کرنا فطری امر ہے	۳۹
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے دلیل بصری طلب کرنا	۴۰
نبوت ورسالت کو ثابت کرنے کے طریقے	۴۰
اثباتِ نبوت میں قرآن کا طریقہ	۴۰
''قرآن مجید کا تمام اہلِ عرب واہلِ عجم کو چیلنج کرنا''	۴۰
نبوتِ محمد ﷺ کی پہلی قرآنی دلیل	۴۰
نبوتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری دلیل	۴۰
نبوتِ محمد ﷺ کی تیسری قرآنی دلیل	۴۱
نبوتِ محمد ﷺ کی چوتھی قرآنی دلیل	۴۱
نبوتِ محمد ﷺ کی پانچویں قرآنی دلیل	۴۱
اثبات نبوت کے لئے امام غزالیؒ کا طریقہ	۴۲
حضور ﷺ کی نبوت کی حقیقی غیر تقلیدی معرفت	۴۲
اثبات نبوت محمد کے لئے ابن خلدون کا طریقہ	۴۳
اللہ کے چنیدہ اور برگزیدہ نبیوں کی نشانیاں اور علامات	۴۳
قبل از نبوت شرم وحیاء نبوی کی ایک مثال	۴۴
بادشاہ ہرقل کا حضور ﷺ کے بارے میں سوالات کرنا اور جوابات سے حضور ﷺ کی نبوت کی صحت پر استدلال کرنا	۴۵
سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اسلام لانے میں دلائل	۴۶

www.ahlehaq.org

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ سے قبل از نبوت دعا کی درخواست کرنا ------------------ ۴۷
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نصرانی عالم عداس سے ملنا ۴۸
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ایک اور راہب کے پاس جانا ------------------------ ۴۸
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ورقہ بن نوفل کے پاس جانا ۴۹
سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں خود اطمینان کرنا ---------------- ۴۹
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام میں دلائل نبوت ۵۰
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیسے مسلمان ہوئے؟ -- ۵۰
حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اسلام میں دلائل نبوت ------------------------- ۵۱
حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے اسلام میں دلائل نبوت ------------------------ ۵۲
نجاشی اصحم کے اسلام میں دلائل نبوت ----------- ۵۲
نجاشی کے دربار میں صحابہ کرام کی طلبی اور حق گوئی کے لئے قسم کھانا ------------------------ ۵۳
مسلمانو! غور کا مقام ہے ---------------- ۵۴
نجاشی کا سوال ---------------------- ۵۴
نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر ﷺ بن ابو طالب کا بیان (جاہلیت کا نقشہ) ---------------- ۵۴
اسلام کی پاکیزہ تعلیم، اسلام کا نقشہ، محمد عربی ﷺ کی تعلیمات مقدسہ ------------------ ۵۴
نجاشی کے دربار سے مسلمانوں کے حق میں کامیاب فیصلہ ۵۵
کفر کے نمائندوں کی دوسری چال جو ناکام ہوئی ---- ۵۵
نجاشی کی حکومت کو خطرہ اور مسلمانوں کی دعا سے کامیابی نبوت محمدی ﷺ کی دلیل ہے ------------ ۵۶
حضرت زید ﷺ بن سعنہ کے اسلام میں دلائل نبوت ---- ۵۷
قرض کے مطالبہ اور ادائیگی میں ترقی کرنا --------- ۵۸
ضماد طبیب کے اسلام میں دلائل نبوت ----------- ۵۸
حضرت عبداللہ بن سلام ﷺ (یہودی عالم) کے اسلام لانے میں دلائل نبوت -------------------- ۵۹
یہود کا جھوٹا ہونا ---------------------- ۵۹
عبداللہ بن سلام ﷺ کے اسلام کی بابت دوسری روایت ۶۰
۱۔ حضرت سلمان ﷺ فارسی حقیقت کی تلاش میں --- ۶۰
والدہ کی طرف سے ایذاء رسانی --------------- ۶۱
۲۔ سلمان ﷺ فارسی شام کے پادری کے پاس ---- ۶۱
۳۔ سلمان ﷺ فارسی شہر موصل کے پادری کے پاس ۶۲
۴۔ سلمان ﷺ فارسی مقام نصیبین کے پادری کے پاس ۶۲
۵۔ سلمان ﷺ فارسی سرزمینِ روم میں عموریہ کے راہب کے پاس --------------------- ۶۲
نبی آخر الزمان کی تلاش میں عرب کی سرزمین کی طرف روانگی ۶۳
نضر بن حارث کا بیان، رسالت محمد ﷺ کی دلیل ---- ۶۴
حارث بن عامر کا بیان، رسالت محمدی کی سچائی کی دلیل --- ۶۴
ضمام بن ثعلبہ کا اسلام، رسالت محمدی کی سچائی کی دلیل ۶۴
ڈاکٹر عبد المعطی کا گذشتہ واقعات پر جامع تبصرہ ----- ۶۵
استاذ عباس محمود عقاد کا فرمان ----------------- ۶۵
مصنف کا بڑا صبر اور حوصلہ ------------------- ۶۶
احمدیوں یعنی مرزائیوں کا نظریۂ باطل ----------- ۶۸
اُونٹ کی مہار ---------------------- ۶۹

www.ahlehaq.org

نبوت محمدی ﷺ کے دلائل میں سے اہم ترین دلیل معجزہ قرآن ہے ------------------	۷۰
قرآن کریم نبی کریم ﷺ کا قیامت تک کے لئے دائمی معجزہ ہے------------------	۷۰
مؤرخ ابن خلدون کا علامات نبوت کے متعلق فرمان ------------------	۷۱
صاحب شفاء (قاضی عیاض) کی تحقیق------------	۷۱
حفاظت قرآن اور علامہ ابن عقیل کی وضاحت ------	۷۳
ابوالوفا علی بن عقیل کا فرمان ------------------	۷۳
علامہ ابن عقیل فرمان ------------------	۷۳
صاحب الوفاء کا اعجاز قرآن کے متعلق فرمان ------	۷۳
ا۔استاذ المہدی فرانسیسی مصنف کا فرمان --------	۷۳
۲۔ سفری کا فرمان ------------------	۷۴
آپ علیہ السلام کی فصاحت کا ذکر ------------	۷۴
۳۔ اسٹانلی لین پول کا فرمان------------	۷۴
حضور ﷺ کی حیات علیا اور جہاد میں نبوت کے دلائل	۷۴
رسول اللہ ﷺ کوہ صفاء پر ------------------	۷۵
ابوطالب کی ہمدردانہ گفتگو ------------------	۷۶
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف میں ------------	۷۶
اوباش لڑکوں کا پیچھا کرنا ------------------	۷۷
آپ علیہ السلام کی دعا ------------------	۷۷
عداس کا قبول اسلام ------------------	۷۷
تصور اسلامی کی خصوصیات میں دلائل نبوت --------	۷۸
امریکی مصنف ڈرایر کا قول ------------------	۷۸
ڈاکٹر فرد بٹلر کا قول------------------	۷۹
مسٹر آرنلڈ اپنی کتاب الدعوة الی الاسلام میں کہتے ہیں------------------	۷۹
قرآن مقدس کیسے اہل کتاب کے بعض مذکورہ انحرافات کی طرف اشارات------------------	۸۰
اور یہودیوں کو قول ”عزیر (علیہ السلام) اللہ کا بیٹا ہے“	۸۱
عیسائیوں کے ہاں عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کے معبود ہونے کا عقیدہ ------------------	۸۱
عہد جاہلیت میں اہل عرب کے یہود و نصاریٰ کی حالت کے بعد عرب کی حالتِ زار ------------	۸۲
فرشتوں کی عبادت کھلی گمراہی ہے ------------	۸۲
قرآن مجید کی اطلاع ------------------	۸۲
عہد جاہلیت میں اہلِ عرب کا خیال کہ جنات کی اللہ سے رشتہ داری ہے اور فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں -----	۸۳
عہد جاہلیت میں عربوں کے ہاں جنات کی عبادت اور جنوں کی اللہ سے رشتہ داری کا عقیدہ ------------	۸۳
بت پرستی کی مذمت ------------------	۸۴
اصنام پرستی میں انحطاط اور حد سے گزرنا------------	۸۴
عہدِ جاہلیت میں عربوں کے ہاں چاند، سورج اور کواکب پرستی ------------------	۸۴
ستارہ ہرش کے بارے میں قرآن مجید کی اطلاع----	۸۴
ستارہ پرستی کی مذمت ------------------	۸۵
ان مذکورہ غیر اللہ کی نیازوں اور تحریمات کے بارے میں قرآن کی اطلاع ------------------	۸۵
خالص توحید کی سوچ اور مر کر دوبارہ زندہ ہونے کی سوچ اور مشرکین کا تعجب	۸۶

www.ahlehaq.org

ڈاکٹر عبدالمعطی کا تبصرہ ---- ۸۶
مذکورہ دونوں حقیقتوں پر قرآنی دلیل ---- ۸۶
دور جاہلیت کے مقابلہ میں اسلام کی خوبی ۸۸
توحید اسلام کا معجزہ ہے ۔ اللہ ۔ رسول ۔ قرآن ۔ کعبہ ۸۹
اسلام کے مطالعہ کے بعد برنارڈ شو کا قول ---- ۸۹
روس کے فلسفی مصنف کی بات ---- ۹۰
خواہش پرستی ہلاکت ہے ---- ۹۰
غیر مذاہب والوں کے ساتھ رواداری کا حکم ---- ۹۱
ڈاکٹر موریس بوکائی کا پیش کردہ عظمتِ اسلام کا جائزہ ---- ۹۱
قرآنی نصوص کو سبقاً سبقاً پڑھنا ---- ۹۱
یورپ میں اسلام کا غلط تصور ---- ۹۲
قرآن کریم کے گوناں گوں موضوعات ---- ۹۲
اثبات دلائل نبوت میں امام بیہقیؒ کا انداز ۹۳
حضور ﷺ کی نبوت کے وہ دلائل جن سے اہلِ کتابؒ نے آپ کی نبوت کی صحت پر دلیل پکڑی ---- ۹۴
وہ دلائلِ نبوتِ محمدیہ ﷺ جو آپ کی ولادت کے دوران اور آپ کی بوقت بعثت ظاہر ہوئے ---- ۹۴
ہاتف غیبی سے سُنی گئی آوازوں میں دلائل نبوت ---- ۹۴
اصنام اور بتوں کے اوندھے ہونے میں دلائل نبوت ---- ۹۴
بعثت کے بعد آپ ﷺ کے بعض مخصوص و مشہور معجزات ---- ۹۵
امام بیہقیؒ کی اپنی کتاب کے بارے میں شرط اور اس تصنیف کی خصوصیات ---- ۹۵
امام بیہقیؒ کا اخبار احاد سے بھی حجت پکڑنا ---- ۹۵
امام بیہقیؒ کا ضعیف کے مقابلے میں صحیح پر اعتماد کرنا ---- ۹۵
امام بیہقیؒ کے اعتماد کی بنیاد بخاری و مسلم ہیں جبکہ روایات سب کی لی ہیں ---- ۹۶
احادیث کو لانے میں امام بیہقیؒ کی شرط اور علماء کا اس پر اتفاق ---- ۹۶
نبوت کے دلائل میں تصنیف شدہ کتب اور مصنف کا مخصوص طریق ---- ۹۶
نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر امام بیہقیؒ کا طرز استدلال ---- ۹۷
امام بیہقیؒ کی زندگی اور ان کا علمی مقام ۹۸
امام بیہقیؒ کے شیوخ و اساتذہ ۹۸
امام بیہقیؒ کے شاگردانِ گرامی قدر ---- ۱۰۴
امام بیہقیؒ کی تصانیف ---- ۱۰۵
کثرتِ تصانیف بیہقی پر عدم تعجب ---- ۱۰۶
امام بیہقیؒ کے علم و فضل کے بارے میں علماء کی شہادات ---- ۱۰۷
یاقوت حموی کا فرمان ---- ۱۰۷
علامہ ابن ناصر کا فرمان ---- ۱۰۷
علامہ ابن جوزیؒ کا فرمان ---- ۱۰۷
امام ذہبیؒ کا فرمان ---- ۱۰۷
علامہ بن خلکان کا فرمان ---- ۱۰۷
علامہ سمعانی کا فرمان ---- ۱۰۷
امام بیہقیؒ کا زہد و تقویٰ ۱۰۸
عبداللہ الغافر کا فرمان ---- ۱۰۸
علامہ ابن خلکان کا فرمان ---- ۱۰۸
علامہ ذہبی کا فرمان ---- ۱۰۸

مؤرخ ابن عساکر کا فرمان ---------------------- ۱۰۸

علامہ علی القاری کا فرمان ---------------------- ۱۰۸

امام بیہقیؒ کے اشعار ---------------------- ۱۰۸

امام بیہقیؒ کی وفات ۱۰۹

ابن خلکان کا فرمان ---------------------- ۱۰۹

امام بیہقیؒ کی موت پر مرثیہ کہنے والے ---------- ۱۹۸

رسالہ مصادر ومراجع یعنی کتابیات ۱۰۹

دلائل النبوۃ

اور صاحبِ شریعت کے احوال کی معرفت ۱۱۵

خطبۂ کتاب دلائل النبوۃ از امام بیہقیؒ ---------- ۱۱۵

مفہوم خطبۂ کتاب ---------------------- ۱۱۶

سلسلہ انبیاء ورسل کی بعثت اوران کی وحی کے بارے میں تفصیلی وتصریحی وضاحتِ خداوندی ---------- ۱۱۷

انبیاء کی ورُسل کی بعثت کا مقصد: اتمام حجت ------ ۱۱۷

آیات ومعجزات کے ساتھ رسولوں کی تائید وتصدیق -- ۱۱۷

معجزات رُسل کی بہت ساری اقسام ---------- ۱۱۸

موسیٰ علیہ السلام کے نومعجزات ---------- ۱۱۸

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے معجزات کی تصریح کی ہے ۱۸

یہ سولہ معجزات موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی دلیل تھے --- ۱۱۸

حضرت داؤد علیہ السلام کے تین معجزے جوان کی نبوت کی دلیل تھے ۱۱۹

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے مشہور پانچ معجزے یا نبوت عیسوی کے چار ناقابل انکار دلائل ۱۱۹

امام بیہقیؒ کا فرمان ---------------------- ۱۲۰

نبوت عیسوی کے بعض واضح دلائل ---------- ۱۲۰

رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل ---------- ۱۲۱

قرآن زندہ جاوید معجزہ محمدی ہے ---------------------- ۱۲۱

خود نبی کریم ﷺ از خود بغیر وحی کے لوگوں کی طرح قرآن کی مثال بنانے سے عاجز تھے ---------- ۱۲۲

قرآن کے مقابلہ میں مسیلمہ کذاب کے کلام کی حقیقت ---------------------- ۱۲۳

حضور اکرم ﷺ کا اپنا فصیح کلام اوراس کی حقیقت --- ۱۲۳

حضور ﷺ کا منظوم دعائیہ کلام ---------------------- ۱۲۳

استاذ ابومنصور کا فرمان ---------------------- ۱۲۴

حضور ﷺ کا معجزہ جس نے عربوں کو اپنے مثال لانے سے عاجز کردیا تھا ---------------------- ۱۲۴

قرآن مجید کے اعجاز کی دیگر دووجوہ -------- ۱۲۵

اعجاز قرآن کی وجہ اوّل 'مصداقتِ نبوت محمدی ﷺ'' کی زبردست دلیل ---------------------- ۱۲۵

صداقت نبوت محمدی کی زبردست دلیل ---------- ۱۲۵

اعجاز قرآن کی وجہ ثانی ---------------------- ۱۲۵

اہلِ تفسیر کا خیال ---------------------- ۱۲۵

شیخ حلیمی کا قول ---------------------- ۱۲۶

قرآن مجید کے علاوہ بھی ہمارے نبی کریم ﷺ کی بے شمار نشانیاں ---------------------- ۱۲۶

قسم اوّل ---------------------- ۱۲۶

مزید معجزات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ---------- ۱۲۷

قسم ثانی ---------------------- ۱۲۷

امراوّل ---------------------- ۱۲۸

www.ahlehaq.org

امر دوم ---------------------------- ۱۲۸

فصل ۱۲۸

حضور ﷺ کی خبروں کو قبول کرنے اور ماننے کی بابت

مذکورہ بالا کی تفصیل ---------------------------- ۱۳۱

شیخ امام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (اللہ ان کی قبر کو روشن کرے) ---------------------------- ۱۳۱

رسول اللہ ﷺ کا احادیث آگے پہنچانے کا حکم ----- ۱۳۱

حدیث رسول اللہ ﷺ پر معترض سے حضرت عمران بن حصین ؓ کی بحث ---------------------------- ۱۳۲

اسلام کے ہر حکم کو قرآن میں تلاش کرنا غلط ہے ---- ۱۳۲

حدیث کو قرآن پر پیش کرنے والی حدیث باطل ہے ۱۳۳

خبر واحد کی تثبیت کے بارے میں دلائل اور حجج کثیر --- ۱۳۴

فصل

ان لوگوں کے بارے میں جن کی خبر قبول کی جائے گی ۱۳۴

شیخ حلیمی کا قول ---------------------------- ۱۳۵

امام شافعی کا قول ---------------------------- ۱۳۵

محدثین کو صحیح اور غیر صحیح حدیث کی معرفت کیسے حاصل ہوتی ہے ---------------------------- ۱۳۶

مسند حدیث کی اہمیت ---------------------------- ۱۳۶

فصل

اس باب میں جس چیز کی معرفت کا ہونا واجب ہے وہ یہ ہے کہ آپ کو اس بات کا علم ہو کہ اخبار خاصہ مرویہ تین قسم پر ہیں ۱۳۶

قسم اوّل ---------------------------- ۱۳۷

قسم ثانی ---------------------------- ۱۳۷

قسم ثانی ---------------------------- ۱۳۷

شیخ حلیمی کا تبصرہ ---------------------------- ۱۳۸

نوع ثالث ---------------------------- ۱۳۹

فصل

مُرسَل روایات اوران کا حکم ۱۴۰

مرسل کی قسم اول ---------------------------- ۱۴۰

مرسل کی دوسری قسم ---------------------------- ۱۴۰

فصل

اختلاف احادیث اوران کا حکم اور آخر میں مجہول حدیث کا حکم ۱۴۰

وجہ اوّل ---------------------------- ۱۴۱

وجہ دوم ---------------------------- ۱۴۱

وجہ ثانی ---------------------------- ۱۴۱

فصل

رسول اللہ ﷺ کی بعثت، نزول قرآن

حفاظت خداوندی ۱۴۱

دین اور شریعت محمدی ﷺ کی حفاظت کا قدرتی نظام - ۱۴۲

سنت رسول کے تحفظ کا قدرتی انتظام ---------------------------- ۱۴۲

راویوں پر محدثین کی جرح وتعدیل کی بابت فقہاء اُمت کا کردار ۱۴۲

کتاب ہذا میں نقل احادیث کے بارے میں مصنف کی وضاحت ۱۴۳

معجزات پر دیگر مصنفین کی کتب کی حالت --------- ۱۴۴

www.ahlehaq.org

مصنف کی کتاب ہذا کی طرز	۱۴۴
محدثین کی انتہائی درجے کی کوشش	۱۴۴
کتاب دلائل النبوۃ	
معرفت احوال صاحب شریعت	
حضرت محمد بن عبداللہ، خیرُ البریہ، رسولِ ربّ العزۃ ﷺ	۱۴۵
(جلداوّل)	۱۴۵
(جلد دوئم)	۱۴۶
(جلد سوئم)	۱۴۸
(جلد چہارم)	۱۴۹
(جلد پنجم)	۱۵۰
(جلد ششم)	۱۵۱
(جلد ہفتم)	۱۵۲
دلائلِ نبوت ۔ معرفت حالات	
صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم	۱۵۴
خطبۂ کتاب	۱۵۴
باب ۱	
ولادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم	۱۵۵
باب ۲	
ولادتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مہینہ	۱۵۶
باب ۳	
وہ سال جس میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے	۱۵۶
آپ علیہ السلام عام الفیل میں پیدا ہوئے	۱۵۶
عبدالملک بن مروان کا قول	۱۵۷
جبیر بن مطعم کا قول	۱۵۷
ابن شہاب کا قول	۱۵۷
ابواسحاق کا قول (جو کہ تمام علماء کا قول ہے)	۱۵۷
باب ۴	
ذکر ولادتِ مصطفیٰ ﷺ اور وہ نشانیاں جو ولادت باسعادت کے وقت یا اس سے قبل یا اس کے بعد ظہور پذیر ہوئیں	۱۵۸
حضور ﷺ کے فرمان ”میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں“ کی تشریح	۱۵۹
حضور ﷺ کے فرمان ”میں عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں“ کا مطلب	۱۵۹
حضور ﷺ کے فرمان ”میں اپنی اُمی کا خواب ہوں“ کا مطلب	۱۵۹
حضور کا نام انجیل میں احمد ہے	۱۶۰
لوح محفوظ میں خاتم النبیین	۱۶۰
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا	۱۶۰
عبدالمطلب کا حرم میں پناہ لینا	۱۶۱
رسول اللہ ﷺ کی پیدائش	۱۶۳
ابوطالب کی کفالت	۱۶۳
آپ علیہ السلام کا فیصل مقرر ہونا	۱۶۴
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح	۱۶۴
باب ۵	
زمزم کی کھدائی کی بابت وہ روایت جو بطریق اختصار آئی ہے	۱۶۵
عبدالمطلب کی اللہ سے دعا	۱۶۷
باب ۶	
عبدالمطلب کا نذر ماننا کہ ”ایک بیٹے کو اللہ کے نام پر ذبح کریں گے“	۱۶۷
حضور ﷺ کے والد کے ذبح کے لئے قرعہ نکلا والد ذبح کرنے لگے تو لوگوں نے نہ کرنے دیا	۱۶۸

ایک عرافہ نے مالی فدیے کا فیصلہ دیا ---------- ۱۶۸

باب ۷

رسول اللہ ﷺ کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب کی آمنہ بنت وہب سے شادی اور رسول اللہ ﷺ بحالت حمل اور وضع حمل ۱۶۹

حضور ﷺ کی نانی، پرنانی، ترنانی، صاحبات ۱۷۰

یہودی عالم کی گواہی ---------- ۱۷۲

رسول اللہ ﷺ کا عقیقہ ۱۷۵

باب ۸

ولادت کے سال اصحاب الفیل اور اس سے قبل تبع کے ساتھ پیش آنے والے واقعات ۱۷۶

یمن میں کعبہ نامی مکان ---------- ۱۷۷

کعبہ شریف کے لئے روانگی ---------- ۱۷۷

قریش کے اُونٹ پکڑنا ---------- ۱۷۸

رہبروں کا توبہ کرنا اور واپس لوٹنا ---------- ۱۷۸

پرندوں کا لشکر پر حملہ ---------- ۱۸۰

کعبہ کا نام بیت العتیق ---------- ۱۸۱

باب ۹

ایوانِ کسریٰ میں زلزلہ واقع ہونا اور اس کے کنگورے گر جانا اور موبذان کا خواب، فارس کی آگ کا دم بخود ہوجانا وغیرہ ۱۸۱

سطیح کے کلمات ---------- ۱۸۳

باب ۱۰

ذکر رضاع رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دودھ پلانے اور پرورش کرنے والی مائیں ۱۸۴

حضور ﷺ کا رضاعی والد ---------- ۱۸۴

حضور ﷺ کے رضاعی بہن بھائی ---------- ۱۸۴

حلیمہ سعدیہ کی قسمت جاگنا ---------- ۱۸۵

رسول اللہ واپس بنی سعد میں ---------- ۱۸۶

رسول اللہ ﷺ کا سب سے پہلا کلام ---------- ۱۸۷

شق صدر کا واقعہ ---------- ۱۸۷

واقعہ شق صدر کے بعد کاہن کے پاس لے جانا ---------- ۱۸۸

ہر گھر میں خوشبو مہکنا ---------- ۱۸۹

رسول اللہ ﷺ کا اچانک غائب ہونا ---------- ۱۸۹

حلیمہ سعدیہ کے لئے انعام ---------- ۱۹۰

ثویبہ ابولہب کی لونڈی کا رسول اللہ کو دودھ پلانا ---------- ۱۹۲

بی بی اُم ایمن حضور ﷺ کے بڑے ہونے تک آپ کی پرورش کندہ تھی ---------- ۱۹۲

باب ۱۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی کا ذکر ۱۹۳

قریش کی گالیوں سے بچنا ---------- ۱۹۳

دو ناموں والے پانچ انبیاء ---------- ۱۹۵

باب ۱۲

کنیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ۱۹۷

باب ۱۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل و نسب کی شرافت کا ذکر ۱۹۷

میں منتخب نسب والا ہوں ---------- ۲۰۰

رسول اللہ ﷺ کے ماں باپ دونوں پاک دامن تھے ۲۰۰

رسول اللہ ﷺ کا نسب نامہ ---------- ۲۰۲

قریش کا وجہ تسمیہ ---------- ۱۰۳

رسول اللہ ﷺ کو ابن ابی کبشہ کہنے کی وجہ ---------- ۲۰۴

حضور ﷺ کی پھوپھیاں ---------------------- ۱۰۵

باب ۱۴

رسول اللہ ﷺ کے والد جناب عبداللہ اور آپ کی والدہ
بی بی آمنہ بنت وہب اور آپ کے دادا عبدالمطلب بن
ہاشم کی وفات کا ذکر ۲۰۶

رسول اللہ ﷺ کا اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کرنا ----- ۲۰۶

زیارت قبر کی ترغیب ---------------------- ۲۰۷

باب ۱۵

مجموعہ ابواب ۔ دربارۂ صفات رسول ﷺ
یعنی حُلیہ مبارک، چہرہ مبارک کی کیفیت ۲۰۹

رسول اللہ ﷺ کا چہرہ چاند کے مشابہ تھا ۲۰۹

چمکدار چہرہ ---------------------------- ۲۱۰

سورج کے طلوع ہونے کے ساتھ مشابہت ------- ۲۱۰

باب ۱۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ کی تعریف ۲۱۱

آپ علیہ السلام میانہ قد تھے ------------------ ۲۱۱

باب ۱۷

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اور پلکیں
اور مُنہ مبارک ۲۱۳

باب ۱۸

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جبین اقدس
بھنویں، ناک، منہ اور دانت مبارک [illegible]

باب ۱۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک اور داڑھی
مبارک کی صفت ۲۱۵

باب ۲۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی صفت ۲۱۶

آپ علیہ السلام سب سے زیادہ حسین تھے -------- ۲۱۷

آپ علیہ السلام کی مانگ کا ذکر --------------- ۲۱۸

باب ۲۱

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کا ذکر اور
بالوں کو رنگ کرنے کی بابت احادیث ۲۱۹

خضاب کا ذکر -------------------------- ۲۱۹

آپ علیہ السلام کے سفید بالوں کا ذکر ---------- ۲۲۱

باب ۲۲

رسول اللہ ﷺ کے دو کاندھوں کے مابین فاصلے کی صفت ۲۲۲

باب ۲۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں ہتھیلیاں، قدم،
بغلیں، کلائیاں، پنڈلیاں اور آپ ﷺ کا سینہ مبارک ۲۲۳

باب ۲۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد و قامت ۲۲۵

باب ۲۵

رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ خوشبو، جو آپ کے ہاتھ چھو لیتا
اس کے ہاتھ میں اس کی ٹھنڈک اور نرمی کا احساس
رہتا اور آپ کے پسینے کی تعریف ۲۲۷

آپ علیہ السلام کا بچوں کے سروں پر ہاتھ پھیرنا ۲۲۷

آپ علیہ السلام کے پسینے کی خوشبو ۲۲۸

باب ۲۶

مُہرِ نبوت کی صفت ۲۲۹

مہر نبوت دونوں کندھوں کے درمیان تھی ۲۳۰

www.ahlehaq.org

باب ۲۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع صفت اور جامع تعریف ۲۳۱
مشکل الفاظ اور لغات کی تشریح ۲۳۲
صفت رسول کے بارے میں مشکل الفاظ کی تشریح --- ۲۳۴

باب ۲۸

رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں اُم معبد کی حدیث ۲۳۵
خشک تھن والی بکری کا دودھ ---------- ۲۳۵
ہاتف غیبی کے اشعار ۲۳۷
مشکل الفاظ کی تشریح ۲۳۹
آپ کے نطق کے بارے میں ۲۴۰

باب ۲۹

رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں حدیث ہند بن ابی ہالہ تمیمی ۲۴۱
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمدنی اور خرچ ۲۴۴
اصحابہ کے حالات کا خیال رکھنا ---------- ۲۴۴
ذمہ دار کو صبر کرنے کی تلقین کرنا ---------- ۲۴۴
اپنے رفقاء کے ساتھ حضور ﷺ کا سلوک وسیرت ---- ۲۴۵
اپنے نفس کو تین چیزوں کا پابند بنانا ---------- ۲۴۵
سکوت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ---------- ۲۴۵
جامع صفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم ---------- ۲۴۶
گذشتہ روایات میں وارد ہونے والے مشکل الفاظ کی تفسیر وتشریح ۲۴۶
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتِ تکلم ---------- ۲۴۷
اشکال کا جواب ---------- ۲۴۷
ابن الانباری کا قول ---------- ۲۵۰
ازہری کا قول ---------- ۲۵۰
بالوں کو چار حصوں میں تقسیم فرمانا ---------- ۲۵۱
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ---------- ۲۵۲
حضور ﷺ کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ---------- ۲۵۲
حضور ﷺ کے بارے میں آپ کی پھوپھی عاتکہ کا قول -- ۲۵۲
جبینِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طلعت ۲۵۳
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے تاثرات ---------- ۲۵۳
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کشادہ بھنویں باریک اور کامل تھیں ۲۵۳
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں مبارک ۲۵۳
داندنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۲۵۴
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک ۲۵۴
صدر مبارک سینہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ---------- ۲۵۴
پیٹ اور اس کے سلوٹ ---------- ۲۵۴
رسول اللہ ﷺ کے کندھے مبارک اور مہر نبوت اور شامۃ نبوت ---------- ۲۵۵
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پُشت مبارک ---------- ۲۵۵
بازو، کلائیاں اور کلائیوں کی ہڈیاں ---------- ۲۵۵
رسول اللہ ﷺ کے جسمِ اطہر کا نچلا حصہ ---------- ۲۵۵
جسمِ اطہر کی دیگر کیفیات ---------- ۲۵۵
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے پھرنے کا انداز ۲۵۵
مشابہت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ---------- ۲۵۶

www.ahlehaq.org

صدیق اکبرؓ کی حضرت حسنؓ سے
والہانہ محبت ---------- ۲۵۶

باب ۳۰

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل واخلاق کی بابت
مذکوراحادیث بطریق اختصار ۲۵۷
دس سال تک خادم کواُف تک نہ کہنا ---------- ۲۵۸
رسول اللہ ﷺ کی سخاوت کا ذکر ---------- ۲۵۹
آپ علیہ السلام کنواری لڑکی سے زیادہ باحیاء تھے --- ۲۵۹
کسی کی غلطی پرخطاب سے تنبیہ نہ کرنا ---------- ۲۶۰
آپ علیہ السلام پر جادو کا ذکر ---------- ۲۶۰
تاثیر ۔ تحقیق دربارۂ سحررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
از ڈاکٹرعبدالمعطی محشی کتاب دلائل النبوت ۲۶۱
علامہ زاہدالکوثری کی تحقیق ۲۶۱
بوقت مصافحہ آپ علیہ السلام کا پہلے ہاتھ نہ چھوڑنا --- ۲۶۲
کثرت سے نگاہیں آسمان کی طرف اُٹھانا ---------- ۲۶۲
کھانے میں عیب نہ نکالنا ---------- ۲۶۲
آپ علیہ السلام کا تبسم فرمانا ---------- ۲۶۲
صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی باتوں میں شرکت فرمانا -- ۲۶۳
آپ علیہ السلام کی بہادری کا بیان ---------- ۲۶۳
حضور ﷺ کی سخاوت کا بیان ---------- ۲۶۴
حضور ﷺ گھر کا کام خود کرتے ---------- ۲۶۵
ذکراللہ کی کثرت کرتے تھے ---------- ۲۶۵
غلاموں کی دعوت قبول کرنا---------- ۲۶۵
رسول اللہ ﷺ کا بچوں کا سلام کرنا ---------- ۲۶۵
سخت سردی میں برکت کے لئے پانی میں ہاتھ ڈالنا--- ۲۶۶
ایک بوڑھی عورت کی خاطر رُک جانا ---------- ۲۶۶

باب ۳۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا سے بے رغبتی وزُہد ۲۶۶
ازواج مطہرات کواختیار دینا ---------- ۲۶۷
آپ علیہ السلام کا بستر دیکھ کرحضرت عمرؓ کا رونا ۲۶۸
حضور ﷺ کا گھر والوں کے لئے بقدر گزارہ روزی کی
دعاءکرنا ---------- ۲۶۹
تین ماہ تک چولہا نہ جلنا ---------- ۲۷۰
آپ علیہ السلام کا منبروکرسی پرکھانا نہ کھانا ---------- ۲۷۰
گھر والوں کے کھانے کے لئے زرہ رہن رکھوانا ---- ۲۷۱
صدقہ کے دراہم کی وجہ سے نیند نہ کرنا ---------- ۲۷۱
کھجوریں جمع کرنے پرافسوس کا اظہار کرنا ---------- ۲۷۲

باب ۳۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خرچ نفقے کی حدیث ۲۷۲

باب ۳۳

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل صفہ کے فقراءاورمساکین
کے ساتھ بیٹھنا ۲۷۴
فقراء صحابہ کی فضیلت ---------- ۲۷۵

باب ۳۴

رسول اللہ ﷺ کا اپنے ربّ کی طاعت وفرمانبرداری
کرنے میں انتہائی زیادہ کوشش صرف کرنا اورآپ کا
اپنے ربّ سے ڈرنا ۲۷۵
مسلسل روزے رکھنا ---------- ۲۷۵
رسول اللہ ﷺ کی گریہ وزاری ---------- ۲۷۵
رسول اللہ ﷺ کا خوف خدا ---------- ۲۷۵

www.ahlehaq.org

باب ۳۵

وہ احادیث جن سے اس بات پر استدلال کیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ اپنے ہاتھ کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ جزاء اور بدلہ دینے والے تھے

بھوک کی شدت میں ابوالہیثم کا مہمان بننا --------- ۲۷۷

کھانے میں برکت کا ذکر --------------------- ۲۷۹

باب ۳۶

ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کی مثال اور آپ سے قبل انبیاء علیہم السلام کی مثال اور حضور ﷺ کا خبر دینا کہ آپ خاتم النبیین ہیں ۲۸۰

باب ۳۷

حضور ﷺ کی مثال اور آپ ﷺ کی اُمت کی مثال اور انبیاء کی مثال ۲۸۱

اسلامی تعلیمات سے فائدہ اُٹھانے والے کی فضیلت --- ۲۸۱

اللہ تعالیٰ کی مہمانی کا ذکر ----------------- ۲۸۲

نیند میں دل کا بیدار رہنا -------------------- ۲۸۳

باب ۳۸

رسول اللہ ﷺ کی صفت توراۃ، انجیل، زبور اور تمام کتب سماویہ میں اور آپ ﷺ کی اُمت کی صفت ۲۸۳

آپ علیہ السلام کی صفات توراۃ میں ----------- ۲۸۳

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمت محمدیہ کو اپنی اُمت بنانے کے لئے دعا ۲۸۶

اُمت محمدیہ ﷺ کی خصوصیت کا ذکر ----------- ۲۸۶

زبور میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر ---------------- ۲۸۶

اُمت محمدیہ ﷺ کی مخصوص فضیلت ۲۸۷

حضرت دانیال علیہ السلام کی کتاب ------------- ۲۸۷

باب ۳۹

ملک شام میں ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی شبیہ اور تصویر ۲۸۹

ابہم غسانی کو دعوت اسلام -------------------- ۲۹۰

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہرقل کے دربار میں ------- ۲۹۰

حضرت آدم علیہ السلام کی صورت ۲۹۱

حضرت نوح علیہ السلام کی صورت ۲۹۱

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صورت ۲۹۱

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی صورت ۲۹۲

حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی صورت ۲۹۲

حضرت لوط علیہ السلام کی صورت ۲۹۲

حضرت اسحٰق علیہ السلام کی صورت ۲۹۲

حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت ۲۹۲

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی صورت ۲۹۲

حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت ۲۹۳

حضرت داؤد علیہ السلام کی صورت ۲۹۳

حضرت سلیمان علیہ السلام کی شبیہ ۲۹۳

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ۲۹۳

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم اور حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ کا حضرت دانیال نبی کی میت کا تجہیز و تکفین ۲۹۴

☆☆☆

www.ahlehaq.org

فہرست عنوانات جلد دوم

باب ۴۰

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ کو چاک کرنے اور آپ کے دل سے شیطان کا حصہ نکال دینے کے متعلق احادیث ۲۹۵

رضاعی ماں سے حقیقی ماں کے پاس ۲۹۵

باب ۴۱

سَیُف بن ذِیْ یَزَنُ کا عبدالمطلب بن ہاشم کو ان امور کی خبر دینا جو نبی کریم ﷺ کے بارے میں پیش آئے ۲۹۶

آپ علیہ السلام کی یہودیوں سے حفاظت ۲۹۹

باب ۴۲

عبدالمطلب بن ہاشم کا (حضور کی مَعِیَّتُ میں) بارش کی دعا مانگنا اور اس میں رسول اللہ ﷺ کے معجزات کا ظہور ۳۰۰

حضور ﷺ کے دادا عبدالمطلب کی دعا ۳۰۱

قحط سالی کے زمانے میں ہاتف غیبی کی آواز ۳۰۱

باب ۴۳

عبدالمطلب بن ہاشم کا رسول اللہ ﷺ پر شفقت کرنا اور اپنی وفات کے وقت ابوطالب کو حضور ﷺ کے ساتھ شفقت کرنے کی وصیت کرنا ۳۰۲

اے اللہ! سواری واپس کردے ۳۰۳

رسول اللہ ﷺ عبدالطلب کی مسند پر ۳۰۳

ابوطالب کی وصیت ۳۰۳

باب ۴۴

نبی کریم ﷺ کے ابوطالب کے ساتھ خروج کے بارے میں واردشدہ اخبار جب وہ شام کی طرف تجارت کی نیت سے نکلے تھے ۳۰۵

راہب نے کہا ''یہی رسول مبعوث ہیں'' ۳۰۵

باب ۴۵

اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول کی حفاظت کرنا ۳۰۸

اچانک بے ہوش ہوکر گر پڑے ۳۰۸

منکرات کی مجلس سے حفاظت کا انتظام ۳۰۹

آپ علیہ السلام نے کبھی بتوں کو ہاتھ نہیں لگایا ۳۱۰

باب ۴۶

بناءِ کعبہ بطریق اختصار اور اس میں رسول اللہ ﷺ پر جو آثار پذیر ہوئے ۳۱۳

آدم علیہ السلام کی تعمیر ۳۱۳

طوفان نوح سے بیت اللہ کا منہدم ہونا ۳۱۳

حضرت اسماعیل اور ہاجرہ علیہما السلام کی مکہ آمد ۳۱۴

پانی کی تلاش میں دوڑ دھوپ ۳۱۴

زمزم کا کنواں ۳۱۴

ناشکری کی سزا ۳۱۵

شکرگزاری کا صلہ ۳۱۶

حجر اسود جنتی پتھر ۳۱۷

تعمیر قریش ۳۱۸

آپ علیہ السلام کے فیصلہ سے لڑائی کا خاتمہ ۳۱۹

انہدام بت سے خوف زدہ ہونا ۳۲۰

مقام ابراہیم بیت اللہ سے متصل تھا ۳۲۲

باب ۴۷

رسول اللہ ﷺ کی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی سے قبل اپنی معاش کے لئے مصروفیت اور اس میں بعض نشانیوں کا ظہور ۳۲۲

www.ahlehaq.org

راہب نے کہا اس درخت کے سایہ میں نبی کے علاوہ کوئی نہیں بیٹھا ---------- ۳۲۳

فرشتوں کا سایہ کرنا ---------- ۳۲۳

باب ۴۸

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کرنے کے بارے میں کیا کچھ مروی ہے؟ ۳۲۴

باب ۴۹

اَحبار اور رُھبان (علماء یہود ونصاریٰ) کا رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ کے بارے میں خبر دینا ۳۲۷

سیرت نگار ابن اسحاق کا فرمان ---------- ۳۲۸

آپ علیہ السلام پر بعثت سے قبل ایمان ---------- ۳۲۹

باب ۵۰

بنو عبدالاشہل میں سے ایک یہودی کی خبر کا ذکر

باب ۵۱

سعیہ کے دو بیٹوں کے مسلمان ہونے کا سبب ۳۳۰

باب ۵۲

حضرت سلمان فارسی ؓ کے اسلام قبول کرنے کا سبب ۳۳۱

غار والوں کی خدمت میں حاضری ---------- ۳۳۱

بادشاہ کی غار پر چڑھائی ---------- ۳۳۲

اچانک غار سے نکل کر سلام کیا ---------- ۳۳۴

ہر شخص اپنے ٹھکانے پر چلا گیا ---------- ۳۳۴

اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیت ---------- ۳۳۵

پادری کا سلمان فارسی ؓ کو حضور ﷺ کی اتباع کی نصیحت کرنا ---------- ۳۳۶

ایک انصاری عورت کے ہاتھ فروخت ہو گیا ---------- ۳۳۶

مشرف باسلام ہو گئے ---------- ۳۳۷

صدقہ ضائع کرنے والے سے نفرت ---------- ۳۳۸

صاحب عموریہ کی خدمت میں ---------- ۳۳۹

باب ۵۳

قیس بن ساعدہ ایادی کا تذکرہ دور جاہلیت کے خطیب کی مبنی بر حقیقت تقریر جو اس نے عکاظ کے مجمع میں کی تھی ۳۴۲

قیس بن ساعد کا کلام ---------- ۳۴۳

حضرت صدیق اکبر ؓ نے ساعد کا کلام یاد کر لیا تھا ---------- ۳۴۴

وفد عبدالقیس کی آمد اور سردار جارود کا اسلام قبول کرنا، قیس بن ساعد کا کلام اور جارود کا کلام جو فصاحت عربی کا شاہکار ہے ---------- ۳۴۵

وفد عبدالقیس کے سردار کی مسجد نبوی میں دیگر سرداروں سمیت رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ---------- ۳۴۶

رسول اللہ ﷺ کی خوشی کی انتہاء ---------- ۳۴۶

قیس بن ساعدہ کو عرب معمر ترین خطیب کا خطاب ---------- ۳۴۸

گزرے ہوئے لوگوں کے حالات سے عبرت حاصل کرنا ۳۴۸

مجھے خوشی سے اپنی آغوش میں لے لیا ---------- ۳۵۰

باب ۵۴

حدیث دیرانی ۳۶۲

باب ۵۵

ذکر حدیث نصرانی ۳۵۲

۵۶

ذکر حدیث جہنی ۳۵۳

باب ۵۷

ذکر حدیث زید بن عمر بن نفیل ۳۵۴

ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ نصرانی ---------- ۳۵۵

بیت المقدس کے علماء ---------- ۳۵۶

www.ahlehaq.org

ورقہ بن نوفل نے کہا ''محمد اس اُمت کا نبی ہوگا'' ------ ۳۵۷

باب ۵۸

ابواب مبعث رسول، وہ وقت جس میں محمد ﷺ نبی لکھ دیئے گئے تھے ۳۵۸

میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں ------ ۳۵۸

باب ۵۹

حضور رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک جب آپ نبی بنائے گئے ۳۵۹

باب ۶۰

وہ مہینہ اور وہ دن جس میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی ۳۶۰

رمضان میں نزول قرآن کی ابتداء ------------- ۳۶۰

باب ۶۱

بعثت اور نزولِ قرآن کی ابتداء اور اس وقت حجر وشجر کے سلام کرنے کا ظہور اور ورقہ بن نوفل کا حضور ﷺ کی تصدیق کرنا ۳۶۱

قرآن کی سب سے پہلی آیت ------------- ۳۶۱

فترت وحی کا زمانہ ------------- ۳۶۲

ورقہ بن نوفل کا مدد کرنے کا وعدہ ------------- ۳۶۳

زید اور ورقہ دونوں علم کی تلاش میں ملک شام جا پہنچے ------------- ۳۵۶

حضور ہر سال ایک ماہ غار حرا کی طرف نکل جاتے تھے ۳۶۶

جب غار حراء کا عمل مکمل ہوگیا ------------- ۳۶۷

ورقہ بن نوفل کا کلام ------------- ۳۶۸

جبرائیل ہونے کی تصدیق ------------- ۳۶۹

باب ۶۲

قرآن میں سے نازل ہونے والی پہلی سورت ۳۷۱

باب ۶۳

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کس کا اسلام مقدم ہے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود کے لئے حضور ﷺ کے معجزات کا ظہور، طلحہ رضی اللہ عنہ کا راہب کا قول سننا اور خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کا خواب دیکھنا وغیرہ ۳۷۳

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام ------------- ۳۷۳

حضرت علی کی پرورش رسول اللہ ﷺ نے کی تھی ابوطالب کثیر العیال تھے ان کے بوجھ کو رسول اللہ ﷺ نے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ہلکا کیا ------------- ۳۷۴

اسلام قبول کرنے کے وقت علی رضی اللہ عنہ دس سال کے تھے ------------- ۳۷۵

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام کا واقعہ ------------- ۳۷۶

ابوعبیدہ بن جراح کا قبول اسلام ------------- ۳۷۹

باب ۶۴

رسول اللہ ﷺ اور تمام لوگوں قرابت داروں وغیرہ کو تبلیغ اور ڈرسنانے کی فرضیت کا آغاز حضور ﷺ کا قریش کو جمع کرنا اور آخرت سے ڈرانا، حضور ﷺ کا ان کو کھانا کھلانا اور اس میں برکت ہونا ۳۸۰

قریش میں اعلانیہ دعوت اسلام ------------- ۳۸۱

باب ۶۵

جب حضور ﷺ نے قریش کو ایمان کی طرف دعوت دی تو ابولہب نے آپ ﷺ کو کیا جواب دیا؟ اور پھر اس کے بارے میں قرآن میں کیا کچھ نازل ہوا؟ ۳۸۳

قریش کو اجتماعی دعوت ------------- ۳۸۳

ثوبیہ کو آزاد کرنے کی برکت ------------- ۳۸۴

www.ahlehaq.org

ابولہب کی بیوی کی بدحالی ---------------- ۳۸۴

باب ٦٦

اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی :

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُۥ ۚ وَٱللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ ٱلنَّاسِ ۔ ۳۸۵

قریش ابوطالب کی خدمت میں ---------------- ۳۸۶

رسول اللہ ﷺ کا شاندار جواب ---------------- ۳۸۷

ابوجہل اُونٹ دیکھ کر ڈر گیا ---------------- ۳۸۸

آپ علیہ السلام کا مظلوم کا ساتھ دینا ---------------- ۳۹۰

باب ٦٧

ارشادِ باری تعالیٰ :

وَإِذَا قَرَأْتَ ٱلْقُرْءَانَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِٱلْـَٔاخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا ۔ ۳۹۱

آپ علیہ السلام کو ابولہب کی بیوی کا نہ دیکھنا -------- ۳۹۱

دشمن آپ علیہ السلام کو نہ دیکھ سکے ---------------- ۳۹۲

باب ٦٨

مشرکین کا اعجاز قرآن کا برملا اعتراف، اس بات کا بھی کہ اہل لغت اور صاحب زبان ہونے کے باوجود کتاب اللہ جیسی نہ ان کی لغت ہے اور نہ ہی زبان ہے ۳۹۳

ولید بن مغیرہ کا فر اور قریش کے سردار کے حضور ﷺ کے بارے میں ریمارکس جو رہتی دنیا تک حضور ﷺ کی سچائی کا نشان رہیں گے ---------------- ۳۹۳

دشمن کی گواہی ”نہ مجنون نہ کاہن“ ---------------- ۳۹۴

ولید بن مغیرہ کافر کا انتباہ کہ محمد (ﷺ) کاہن، مجنون، اور شاعر نہیں ہے مگر تم لوگ کہو کہ یہ ساحر ہے ---------- ۳۹۴

قرآن کی تعریف دشمن کی زبانی ---------------- ۳۹۵

قریش کے شاطر اور تیز ترین شخص نضر بن حارث اور دشمن رسول نے اقرار کیا کہ محمد (ﷺ) نہ کاہن ہیں، نہ مجنون، نہ شاعر، نہ ساحر ہیں---------------- ۳۹۵

کفار کی طرف سے مال کی پیشکش ---------------- ۳۹٦

ولید کا اپنی قوم کو مشورہ ---------------- ۳۹۸

قومی عصبیت راہِ حق قبول کرنے سے مانع بن گئی ------ ۳۹۹

باب ٦٩

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا اور ان کے قصے میں ان کے بھائی اُنیس کی تنزیہ ۴۰۰

اُنیس شاعر کی گواہی کہ قرآن جادوگروں کا کلام نہیں ---------------- ۴۰۰

رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ---------------- ۴۰۱

اپنی قوم سے تبلیغ اسلام کریں ---------------- ۴۰۲

باب ٧٠

جناب حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کے اسلام کا تذکرہ اور اس میں حضور ﷺ کا اس کو خاص طور پر وعظ فرمانا یہاں تک آپ علیہ السلام کے فرمان کی برکت سے اللہ نے اس کے دل میں ایمان ڈال دیا تھا ۴۰۳

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اشعار ---------------- ۴۰۴

باب ٧١

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا تذکرہ جب انہوں نے قرآن پڑھا اور اس کے اعجاز کو جانا اور جو کچھ اللہ نے اس میں رسول اللہ ﷺ کی دعا کو قبول فرمایا غلبہ دین کے لئے دو میں سے ایک آدمی کے مسلمان ہو جانے کے ساتھ ۴۰۵

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن کی جرأت ---------------- ۴۰٦

www.ahlehaq.org

حضرت عمرؓ کے ایمان پر مسلمانوں کا نعرہ بلند کرنا --- ۴۰۷
حضرت عمرؓ اپنے ماموں کی پناہ میں ---------- ۴۰۷
عامر بن ربیعہ کی والدہ کا بیان ---------------- ۴۰۹

باب ۷۲
ضماد کا مسلمان ہونا اور نبی کریم ﷺ سے اس نے جو سُنا اس میں آثارِ نبوت کا ظہور ۴۱۰

باب ۷۳
جنات کے مسلمان ہونے میں جو رسول اللہ ﷺ کے معجزات کا ظہور ہے ۴۱۱
ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ ہوگئی --- ۴۱۱
واقعے دو ہیں ، پہلی مرتبہ، جنات نے سُنا ، ان کو دیکھا نہیں، دوسری بار حضورؐ نے دیکھا---------- ۴۱۲
وادی نخلہ کا واقعہ ---------------------- ۴۱۳
کیا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لیلۃ الجن میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے ---------------- ۴۱۳
ہڈی اور اُپلے میں جنات کی خوراک ----------- ۴۱۵

باب ۷۴
اُس وجہ کا بیان جس سے کاہنوں کی باتیں سچی ہو جایا کرتی تھیں پھر اس بات کا بیان کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے ظہور کے ساتھ ہی وہ وجہ اور وہ اسباب ختم ہو گئے یا اس میں زیادہ تر ختم ہو گئے ۴۱۶
آسمانی فیصلہ پہنچانے کی کیفیت --------------- ۴۱۷
شہاب ثاقب کی وجہ ------------------- ۴۱۷
نگران اور شہادت پہلے بھی ہوتے تھے مگر خبریں چرانے والوں کے خلاف بعثت محمدی کے بعد استعمال ہونا شروع ہوئے ------------------------- ۴۱۸
بازار عکاظ میں جنات سے ملاقات -------------- ۴۱۹
جنات خبروں کی تلاش میں -------------- ۴۲۰

باب ۷۵
ایک جن کا دوسرے جن سے حضور ﷺ کی تشریف آوری کی اطلاع کرنا اور حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بارے میں جو آوازیں سُنی گئیں مگر آوازیں دینے والا نظر نہ آیا ۴۲۱
حضرت عمرؓ کی کاہن سے ملاقات ----------- ۴۲۲
مشرکین بچھڑا ذبح کرنے سے رُک گئے ----------- ۴۲۳
سواد بن قارب کی کہانی، عین ممکن ہے کہ وہ کاہن جس کا صحیح میں نام مذکور نہیں ہے وہ یہی ہو ۴۲۴
سواد بن قارب کاہن کے جن کا حضور ﷺ کی بعثت کے بارے میں اطلاع کرنا۔ اشعار ------------- ۴۲۴
سواد بن قارب کے اشعار جو انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی-------- ۴۲۵
سواد بن قارب کے اشعار سُن کر رسول اللہ ﷺ کا اظہارِ مسرت ------------------------------ ۴۲۶
مازن طائی کے مسلمان ہونے کا سبب ------------ ۴۲۷
رسول اللہ ﷺ کی مازن کے حق میں دعا ----------- ۴۲۸
حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے قحط زدگی کے بعد خوشحالی ملی ، بے اولادی کے بعد اولاد نصیب ہوئی تو مازن نے اشعار کہے ---------------------- ۴۲۹
خفاف بن نضلہ ثقفی کا اسلام -------------------- ۴۳۰
نبی مبعوث نے ہمارے اُوپر زنا کو حرام قرار دیا -------- ۴۳۱

باب ۷۶
مشرکین کا رسول اللہ ﷺ سے معجزہ دکھانے کی فرمائش کرنا اور رسول اللہ ﷺ کا چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھانا---- ۴۳۲

باب ۷۷

مشرکین کا رسول اللہ ﷺ سے مکہ میں سوالات کرنا ۴۳۵

اصحاف کہف کی حقیقت ---------------- ۴۳۵

انشاء اللہ نہ کہنے کے نقصانات ---------------- ۴۳۶

کوہ صفاء کو سونا بنانے کا مطالبہ ---------------- ۴۳۷

باب ۷۸

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کا مشرکین کے ہاتھوں ایذا پانا حتیٰ کہ انہوں نے ان کو ہجرت کرنے پر مجبور کردیا، پھر ان میں سے سات افراد کے خلاف بددعا کرنے پر نشانیوں کا ظہور ۴۳۸

رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینا ---------------- ۴۳۹

آپ علیہ السلام پر گند ڈالی گئی ---------------- ۴۴۰

آپ علیہ السلام نے ایذا پہنچانے والوں کو بددعا دی ۴۴۱

اسلام میں پہلا شہید ---------------- ۴۴۲

باب ۷۹

پہلی ہجرت ملک حبشہ کی طرف تھی اور اس کے بعد دوسری ہجرت ہوئی ۴۴۳

اس کی سرزمین پر کسی پر ظلم نہیں ہوتا تھا ---------------- ۴۴۴

مسلمانوں اور مشرکین سب نے سجدہ کیا ---------------- ۴۴۴

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی حبشہ سے واپسی اور ولید بن مغیرہ کی پناہ سے انکار ---------------- ۴۴۵

ولید کی پناہ میں رہنے سے انکار ---------------- ۴۴۵

حضرت جعفر بن ابوطالب کے واقعہ کی تفصیل، مشرکین کا حبشہ میں ہجرت کرنے والوں کا تعاقب کرنا ---------------- ۴۴۶

نجاشی کے دربار میں جعفر بن ابوطالب ودیگر مسلمانوں کی طلبی ۴۴۷

نجاشی کے دربار میں جعفر بن ابوطالب کا وضاحتی بیان جس نے اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی احسن طریقہ سے نمائندگی کی ---------------- ۴۴۷

جعفر ابن ابوطالب کی مزید وضاحت ---------------- ۴۴۸

نجاشی کا سرداروں اور گورنروں کو جواب ---------------- ۴۴۸

نجاشی کی مذکورہ بات کرنے کا پس منظر ---------------- ۴۴۸

عمرو بن العاص اور عمارہ کے درمیان مشن میں ناکام ہونے سے عداوت ---------------- ۴۴۹

قصہ القاءِ الشیطان فِیۡ اُمۡنِیَّتِہٖ ---------------- ۴۴۹

ہجرت حبشہ اُولیٰ ---------------- ۴۴۹

ہجرت حبشہ ثانیہ ---------------- ۴۵۰

نجاشی نے کہا ''میں شہادت دیتا ہوں وہ شخص نبی ہے'' ۴۵۰

نجاشی کے دربار میں قریش کا وفد ---------------- ۴۵۲

جعفر بن ابی طالب نے سورۂ مریم کی تلاوت کی ---------------- ۴۵۳

نجاشی کے خلاف بغاوت کا واقعہ ---------------- ۴۵۴

نصاریٰ کے بیس آدمیوں کا وفد ---------------- ۴۵۶

نجاشی کا وفد دربار نبوی ﷺ میں ---------------- ۴۵۶

باب ۸۰

نبی کریم ﷺ کے نجاشی کی طرف خط بھیجنے کے بارے میں جو روایات وارد ہوئی ہیں ۴۵۷

حضور ﷺ کا خط نجاشی کے پاس ---------------- ۴۵۷

نجاشی کا خط رسول اللہ ﷺ کے پاس ---------------- ۴۵۸

باب ۸۱

نبی کریم ﷺ کا اپنے بقیہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ شعب ابوطالب میں داخل ہوجانا اور آیات ونشانیوں کا ظہور مشرکین کے صحیفے میں جو انہوں نے بنو ہاشم وبنو عبدالمطلب پر لکھا ۴۵۸

شعب ابی طالب میں تین سال تک رہے ---------- ۴۵۹
صحیفۂ مقاطعہ جو دیمک نے کھالیا ---------------- ۴۵۹
آپ علیہ السلام کی خبر سچی ثابت ہوئی ------------- ۴۶۰

باب ۸۲

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ آپ اسی پر توجہ رکھئے جس کا آپ کو حکم ملا ہے اور مشرکین سے بے توجہی کر لیجئے ہم آپ کے لئے کافی ہیں ۴۶۱
حضور ﷺ کو تکلیف پہنچانے والوں کا دنیا میں بدترین انجام ------------------------------------ ۴۶۲
دشمنان رسول کو اپنے انجام تک پہنچانے کے لئے انتہائی معمولی اور سادہ سے اسباب کا استعمال ------------ ۴۶۲

باب ۸۳

حضور ﷺ قریش کے ان لوگوں کو بددعا دینا جنہوں نے آپ کی نافرمانی کی تھی دعا کا قبول ہونا اور اس میں نشانیوں کا ظہور ----------------------------- ۴۶۲
قریش پر قحط سالی کا عذاب مسلط ہوا ------------ ۴۶۳
پانچ بڑے واقعات ----------------------- ۴۶۴

باب ۸۴

سورۂ روم کی آیت اور اس کے بارے میں آیت کا ظہور قریب تر زمین میں ۴۶۶
رومیوں کے غلبہ سے مسلمان خوش ہوئے ---------- ۴۶۷
صدیق اکبر ؓ نے بشارت کے متعلق شرط رکھی ---- ۴۶۸

باب ۸۵

نبی کریم ﷺ کا قریش کے سات افراد کے خلاف بددعا کرنا اس کے بعد ابولہب کے بیٹے پر بدؔعا کرنا اس بارے میں نشانیوں کا ظاہر ہونا ۴۶۸
ابولہب نے بنات رسول کو طلاق دلا دی ----------- ۴۶۹
شیر نے ابولہب کے بیٹے کا گلا کاٹ دیا ------------ ۴۶۹

باب ۸۶

رسول اللہ ﷺ کے چچا ابوطالب کی وفات اور اسلام سے اُن کا رُک جانا ۴۷۰
ابوجہل نے ابوطالب کو موت کے وقت عار دلایا ----- ۴۷۰
دفاع اسلام نے ابوطالب کو فائدہ پہنچایا ----------- ۴۷۲
ابوطالب کو آگ کی جوتی پہنائی جائے گی ---------- ۳۷
ابوطالب کی وفات کے بعد قریش کی ایذاءرسانی بڑھ گئی --------------------------------- ۴۷۴

باب ۸۷

سیدہ خدیجہ بنت خویلد زوجۂ رسول ﷺ کی وفات اور جبرائیل علیہ السلام کا آپ ﷺ کو ان آیات ونشانیوں کے بارے میں خبر دینا جو وہ آپ ﷺ کے پاس لائے ۴۷۴

باب ۸۸

مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک رسول اللہ ﷺ کی سیر اور اس میں جن آیات ونشانیوں کا ظہور ہوا ۴۷۵
معراج کی رات مدینہ طیبہ میں آپ نے نماز پڑھی --- ۴۷۶
دودھ اور شہد کا برتن لایا گیا ---------------- ۴۷۷
واپسی پر قریشی قافلہ سے ملاقات --------------- ۴۷۷
موسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا --------- ۴۷۸
حضرت صدیق اکبر ؓ نے معراج کے واقعہ کی بلا تاخیر خیر تصدیق کی ------------------------ ۴۷۹
دودھ فطرت کے مطابق ہے ------------------- ۴۸۰
معراج سے واپسی پر قریش کے سامنے بیان -------- ۴۸۱
براق کو انبیاء کی سواری کے باندھنے کی کڑی سے باندھا ۴۸۲

باب ۸۹

اس بات کی دلیل کہ نبی کریم ﷺ کو آسمانوں کے پرلے جایا گیا تھا اور آپ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو اُن کی اصلی صورت میں سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا تھا ۔۔۔ ۴۸۳

جبرائیل علیہ السلام ذاتی صورت میں ۔۔۔ ۴۸۴

جبرائیل علیہ السلام کے چھ سو پر تھے ۔۔۔ ۴۸۶

دوسری مرتبہ شق صدر ۔۔۔ ۴۸۷

ساتویں آسمان پر ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ۔۔۔ ۴۸۸

نمازوں کے متعلق موسیٰ علیہ السلام سے مکالمہ ۔۔۔ ۴۸۸

براق کا رنگ سفید تھا ۔۔۔ ۴۸۹

پہلے آسمان پر آدم علیہ السلام سے ملاقات ۔۔۔ ۴۹۰

یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام سے ملاقات ۔۔۔ ۴۹۱

بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں ۴۹۲

معراج اور رؤیتِ جبرائیل اور رؤیتِ الٰہی کے بارے میں مذکور روایت پر امام بیہقیؒ کا تبصرہ ۔۔۔ ۴۹۳

انبیاء علیہم السلام کی امامت ۔۔۔ ۴۹۴

مذکورہ احادیث کا اعادہ کرنے کے بعد امام بیہقیؒ کا ان پر تبصرہ ۔۔۔ ۴۹۵

بیت المقدس میں دو رکعتیں ۔۔۔ ۴۹۷

سوکھا گوشت اور بدبودار گوشت ۔۔۔ ۴۹۷

زناکار بدکار عورتوں کا حشر ۔۔۔ ۴۹۸

جہنم کا منظر دکھایا گیا ۔۔۔ ۴۹۹

بیت المقدس کے متعلق سوالات ۔۔۔ ۵۰۰

بے نمازی کا حشر ۔۔۔ ۵۰۱

جنت کی سیر ۔۔۔ ۵۰۲

جہنم کی آوازیں ۔۔۔ ۵۰۲

شراب پینے سے انکار ۔۔۔ ۵۰۳

مجھے رحمۃ للعلمین بنایا گیا ۔۔۔ ۵۰۴

سورج کا واپس ہونا ۔۔۔ ۵۰۵

باب ۹۰

ابتداء میں نماز کیسے فرض ہوئی ۵۰۶

جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء میں نماز ۔۔۔ ۵۰۷

باب ۹۱

نبی کریم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر صدیق ؓ اور سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ کے ساتھ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اور مدینہ کی طرف ہجرت سے قبل شادی کی تھی اور حضور ﷺ کو خواب میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی صورت دکھادی گئی تھی اور یہ بھی کہ یہ آپ ﷺ کی بیوی ہوں گی ۵۰۷

نکاح کے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ سال تھی ۔۔۔ ۵۰۸

پیغام نکاح اُم رومان کے پاس ۔۔۔ ۵۰۹

باب ۹۲

نبی کریم ﷺ کا اپنے آپ کو قبائل عرب کے آگے پیش کرنا اور اپنے ربّ کے پیغام کو پہنچانے میں ان کا آپ ﷺ کو اذیت دینا تاوقتیکہ اللہ نے اہل مدینہ کے انصار کو یہ عزت بخشی ۵۱۰

طائف میں قبیلہ ثقیف کو دعوت اسلام ۔۔۔ ۵۱۱

رسول اللہ ﷺ نے تکلیف کے باوجود بددعا نہیں کی ۔۔۔ ۵۱۲

حدیث سوید بن صامت (یعنی قصۂ سوید) ۔۔۔ ۵۱۳

حدیث ایاس بن معاذ اشہلی اور حدیث یوم بعاث یعنی قصۂ ایاس اور بعاث کی لڑائی کا پس منظر ۔۔۔ ۵۱۳

حدیث ایان بن عبداللہ بجلی، رسول اللہ ﷺ کا اپنے آپ کو قبائل عرب پر پیش کرنا اور مفروق بن عمرو اور اس کے اصحاب کا قصہ ۔۔۔ ۵۱۴

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ کا تعارف کرایا ------ ۵۱۵
اوس اور خزرج کے پاس ------------------ ۵۱۷
حدیث سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ اور مکے میں ہاتف غیبی کی سُنی گئی آواز ان دونوں کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی نصرت کے بارے میں ------------ ۵۱۷

باب ۹۳

بیعتِ عقبہ اولیٰ اور موسمِ حج میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوئے انصار کی اسلام پر بیعت ۵۱۸
مدینۃ الرسول ﷺ میں خفیہ دعوت ------------ ۵۱۹
مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی خفیہ دعوتِ اسلام --------- ۵۱۹
یہود نبی مبعوث کے انتظار میں تھے ------------ ۵۲۰
بیعت نساء کے الفاظ پر بیعت ---------------- ۵۲۱
اسید بن حضیر کا چہرہ بدل چکا ہے --------------- ۵۲۳
مدینہ میں سب سے پہلے جمعہ قائم کرنے والا ------ ۵۲۴

باب ۹۴

ذکر بیعت عقبہ ثانیہ ۵۲۵
بیعت کی شرائط ------------------------ ۵۲۷
براء بن معرور دربار نبوی میں -------------- ۵۲۷
حضور ﷺ سے پہلے حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا انصار کے وفد سے بات کرنا -------------- ۵۲۷
نقباء کے اسم گرامی ---------------------- ۵۲۸
محمد ﷺ کو دشمنوں کے حوالے کرنا دنیا اور آخرت کی رسوائی ہے ------------------------ ۵۲۹
انصار سے معاہدہ کے وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ ساتھ تھے ------------------------ ۵۳۱
بنی سلمہ کے بت کی حالت زار ------------ ۵۳۳

باب ۹۵

خواب میں حضور ﷺ کو دار الہجرت دکھایا جانا اور روانگی کی اجازت سے قبل جن صحابہ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی ۵۳۴
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سفر ہجرت سے روکنا ---------- ۵۳۴
صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہجرت کر کے مدینہ پہنچتے رہے ۵۳۵

باب ۹۶

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشرکوں کا مکر وفریب کرنا اور اللہ کا اپنے رسول کا بچانا ۵۳۷
قریش کا آپس میں مشورہ -------------------- ۵۳۸
شیخ نجدی کی رائے ------------------------- ۵۳۸
جبرائیل علیہ السلام کا مشورہ ------------------- ۵۴۰

باب ۹۷

نبی کریم ﷺ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار کی طرف روانگی میں جن آثار کا ظہور ہوا ۵۴۰
ابن دغنہ کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پناہ دینا -------------- ۵۴۱
گھر کے صحن میں مسجد ------------------- ۵۴۱
اللہ کی پناہ پر خوش ہوں ------------------- ۵۴۱
حضور ﷺ کو ہجرت کی اجازت ------------- ۵۴۲
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک رات آل عمر سے بہتر ہے --- ۵۴۲
سانپ کا بار بار ڈنک مارنا ------------------- ۵۴۳

باب ۹۸

سراقہ بن مالک بن جُعشم کا رسول اللہ ﷺ نشانات قدم سے آپ ﷺ کا تعاقُب کرنا اور اس واقعہ میں دلائل نبوت کا ظہور ۵۴۶
غم نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے -------------- ۵۴۶

سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنسنا ------- ۵۴۷
امن کا پروانہ لکھ دیا ---------------- ۵۴۸
سراقہ کے اشعار ---------------- ۵۴۹

باب ۹۹

رسول اللہ ﷺ کا ایک عورت اور اس کے بیٹے کے پاس سے گزرنا اور اس میں جو نبوت کے آثار ظاہر ہوئے ۵۵۰
ایک سال والی بکری سے دودھ نکالنا ---------- ۵۵۱

باب ۱۰۰

حضور ﷺ کا اپنے ساتھی کے ساتھ چرواہے پر گزر اور اس میں ظاہر ہونے والی علامات ۵۵۲

باب ۱۰۱

رسول اللہ ﷺ کا آپ کے اصحاب میں سے اور حضور ﷺ کے ساتھی کا کس نے استقبال کیا تھا؟ ۵۵۳
مدینہ میں سب سے پہلے ایک یہودی نے آپ ﷺ کو دیکھا ---------------- ۵۵۳
آپ علیہ السلام کا بنو عمرو بن عوف میں تین دن قیام --- ۵۵۴
حضرت ابو ایوب انصاری کے دروازے پر اُونٹنی کا خود بخود دبیٹھنا ---------------- ۵۵۴
آپ ﷺ ۱۲/ ربیع الاول بروز پیر داخل ہوئے ------ ۵۵۵
آپ علیہ السلام کا استقبال ------------ ۵۵۷
اُوپر والی منزل میں رہنے کا قدرتی انتظام -------- ۵۵۹

باب ۱۰۲

مدینے میں نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کی تاریخ کا ذکر اور بعثت کے بعد مکہ میں قیام کا عرصہ ۵۵۹
قباء میں مسجد کا قیام ---------------- ۵۶۰
مدینہ میں دس سال مقیم رہے ---------------- ۵۶۰

باب ۱۰۳

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:
وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا ۵۶۱
بوقت ہجرت مکہ مکرمہ کو خطاب ---------------- ۵۶۲
مدینہ میں منافق قیام نہیں کرسکتا ہے ------------ ۵۶۲

باب ۱۰۴

صہیب بن سنان ؓ کی حضور ﷺ کے مدینہ روانگی کے بعد پیچھے پیچھے آمد اور اس میں نبوت کے آثار ۵۶۴

باب ۱۰۵

مدینہ میں تشریف لانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کا پہلا خطبہ ۵۶۴

باب ۱۰۶

مدینہ میں آمد کے بعد حضرت عبداللہ بن سلام ؓ کا رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہونا ۵۶۵
حضرت عبداللہ بن سلام ؓ کا اسلام ------------ ۵۶۶
حضرت عبداللہ بن سلام ؓ کے تین سوالات ----- ۵۶۷
عبداللہ بن سلام کے سوالات کے جوابات ------------ ۵۶۷
عبداللہ بن سلام ؓ نے آپ علیہ السلام کو علامات نبوت سے پہچانا ---------------- ۵۶۸
اہل مدینہ نے خود ہی اپنے بتوں کو گرا دیا ------------ ۵۶۹
یہودیوں کے سوالات واعتراضات اور ان کے جوابات میں اُترنے والی آیات ۵۷۰
آپ علیہ السلام کے پاس ایک جماعت آئی ---------- ۵۷۱
علماء یہود نے حسد رکھا ---------------- ۵۷۲

باب ۱۰۷
مدینہ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ کا مسجد تعمیر کرنا اور اس بارے میں طلق بن علی یمامی کی روایت ۵۷۳
مسجد نبوی ﷺ کی زمین خریدی گئی ہے ---------- ۵۷۴
سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کو خوبصورت بنوایا ۵۷۴
مسجد نبوی کی تعمیر میں آپ علیہ السلام کی شرکت ----- ۵۷۵
باب ۱۰۸
وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی اور اس میں نمازیں پڑھنے کی فضیلت ۵۷۶
مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت ---------------- ۵۷۶
باب ۱۰۹
وہ چیز جس کے بارے میں مصطفیٰ ﷺ نے خبر دی تھی اپنی مسجد بناتے وقت پھر اس کی سچائی آپ کی وفات کے بعد ظاہر ہوئی ۵۷۷
اے عمار! تجھے فرقہ باغی قتل کرے گا ---------- ۵۷۷
آپ علیہ السلام نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے سر کو اپنے ہاتھ سے صاف کیا ---------------- ۵۷۸
عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے ---------------- ۵۷۹
جنت قریب آچکی ہے ---------------- ۵۸۰
خلفاء راشدین کی ترتیب ---------------- ۵۸۰
باب ۱۱۰
منبر جو حضور ﷺ کے لئے بنایا گیا اس کے رکھنے اور حضور ﷺ کے اس پر بیٹھنے کے وقت جو دلائل نبوت ظاہر ہوئے ۵۸۱
منبر رسول ﷺ کی حقیقت ---------------- ۵۸۱
کھجور کا سوکھا تنا رو پڑا ---------------- ۵۸۲
آپ نے سینے سے لگایا تو اس کو قرار آیا ---------- ۵۸۲
تنا بیل کی طرح آواز نکال رہا تھا ---------- ۵۸۳
دست شفقت رکھنے سے سکون میں آگیا ---------- ۵۸۴
جدائی اور فراق برداشت نہ کر سکا ---------------- ۵۸۵
باب ۱۱۱
اصحاب رسول ﷺ کا مدینے آمد پر وباء سے دوچار ہونا اور اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ کی مدینے وباء سے حفاظت کرنا، حضور ﷺ کا صحابہ کے لئے مدینے کی آب وہوا موافق بنانے کی دعا کرنا اور مدینے کی وباء کو جحفہ کی طرف ہٹانا ۵۸۶
مدینہ کی وباء جاہلیت کے دور میں مشہور تھی ---------- ۵۸۷
مدینہ کو حرام بنادے ---------------- ۵۸۹
دجال مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا ---------------- ۵۸۹
باب ۱۱۲
کعبہ کو مستقل قبلہ بنادیا گیا ۵۸۹
دوران نماز رُخ کعبہ کی طرف پھیرنا ---------------- ۵۹۰
تحویل قبلہ کا واقعہ جنگ بدر سے دو ماہ قبل پیش آیا ---- ۵۹۱
اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرنے والوں کے اعمال ضائع نہیں ہوئے ---------------- ۵۹۱
دین پر بے جا اعتراض کرنے والے احمق ہیں ------ ۵۹۲
باب ۱۱۳
اعلان قتال کا آغاز اور اس کے بعد جو احکامات آئے مشرکین اور اہل کتاب سے معافی اور درگذر کے منسوخ ہونے کے فرضیتِ جہاد کی وحی سے ۵۹۲
عبداللہ بن ابی کی شرارت ---------------- ۵۹۳
قریش نے مہاجرین کا تعاقب کیا ---------------- ۵۹۴
ابتداءً جہاد صرف قریش کے خلاف تھا ---------- ۵۹۴
آیت قتال سے عفو ودرگزر کا حکم منسوخ ہوگیا ---------- ۵۹۶

☆☆☆

www.ahlehaq.org

پیش لفظ

ازمولانا مفتی احسان اللہ شائق معین مفتی جامعۃ الرشید۔کراچی

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

امابعد!

شروع زمانہ سے انسانوں کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا۔ انبیاء بھی اللہ تعالیٰ کے بندے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ان کا انتخاب فرماتے ہیں اور مخصوص انداز سے ان کی تربیت فرماتے ہیں پھر ایک مدت گزرنے کے بعد جبرائیل علیہ السلام کے توسط سے ان تک اپنا پیغام پہنچاتے ہیں اور انہیں حکم دیا جاتا ہے کہ میرے پیغام میرے بندوں تک پہنچائیں اس لحاظ سے ایسے مخصوص برگزیدہ بندوں کو پیغمبر، رسول اور نبی کے خطاب سے نوازا جاتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے دیگر بندوں کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں ان کا کام اللہ تعالیٰ کے احکام پر سختی کے ساتھ کاربند ہونا اور اللہ تعالیٰ کے پیغام اللہ کے بندوں تک پہنچانا ہے ہر نبی نے یہی اعلان فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں، تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں، اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت حلال نہیں، اللہ تعالیٰ ہی عبادت کے لائق ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ

چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کا ذکر اس طرح فرمایا ہے :

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖۤ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (۲۵) اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ (۲۶) ۔ (سورۃ ہود : آیت ۲۵۔۲۶)

ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا (تو انہوں نے ان سے کہا) کہ میں تم کو کھول کر ڈر سنانے والا ہوں (اور یہ پیغام پہنچانے) آیا ہوں کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو مجھے تمہاری نسبت عذاب الیم کا خوف ہے۔

حضرت ہود علیہ السلام کا تذکرہ

حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت کا ذکر اس طرح فرمایا :

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۔ (سورۃ ہود : آیت ۵۰)

اور ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا انہوں نے کہا کہ اے میری قوم خدا ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں (تم شرک کر کے اللہ پر) محض بہتان باندھتے ہو۔

حضرت صالح علیہ السلام کا تذکرہ

حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کا اس طرح ذکر فرمایا کہ :

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ۔ (سورۃ ہود : آیت ۶۱)

اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو (بھیجا) تو انہوں نے کہا کہ اے میری قوم ! اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، اسی نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور اس میں آباد کیا تو اس سے مغفرت مانگو اور اس کے آگے توبہ کرو، بے شک میرا پروردگار نزدیک (بھی ہے اور دعا کا) قبول کرنے والا (بھی) ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا تذکرہ

حضرت شعیب علیہ السلام کا تذکرہ اس طرح فرمایا :

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ بِخَیْرٍ وَّاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ ۔ (سورۃ ہود : آیت ۸۴)

اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا) تو انہوں نے کہا اے قوم ! خدا ہی کی عبادت کرو کہ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو میں تم کو آسودہ حال دیکھتا ہوں اور (اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو) مجھے تمہارے بارے میں ایک ایسے دن کے عذاب کا خوف ہے جو تم کو گھیر کر رہے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا :

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ (۹۶) اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِیْدٍ (۹۷) ۔ (سورۃ ہود : آیت ۹۶۔۹۷)

اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور روشن دلیل دے کر بھیجا (یعنی) فرعون اور اُس کے سرداروں کی طرف، تو وہ فرعون ہی کے حکم پر چلے اور فرعون کا حکم درست نہ تھا۔

غرضیکہ ہر نبی نے آ کر دُنیا کو یہی پیغام دیا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو، اللہ کے سوا غیروں کی عبادت کو چھوڑ دو، اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی کو تسلیم کرو، اپنے عقائد کو درست کرلو، اعمال صالحہ اختیار کرو، اپنے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق انجام دو، آپس میں ایک دوسرے کی جان و مال کا احترام کرو، زنا کاری، چوری ڈکیتی، دھوکہ فریب وغیرہ بُرائیوں کو چھوڑ دو۔

مُعجزاتِ انبیاء علیہم السلام

ہر نبی سے قوم نے دلیل کا بھی مطالبہ کیا کہ اپنی سچائی اور حقانیت پر کوئی دلیل قائم کریں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی دلیل لائیں جو آپ کی سچائی کو واضح کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ہاتھ کوئی خرقِ عادت بات صادر فرماتے ہیں اس کو شریعت کی اصطلاح میں ''معجزہ'' کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَیٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِیْبٌ ۔

(سورۃ ہود : آیت ۶۴)

اور یہ بھی کہا کہ اے میری قوم ! یہ خدا کی اونٹنی تمہارے لیے ایک نشانی (یعنی معجزہ) ہے اس کو چھوڑ دو خدا کی زمین میں (جہاں چاہے) چرے، اس کو کسی طرح تکلیف نہ دینا ورنہ تمہیں جلد عذاب آ پکڑے گا۔

قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ (۳۰) قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (۳۱) فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ (۳۲) وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ (۳۳) (سورۃ الشعراء : آیت ۳۰-۳۳)

(موسیٰ نے کہا) خواہ میں آپ کے لیے روشن چیز لاؤں (یعنی معجزہ) (فرعون نے) کہا اگر سچے ہو تو اسے لاؤ (دکھاؤ) پس انہوں نے اپنی لاٹھی ڈال دی تو وہ اسی وقت صریح اژدھا بن گئی اور اپنا ہاتھ نکالا تو اسی دم دیکھنے والوں کو سفید سفید ابراق نظر آنے لگا۔

غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس کے زمانہ کے لوگوں کے حالات کے مطابق کوئی نہ کوئی معجزہ عطا فرمایا جس سے لوگ نبی کی سچائی کو پہچان سکے اور ان کی نبوت کو تسلیم کر کے ان کی اتباع کی۔

کُتبِ انبیاء کا ذکر

اس طرح اللہ تعالیٰ نے مختلف رسولوں کو کتابیں بھی عطا کیں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات، حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل، اس کے علاوہ بھی مختلف انبیاء علیہم السلام کو صحیفے دیئے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (۴۳)

(سورۃ القصص : آیت ۴۳)

اور ہم نے پہلی اُمتوں کے ہلاک کرنے کے بعد موسیٰ کو کتاب دی جو لوگوں کے لیے بصیرت اور ہدایت اور رحمت ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔

سب سے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دُنیا میں تشریف لائے۔

ختمِ نبوت کا ذکر

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے نبوت کا سلسلہ مکمل ہوا آپ علیہ السلام نے اس کی مثال یوں بیان فرمائی :

"عن جابر بن عبداللّٰه رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم مثلی ومثل الانبیاء قبلی، کمثل رجل لبتنی دارًا، وقال یزید بنی دارًا فاحسنها واکملها الا موضع لبنة، فجعل الناس یدخلونها ویتعجبون منها، ویقولون لولا موضع هذه اللبنة قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم،فانا موضع تلك اللبنة جئت فختمت الانبیاء"۔ (اخرجہ البخاری عن محمد بن سنان۔ کتاب المناقب)

ترجمہ: "حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اور مجھ سے پہلے دیگر انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے ایک خوبصورت مکان بنایا البتہ ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی اس کے بعد لوگ مکان کی زیارت کے لئے آتے اور اس کے حُسن و جمال کی تعریف کرتے، البتہ یہ کہتے کہ کاش اس اینٹ کی جگہ کو پُر کر دیا جاتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اینٹ کی جگہ میں ہوں، میں آ گیا، نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ (بخاری)

اگلی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گروہ انبیاء کے سردار ہیں سید الاوّلین وآخرین خاتم النبیین ہیں اس لیے آپ کی نبوت کے دلائل بھی بکثرت ہیں بلکہ بہت پہلے سے انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم کو آپ کی آمد کی اطلاع دی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی گفتگو کا قرآن میں ذکر فرمایا :

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ (۱۵۶) اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ

عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۱۵۷)

(سورۃ الاعراف : آیت ۱۵۶۔۱۵۷)

''اور میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے میں اس کو ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو پرہیز گاری کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے اور ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں وہ جو (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی جو نبی اُمی ہیں، پیروی کرتے ہیں جن (کے اوصاف) کو اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ انہیں نیک کام کا حکم کرتے ہیں اور برے کام سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو ان کے لیے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں اور ان پر سے بوجھ اور طوق جو ان (کے سر) پر (اور گلے میں) تھے اُتارتے ہیں تو جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی رفاقت کی اور اُنہیں مدد دی اور جو نور ان کے ساتھ نازل ہوا ہے اس کی پیروی کی وہی مُراد پانے والے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا ذکر فرمایا :

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۔

(سورۃ الصف : آیت ۶)

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس خدا تعالیٰ کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔(اور) جو (کتاب) مجھ سے پہلے آچکی ہے (یعنی) تورات اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا ان کی بشارت سناتا ہوں۔

دنیا میں رُونما ہونے والے واقعات

اسی طرح آپ کی پیدائش کا زمانہ جب قریب آیا تو دنیا میں بہت سے اہم واقعات رونما ہوئے جس سے دنیا سمجھ رہی تھی کوئی عظیم الشان واقعہ رونما ہونے والا ہے، ان واقعات میں اصحابِ فیل کا واقعہ بہت ہی اہم ہے کہ ابرہہ کے لشکر نے بیت اللہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے پرندوں کے لشکر کے ذریعہ ابرہہ کے لشکر کو شکست دی، اسی طرح آپ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت بہت سے اہم واقعات رُونما ہوئے مثلاً فارس کی وہ آگ جو ہزار سال سے جل رہی تھی وہ بجھ گئی، کسریٰ کے ایوان کے کنگورے کا گرنا، اسی طرح غیبی آواز وغیرہ کے ذریعہ آپ کی آمد شریف کی اطلاع، اسی طرح دیگر واقعات۔

نیز آپ کو نبوت ملنے سے پہلے ہی بہت سے واقعات اور حالات ظہور پذیر ہوئے جس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ عنقریب دنیا میں کوئی انقلاب رُونما ہونے والا ہے۔

مہرِ نبوت کا ذکر

خود آپ علیہ السلام کی ذاتِ بابرکت میں بھی اللہ تعالیٰ نے نبوت کی علامت ودیعت فرمادی تھی۔ چنانچہ:

عن سماك قال حدثني جابر بن سمرة قال رأيت الخاتم الذي في ظهر رسول الله صلى الله عليه و سلم مثل بيضة الحمام۔ (مسلم۱۸۳۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر خاتم النبوۃ کو دیکھا جو کبوتر کے انڈے کے برابر تھی۔

اسی طرح نبوت ملنے کے بعد بھی بہت سے معجزات کا ظہور ہوا۔ مثلاً شق القمر کا واقعہ، معراج کا واقعہ وغیرہ۔ آپ علیہ السلام کا سب سے بڑا معجزہ قرآنِ کریم ہے، قرآنِ کریم ایک ایسا معجزہ ہے کہ اس زمانہ کے بڑے بڑے فصحاء اور بلغاء اس کی نظیر نہ لا سکے۔ قرآنِ کریم کی بار بار اور چیلنج کے باوجود ایک آیت کی مثل پیش کرنے سے بھی عاجز رہے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (۸۸)

کہہ دو اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لاسکیں گے اگر چہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔ (اسراء ۸۸)

اسی طرح آپ علیہ السلام کے غزوات، فتوحات، پیشین گوئیوں وغیرہ کا سچا ہونا سب آپ علیہ السلام کی نبوت کے سچے ہونے کے دلائل ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ کے متعلق اہلِ علم کی شہادت

آپ علیہ السلام کی سیرت طیبہ پر شروع زمانہ سے اب تک ہزاروں ہزاروں سعادت مندوں نے قلم اُٹھایا اپنی اپنی بساط کے مطابق آپ کی زندگی پر روشنی ڈالی ہے انہی خوش نصیبوں میں سے امام بیہقی رحمہ اللہ بھی ہیں۔

ابنِ جوزی رحمۃ اللہ کی شہادت

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ امام بیہقی رحمہ اللہ کے متعلق شہادت دیتے ہیں کہ امام بیہقی رحمہ اللہ اپنے زمانہ میں حفظ اور اتقان اور تصنیف میں یکتا روزگار تھے آپ نے علمِ حدیث کو جمع فرمایا، نیز فقہ اُصولِ فقہ کو جمع فرمایا، یہ حاکم ابوعبدالملک کے بڑے شاگردوں میں سے تھے، بہت سے علوم وفنون کے جامع تھے ان کی بہت سی عمدہ تصنیفات ہیں۔

ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے متبعین میں حدیث کے بڑے عالم تھے اور مسلک شافعی کے بڑے مددگار تھے۔

''دلائل النبوۃ''

امام بیہقی رحمہ اللہ کی تصنیفات میں دلائل النبوۃ بھی ہے۔

دلائل النبوۃ کیسی کتاب ہے، اس بارے میں علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کتاب ''دلائل النبوۃ''، کتاب ''شعب الایمان''، کتاب ''مناقب الشافعی'' میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان کی کوئی نظیر نہیں ہے۔

حافظ ابن کثیر نے فرمایا کہ: امام ابوبکر بیہقی کی کتاب سیرۃ وشمائل پر لکھی ہوئی بہترین کتاب ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ کتاب سیرت کے موضوع پر لکھی ہوئی بہت عمدہ کتاب ہے اس کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے سیرت کو احادیث کی صحیح روایات کے ساتھ مزین فرمایا، ہر قول کے لیے سند پیش کی، یعنی یہ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مستند مجموعہ ہے، جس کا مطالعہ قاری کے علم اور عمل دونوں میں اضافہ کا باعث ہوگا پھر اس پر ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی صاحب کے حاشیہ نے کتاب کی افادیت کو چار چاند لگا دیا۔ انہوں نے امام بیہقی رحمہ اللہ کی ذکر کردہ روایات کی تخریج، صفحہ اور جلد نمبر کے ساتھ حوالہ ذکر فرمایا، نیز کتاب کے شروع میں ایک مبسوط مقدمہ تحریر فرمایا وہ گویا کہ اصل کتاب کا خلاصہ اور جوہر ہے۔

’’دلائل النبوۃ اردو‘‘

کتاب کی اصل زبان عربی ہے اب تک اس سے علماء کرام ہی استفادہ فرماتے رہے ہیں حال ہی میں ہمارے محترم دوست خلیل اشرف عثمانی صاحب نے مولانا محمد اسماعیل صاحب کے ذریعہ اس کا اُردو زبان میں ترجمہ کروایا ہے، ماشاء اللہ مولانا نے بڑے سلیقہ سے اس کام کو انجام دیا ہے، اب مکمل کتاب کا اُردو زبان میں ترجمہ ہو گیا ہے، پھر انہوں نے مجھ سے اس کی نظرِ ثانی کی درخواست کی ہے چنانچہ اس نظرِ ثانی کے ساتھ بعض عنوانات کا بھی اضافہ کیا گیا۔ اب یہ کتاب اُردو خواں طبقہ کے لئے سیرت کے موضوع پر ایک بہترین منتخب کتاب ہے، اس سے جہاں عوام فائدہ حاصل کر سکتے ہیں، اہلِ علم طبقہ علماء وطلبہ بھی مستغنی نہیں رہ سکتے یہ اُردو میں لکھی ہوئی عام سیرت کی کتاب نہیں بلکہ ایک جامع اور مستند کتاب جس کی صحیح قدر اہلِ علم ہی پہچان سکتے ہیں جو امام بیہقی رحمہ اللہ کے علمی مقام ومنزلت سے واقفیت رکھتے ہیں قارئین کرام جب کتاب کا بغور مطالعہ کریں گے تو خود ان کو بھی اندازہ ہوگا کہ کس قدر رفیع کتاب ہے، اُردو ترجمہ کا اصل مشورہ استادِ محترم شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی زید مجدہم نے دیا تھا، یہ کام اگرچہ حضرت زید مجدہم کی نگرانی میں نہ ہو سکا تاہم یہ حضرت کی دیرینہ خواہش کی تکمیل ہے اللہ تعالیٰ حضرت شیخ الاسلام زید مجدہم کی زندگی میں برکت نازل فرمائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اصل کتاب کی طرح اس ترجمہ کو بھی اپنے دربار میں قبول فرمائے اور اُمت کے حق میں نافع بنائے، مترجم، ناشر اور معاونین کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

راقم الحروف

احسان اللہ شائق عفا اللہ عنہ

خادم افتاء وتدریس جامعۃ الرشید

احسن آباد کراچی یکم ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ

www.ahlehaq.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جلیل القدر علماء کے ارشادات وتاثرات

علامہ ابن ناصرؒ کا فرمان .... امام بیہقیؒ یگانہ روزگار تھے۔ ہم عصروں میں نرالے تھے۔ حفظ حدیث کے اعتبار سے ہو یا اتقان اور ثقہ ہونے کے اعتبار سے وہ خراسان کے شیخ تھے۔

علامہ امام الحرمینؒ کا فرمان .... شافعی مسلک کے جتنے اہل علم ہیں۔ امام شافعیؒ کو ان سب پر فضیلت و برتری حاصل ہے۔ سوائے امام بیہقی کے۔ بیہقی کا شافعی پر احسان ہے اور فضیلت ہے اس لئے کہ انہوں نے امام شافعی کے مذہب کی تائید ونصرت میں کثرت کے ساتھ تصانیف کی ہیں اور شافعیؒ کی آراء کی تائید کرنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے ان کے مختصر اقوال ومسلک کی بسط وتفصیل لکھی ہے۔

علامہ ابن خلکان کا فرمان .... امام بیہقی فقیہ تھے۔ شافعی المسلک تھے۔ بہت بڑے مشہور حافظ الحدیث تھے۔ اپنے وقت کے منفرد آدمی تھے۔ تمام علوم وفنون میں اپنے ہم زمانوں سے نرالے اور منفرد تھے۔ وہ حاکم ابوعبداللہ کے بڑے اصحاب میں سے تھے۔ پھر تمام اقسام علوم میں ان پر فوقیت حاصل تھی۔

علامہ ابن جوزیؒ کا فرمان .... امام بیہقیؒ حفظ حدیث میں علم کی پختگی اور اتقان میں اپنے دور کے منفرد انسان تھے۔ اور اسی طرح حسنِ تصنیف میں۔ علم حدیث کو جمع کرنے میں، علم فقہ میں، علم اصول حدیث میں منفرد تھے (اپنے عصروں میں)۔ وہ حاکم ابوعبداللہ کے بڑے اصحاب میں سے تھے۔ ان سے انہوں نے احادیث کی تخریج بھی کی۔ اور انہوں نے علم حدیث کے لئے سفر کئے۔ اور کثیر احادیث جمع کیں۔ ان کی کثرت کے ساتھ خوبصورت تصانیف ہیں۔

علامہ ذہبیؒ کا فرمان .... اگر امام بیہقیؒ چاہتے تو اپنی ذات سے وہ خود ایک مذہب کی بنیاد ڈال سکتے تھے۔ جس کے اندر وہ خود اجتہاد کرتے، ان کو اس بات پر پوری قدرت ومہارت حاصل تھی کیونکہ ان کو تمام علوم پر وسعت اور تمام اختلاف کی معرفت معلوم تھی۔

علامہ سُبکیؒ کا فرمان .... امام بیہقیؒ مسلمانوں کے اماموں میں ایک امام تھے۔ اور اہل ایمان کے ہادیوں میں ایک ہادی تھے۔ اور ''حبل اللہ المتین'' (اللہ کی مضبوط رسی تھے یعنی قرآن کے داعی تھے)، فقیہ تھے۔ جلیل القدر تھے۔ حافظ الحدیث تھے۔ بڑے آدمی تھے۔ علم اصول کے ماہر تھے، پرہیزگار تھے۔ متقی اللہ کی فرمانبرداری کرنے والے تھے۔ مذہب اور مسلک کے اصول اور فروع کی تائید ونصرت کے ساتھ کمربستہ تھے۔ علم کے پہاڑ تھے۔

امام ابن تیمیہؒ کا فرمان .... امام بیہقیؒ اصحاب شافعی میں سے علم حدیث کے سب سے بڑے عالم تھے۔ اور امام شافعیؒ کے مسلک کے بڑے مددگار تھے۔

علامہ ابن کثیرؒ کا فرمان .... امام بیہقیؒ علوم کے اتقان میں اپنے زمانے کے یگانہ انسان تھے۔ حدیث میں فقہ میں تصنیف میں یگانہ روزگار تھے۔ فقیہ، محدث اور اصولی تھے۔ انہوں نے بڑی مفید اشیاء جمع کی تھیں، جن کی مثال زمانہ سابق میں نہیں ملتی۔ اور نہ اس سے قبل ان کا ادراک ہوا۔ اصحاب حدیث میں سے صاحب فضیلت تھے۔ پسندیدہ مسلک کے مالک تھے۔

کتاب " دلائل النبوۃ " کے بارے میں

علماء کے اقوال وتاثرات

علامہ تاج الدین سبکیؒ کا فرمان .... کتاب ''دلائل النبوۃ'' ہو یا کتاب شعب الایمان یا کتاب مناقب امام شافعیؒ۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان تینوں میں سے کسی ایک کی نظیر ومثال نہیں ہے۔

علامہ ابن کثیرؒ کا فرمان .... سیرت وشمائل کے بارے میں تصنیف ہونے والی کتابوں کے لئے امام ابو بکر بیہقیؒ کی دلائل النبوۃ سرچشمہ ہے۔

www.ahlehaq.org

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

از : ڈاکٹر عبد المعطی قلعجی

۱۔ ان اللّٰہ وملائکتہٗ یصلون علی النبی ۔ یایھاالذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۔ (سورۃالاحزاب : آیت ۵۶)
بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر رحمت بھیجتے ہیں۔اے ایمان والو! تم ان پر رحمت کی دعا کرو اور سلام بھیجو۔

۲۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ۔
(سورۃالتوبہ : آیت ۳۳، ۴۸۔سورۃالفتح : آیت ۲۸، ۶۱۔سورۃالصف : آیت ۹)
اللہ وہی ذات ہے جس نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ اپنے رسول کو بھیجا تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کردے۔

۳۔ محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدًا یبتغون فضلاً من اللّٰہ ورضوانًا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ۔ (سورۃالفتح : آیت ۲۸)
محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔اور ان کے ساتھ وہ لوگ ہیں جو کفار پر سخت ہیں آپس میں شفیق ہیں۔آپ ان کو رکوع وسجود کرتے دیکھیں گے۔وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا تلاش کرتے ہیں۔ان کی نشانی ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے موجود ہے۔

۴۔ والذین امنوا وعملوا الصالحات وامنوا بما نزل علی محمد وھو الحق من ربھم کفر عنھم سیئاتھم واصلح بالھم ۔ (سورۃمحمد : آیت ۲)
جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کئے ہیں۔اور ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی ہے وہی حق ہے۔ان کے رب کی طرف سے ان کے گناہ اللہ نے مٹا دیئے ہیں اور ان کے احوال کو درست کردیا ہے۔

۵۔ ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبین وکان اللّٰہ بکل شیء علیما ۔ (سورۃالاحزاب : آیت ۴۰)
محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ بلکہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور سلسلہ نبوت کی تکمیل ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔

۶۔ وما ارسلناك الا رحمۃ للعالمین۔ (سورۃالانبیاء : آیت ۱۰۷) (اے محمد ﷺ) ہم نے آپ کو سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اللھم صل علی سیدنا محمد ، وعلی ال سیدنا محمد کما صلیت علی سیدنا ابراھیم ، وعلی آل سیدنا ابراھیم فی العالمین انك حمید مجید ۔

امابعد

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے وجود کا اثبات کرنا کوئی دینی مشکل مسئلہ شمار نہیں ہوتا۔اس لئے وجود باری تعالیٰ تو خود انسانی فطرت میں مرکوز ہے اور داخل ہوا ہے اور انسان کے ساتھ اسی سلسلہ کا جاری رہنا (اطراد تقدم) علمی ہر روز اس کے اثبات میں اور زیادہ اضافہ کرتا جاتا ہے۔

چنانچہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

سنریھم ایاتنا فی الأفاق وفی انفسھم ۔ (سورۃفصلت : آیت ۵۳)
عنقریب ہم (کائنات کے) آفاق واطراف میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے۔

نیز ارشاد ہے :

وفی انفسکم افلا تبصرون ۔ (سورۃ الذاریات : آیت ۲۱)

اور خود تمہارے اپنے نفسوں میں (ہماری قدرت وحدانیت) کے دلائل اور نشانیاں موجود ہیں۔ کیا آپ دیکھتے نہیں؟

تو سوائے اس کے نہیں کہ دین کے اندر بنیادی مسئلہ اثبات رسالت رسول اللہ ﷺ ہے۔ ہم اس سے سیدنا محمد ﷺ کی نبوت کا اثبات کرنا مراد لیتے ہیں۔

انسانوں کو انبیاء کرام علیہم السلام کی ضرورت اور ان پر ایمان کا وجوب

تو ایمان بالنبوۃ یا دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ کے درمیان اور تمام انسانوں کے درمیان تعلق اور واسطہ انبیاء علیہم السلام کے طریق اور ذریعے سے ہونا یہ اسی دین (دین توحید اور دین اسلام) ہی کی خصوصیات میں سے ہے۔

والنبی هو الانسان الذی یختاره الله لیقوم باداء رسالة معینة

تو نبی وہ انسان ہوتا تھا جس کو اللہ تعالیٰ اس عظیم مقصد کے لئے چن لیتے اور منتخب کر لیتے تھے تا کہ ایک خاص اور مُعَیَّن پیغام پہنچانے کے لئے کھڑا ہو جائے اور اس کی ذمہ داری سنبھال لے۔ یقیناً ایسے مذاہب بھی موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں (اللہ کو جانتے ہیں)۔ مگر وہ نبوتوں کا انکار کرتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ کسی نبی کے وجود کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ انبیاء جو کچھ لائیں گے یا تو وہ عقل کے عین مطابق ہو گا یا نہ ہو گا۔ اگر فرض کیجئے کہ وہ پیغام عقل میں آسکتا ہے تو پھر نبی کی کیا ضرورت رہی؟ عقل اس ضرورت کو پورا کر کے نبی سے ہمیں مستغنی کر دیتا ہے، لہٰذا اس کی ضرورت ہی نہیں۔ اور اگر جو چیز نبی لائے گا وہ عقل کے خلاف ہے تو ہمیں ایسی خلاف عقل چیز کی کوئی ضرورت نہیں ہے (تو ان کا خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ) راہنمائی اور استدلال کا راستہ عقل ہے اور وہی کافی ہے۔ نبوت ورسالت کو ماننے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ وہ یہ کہ ہم لوگ زبانی جمع خرچ اور منطقی طرز استدلال کے ساتھ اور ریاضی کے اصولوں کے ساتھ ماوراء مادہ کے حقائق تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں صحیح علم اور اس کی صفات کے بارے میں صحیح طور پر جاننا، نیز آخرت کا حساب وکتاب، ثواب و عذاب وغیرہ ہر وہ چیز جو عالم غیب سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ تمام امور اور تمام باتیں نہیں معلوم ہو سکتیں، مگر صرف اور صرف انبیاء علیہم السلام کے واسطے سے۔

اور یہ بات پکی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے مابین ربط و تعلق متعدد وسائل اور ذرائع کے ساتھ کامل ہے اور یہ بھی پکی بات ہے کہ قرآن مجید نے ہمارے سامنے اس بارے میں ایک معتد بہ حصہ بیان کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسولوں کے مابین رابطے کی چند مثالیں

پہلی مثال......... حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ کو دیکھ لیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ قرآن مجید میں اس واقعہ کا تذکرہ اس طرح موجود ہے۔ ارشاد ہوا :

فلما بلغ معه السعی ، قال : یابنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحك ، فانظر ماذا تریٰ ، قال : یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء الله من الصابرین ۔ (سورۃ الصافات : آیت ۱۰۲)

جب اسماعیل ابراہیم کے ساتھ دوڑنے لگا تو ابراہیم نے کہا، اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ آپ دیکھئے آپ کیا سوچتے ہیں؟ اسماعیل نے جواب دیا: اے میرے ابا جان! آپ وہ کام کر ڈالئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔ .... یہ سچا خواب ہے۔

دوسری مثال .... کبھی یہ اتصال وواسطہ بایں صورت ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نبی کے ساتھ خود کلام کرتے تھے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

فلما اتاها نودی من شاطیء الواد الأیمن فی البقعة المبارکة من الشجرة ان یا موسیٰ انی انا اللّٰه رب العالمین ۔ (سورۃ القصص : آیت ۳۰۔۳۱)

جب موسیٰ علیہ السلام اس وادی میں پہنچ گئے تو وادی ایمن کے کنارے انہیں مبارک سرزمین پر درخت سے پکارا گیا۔ ''اے موسیٰ بے شک میں اللہ رب العالمین ہوں''۔

تیسری مثال .... عادت اللہ جاریہ (یعنی سنة اللہ جاریہ) ہے کہ حصول وحی جبرائیل علیہ السلام کے طریق سے ہوتا رہا ہے۔ خصوصاً جیسا کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

نزل به الروح الأمین علی قلبك لتکون من المنذرین بلسان عربی مبین ۔ (سورۃ الشعراء : آیت ۱۹۳۔۱۹۵)

وحی محمدی کو یعنی قرآن مجید کو لے کر جبرائیل امین اُترے ہیں۔ تیرے دل پر (اے محمد ﷺ) تا کہ آپ ڈرنے والوں میں سے ہو جائیں (یعنی نبی اور رسول بن جائیں)۔ واضح بیان کر دینے والی عربی زبان کے ساتھ (ڈرنے والے)

چوتھی مثال .... کبھی جبرائیل علیہ السلام بذاتِ خود انسانی صورت میں اس طرح اُترتے تھے کہ مسلمان خود ان کو دیکھتے تھے۔ جیسے حضور علیہ السلام کے ساتھ اس حدیث کو بیان کرتے وقت پیش آیا، جس میں ایمان و اسلام کے ارکان اور احسان اور اشراطِ قیامت کا بیان ہے، جو حضرت عمر بن خطاب ﷛ سے مروی ہے۔ اس حدیث کے آخر میں واضح طور پر یہ الفاظ موجود ہیں :

هذا جبرائیل اتاکم یعلمکم دینکم

یہ جبرائیل علیہ السلام تھے تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

دعوائے نبوت کرنے والے انسان سے اس کی سچائی کی دلیل کا مطالبہ کرنا فطری امر ہے

جس وقت کوئی انسان یہ دعویٰ کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے پیغام لوگوں تک پہنچاتا ہے، جن پیغامات کی بنا پر ان پر تکالیف مرتب ہو جاتی ہیں (یعنی وہ پیغامات پر عمل کے مکلف بن جاتے ہیں)۔ اور وہ احکامات لوگوں پر واجب ہو جاتے ہیں تو اس وقت یہ امر بھی عین فطری ہو جاتا ہے کہ اس انسان سے اس کی سچائی پر دلیل کا مطالبہ کریں۔ قرآن مجید اس بارے میں کسی ایسے امر کا قائل نہیں ہے جو عقل سے خارج ہو یا اس کے خلاف ہو۔ بلکہ باہم سوال و جواب اور گفت و شنید مطلوب و مقصود ہے۔ جبکہ اس کا مقصد سیکھنا اور تعلیم ہو (اس طرح کے سوال و جواب ہر دور میں لوگ اپنے نبیوں اور رسولوں سے تو کرتے ہی تھے خواہ وہ سمجھنے اور علم حاصل کرنے کے لئے ہو یا محض ضد اور مخالفت کے طور پر ہو، لیکن اس سے بڑھ کر خود انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے کبھی ایسے سوال کئے) ملاحظہ فرمائیے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے دلیل بصری طلب کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

و اذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتیٰ ؟ قال : اولم تؤمن ؟ قال : بلی ، ولکن لیطمئن قلبی ۔
(سورۃالبقرۃ : آیت ۲۶۰)

(اس وقت کو یاد کرو) جب ابراہیم نے کہا تھا، اے مرے ربّ مجھے دکھا دیجئے آپ کیسے مُردوں کو زندہ کریں گے؟ اللہ نے فرمایا، آپ نہیں جانتے؟ عرض کیا کہ جانتا ہوں مگر (دیکھوں خاص طور) میرے دل کو اطمینان ہو جائے گا۔

یہاں سے حاجت ظاہر ہوتی ہے ان امور کی طرف اور ان دلائل کی طرف جو نبوت کو ثابت کریں۔

نبوت ورسالت کو ثابت کرنے کے طریقے

اثبات نبوت میں قرآن کا طریقہ.......... اثبات نبوت کا قرآنی طریقہ تو یہ ہے کہ وہ دلائل کثیرہ پے در پے لے آتا ہے تا کہ وہ انسان کو یقین تک پہنچا دیں۔

''قرآن مجید کا تمام اہل عرب واہل عجم کو چیلنج کرنا''

نبوت محمد ﷺ کی پہلی قرآنی دلیل .... قرآن مجید نے عرب وعجم کو بلکہ تمام جنّوں اور تمام انسانوں کو چیلنج کیا کہ وہ اس کتاب لاریب کی مثال لا کر پیش کریں۔ یا اس کی کسی ایک سورۃ کی مثال پیش کریں۔ فرمایا :

۱۔ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فأتوا بسورۃ من مثلہ ۔(سورۃالبقرۃ : آیت ۲۳)

یعنی اگر تم لوگ شک میں ہو اس کتاب کے بارے میں جو ہم نے اپنے بندے محمد ﷺ پر نازل کی ہے تو اس کی ایک سورۃ کی مثال لا کر دکھاؤ۔

تشریح .... یعنی کتاب میں شک کرنا نبوت محمدی میں شک کرنا ہے، کیونکہ اگر قرآن مشکوک ہو جائے کہ اللہ کی طرف سے ہے بھی یا محمد ﷺ نے خود یا کسی کی مدد لے کر تصنیف کر لیا ہے تو محمد کی نبوت مشکوک ہو جائے گی۔ لہٰذا اس کا آسان اور فطری طریقہ یہی ہے انسان وہ بھی ہے اور انسان آپ بھی ہیں، صاحب زبان وہ بھی ہے اور آپ بھی، فصیح وبلیغ وہ بھی ہے اور آپ بھی۔ اس کام میں معاون اگر اس کا ممکن ہے تو آپ لوگوں کے لئے بھی معاونین کی کمی نہیں ہے۔ سارے انسان ہی نہیں سارے جن بھی اپنے حمایتی بنا کر قرآن کی ایک سورت جیسی سورت پیش کر دو۔ اگر آپ اس چیلنج کا قبول نہیں کر سکتے، اس قرآن کا مقابلہ اور مثال نہیں بنا سکتے تو پھر یہ حقیقت مان لو کہ یہ نہ تو محمد ﷺ کا کلام ہے، نہ ہی کسی اور انسان کا کلام ہے۔ بلکہ یہ اس کے رب کا کلام ہے، جس نے اس کو نبی اور رسول بنا کر اُٹھایا ہے۔ اس طرح ثابت ہوا کہ قرآن کسی بندے کا کلام نہیں جس کو محمد ﷺ پیش کرتے ہیں، تو ثابت ہوا کہ وہ عام انسان نہیں بلکہ اللہ کے رسول ہیں جو از خود کچھ نہیں کہتے۔ اللہ کے نبی جو کچھ کہتے ہیں وہ اللہ نے انہیں کہا ہے۔ (از مترجم)

نبوت محمد ﷺ کی دوسری قرآنی دلیل .... یہ کہ حضور ﷺ ان میں چالیس سال کے بعد نبی بنا کر بھیجے گئے۔ اس سے پہلے نہ تو انہوں نے ان کو نبوت کی بات بتائی تھی نہ رسالت کی۔ تو یہ امر اس بات کو مقتضی ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کی مشیت اور ارادے سے ہوا ہے، جس میں نہ تو خود محمد ﷺ کا کوئی دخل ہے نہ ہی کسی اور انسان کا۔

۲۔ قل لو شاء الله ما تلوته عليكم ولا ادراكم به ، فقد لبثت فيكم عمرًا من قبله أفلا تعقلون ۔
(سورۃ یونس : آیت ۱۶)

فرما دیجئے کہ اگر اللہ کی مشیت نہ ہوتی تو میں تمہارے سامنے قرآن کی تلاوت نہ کرتا۔ میں اس سے قبل بھی تو زندگی کا بڑا حصہ تم لوگوں میں رہ رہا تھا کیا تم لوگ یہ بات نہیں سمجھتے۔

تشریح .... یعنی قرآن یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ یہ نبی انہیں لوگوں کے مابین پیدا ہوا، پلا بڑھا، جوان ہوا تو ان لوگوں کی نگاہوں کے سامنے اور کانوں کی سماعت کے قریب تھا بلکہ وہ لوگ اس کو صدق، امانت کے ساتھ پہچانتے تھے اور اس کی عقل مندی کو ترجیح دیتے تھے اور اس پر کبھی کسی جھوٹ کا شبہ بھی نہیں کرتے تھے۔

نبوت محمد ﷺ کی تیسری قرآنی دلیل

۳۔ قل انما أعظكم بواحدة أن تقوموا لله مثنى وفرادى ، ثم تتفكروا ما بصاحبكم من جنة ان هو الا نذير لكم بين يدى عذاب شديد ۔ (سورۃ سبا : آیت ۴۶)

فرما دیجئے (اے محمد ﷺ) لوگو! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم لوگ دو دو اور اکیلے اکیلے بندے اللہ کی خوشنودی کے لئے (اس بات پر سوچنے سمجھنے کے لئے) اُٹھ کھڑے ہو۔ اس کے بعد تم لوگ غور وفکر کرو، سوچو سمجھو معاملے کو کہ تمہارے ساتھی (محمد ﷺ) کے ساتھ کوئی جنون، کوئی دیوانگی نہیں لگی ہوئی (اس کی کوئی بات نہ مجنون و پاگل جیسی ہے، نہ ہی دیوانے کی بڑ جیسی) بلکہ وہ تو تمہیں (اللہ کے) شدید عذاب سے پہلے پہلے ڈرا رہا ہے۔

لہٰذا اس کے معاملے میں شک کرنا کیوں؟ جبکہ وہ ہر قسم کی دنیوی غرض اور مطلب سے بھی پاک ہے۔

نبوت محمد ﷺ کی چوتھی قرآنی دلیل

۴۔ قل ما سألتكم عليه من أجر فهو لكم ان أجري الا على الله وهو على كل شيء شهيد ۔
(سورۃ سبا : آیت ۴۷)

(اے محمد ﷺ) آپ فرما دیجئے کہ میں (اس وعظ وتبلیغ پر اس پیغامِ نبوت کے پہنچانے پر) تم لوگوں سے کسی قسم کی کوئی اُجرت نہیں مانگتا، کوئی معاوضہ نہیں چاہتا۔ میرا معاوضہ تو اللہ کے ذمے ہے اور وہی ہر شیء پر گواہ ہے۔

جب ایک شخص اپنے وعظ وتبلیغ پر کوئی معاوضہ نہیں لیتا، وہ اپنا اجر اللہ کے ذمہ سمجھتا ہے اور تمہیں اللہ کے شدید عذاب سے انتباہ کرتا ہے تو پھر اس پر شک کرنا کیوں؟

نبوت محمد ﷺ کی پانچویں قرآنی دلیل .... جب حالت یہ ہے کہ وہ شخص اُمّی ہے (کبھی کسی سے اس نے تعلیم بھی اس سے قبل حاصل نہیں کی) لہٰذا وہ خود لکھ بھی نہیں سکتا اور پڑھ بھی نہیں سکتا۔ یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ اس نے کسی کتاب سے مدد لی ہو۔

۵۔ وما كنت تتلوا من قبله من كتاب ، ولا تخطه بيمينك اذا لا ارتاب المبطلون ۔ (سورۃ العنکبوت : آیت ۴۸)

(اے محمد ﷺ) آپ اس سے پہلے نہ تو کسی کتاب کی تلاوت کرتے تھے اور نہ ہی اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے لکھتے تھے۔ آپ پہلے سے لکھتے پڑھتے ہوتے تو یہ باطل پرست شک بھی کرتے۔ جب ایسی کوئی بھی صورت نہیں ہے تو پھر آپ کی نبوت میں شک کرنا کیوں؟

اثبات نبوت کے لئے امام غزالیؒ کا طریقہ

امام غزالیؒ اپنی مشہور کتاب "المنقذ من الضلال" میں اثبات نبوت کا ایک خاص طریقہ اختیار فرماتے ہیں کہ جب آپ کو کسی خاص شخص کے بارے میں شک واقع ہو جائے کہ وہ نبی ہے یا نہیں؟ تو پھر اس کے احوال کی معرفت حاصل کرنے کے سوا یقین حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور وہ معرفت احوال تین میں ایک طریقے سے ممکن ہوگی۔

مشاہدہ　:　یہ کہ انسان خود اس کے حالات کا مشاہدہ کرے۔

تواتر　:　یہ کہ اس قدر اس کے بارے میں اطلاعات حاصل ہو جائیں کہ ان کا جھوٹ پر اتفاق کرنا ناممکن ہو۔

تسامع　:　تسامع کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ گفت وشنید سے حالات کا علم ہو جائے۔

پس جس وقت آپ طب کو یعنی حکمت کو جانتے ہوں اور فقہ کو سمجھتے ہوں تو آپ کے لئے یہ بھی ممکن ہوگا کہ آپ فقہاء اور اطباء کو ان کے حالات کا مشاہدہ کرنے سے پہچان لیں اور یا ان کے احوال سُن کر جان جائیں۔ اگرچہ آپ نے ان کا مشاہدہ نہ بھی کیا ہو۔

اسی طرح آپ امام شافعیؒ کے فقیہ ہونے اور جالینوس کے طبیب ہونے کی معرفت سے عاجز نہیں ہوں گے۔ یہ معرفت (جو آپ کو حاصل ہوگی) حقیقتہً ہوگی کسی اور کی تقلید کرنے کی وجہ سے نہیں ہوگی بلکہ بایں وجہ ہوگی کہ آپ فقہ اور طب کے بارے میں کچھ نہ کچھ جانتے تھے۔ اور ان دونوں چیزوں کی کتابوں اور تصانیف کا مطالعہ کرتے تھے۔ اس لئے ان دونوں کے حامل کا ضروری علم بھی حاصل ہو جائے گا۔

حضور ﷺ کی نبوت کی حقیقی غیر تقلیدی معرفت

اُوپر مذکور مثال کی طرح جس وقت آپ نبوت کا معنی اور مفہوم جانتے ہوں اور آپ قرآن مجید میں اور احادیث میں کثرت کے ساتھ نظر اور مطالعہ رکھتے ہوں تو آپ کو اس بات کا علم ضروری حاصل ہو جائے گا کہ حضور ﷺ نبوت کے اعلیٰ درجات اور اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ یہ چیز مؤید اور مضبوط ہو جائے گی، اس چیز کو دہرانے سے جو کچھ آپ ﷺ نے عبادات کے بارے میں فرمایا ہے۔ پھر اس عبادت کی جو تاثیر دلوں کی صفائی کی بابت حاصل ہوتی ہے اس سے تو آپ کی نبوت کے اعلیٰ مقام کی تصدیق اور یقین حاصل ہو جائے گا۔ نیز یہ سمجھ اور یہ معرفت آپ کو اس بات سے بھی حاصل ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول میں کس قدر سچ فرمایا ہے:

من عمل بما علم ورثه الله علم مالم يعلم ۔ جو شخص اس پر عمل کرے جس کا وہ علم رکھتا ہو اللہ تعالیٰ اس کو وہ علم عطا کرے گا جس کو وہ نہیں جانتا۔

من أعان ظالمًا سلطه الله عليه ۔ جو شخص ظالم کی مدد کرتا ہے اللہ اس کو اسی پر مسلط کر دیتا ہے۔

اور کس قدر آپ ﷺ نے سچ فرمایا اپنے اس قول کے میں:

من أصبح وهمومه هم واحد، كفاه الله تعالىٰ هموم الدنيا والآخرة

جو شخص اپنے غموں اور فکروں کو صرف ایک غم اور ایک ہی فکر بنا دے، اللہ تعالیٰ اس کو اس کی دنیا اور آخرت کی فکر و غم سے کفایت کرے گا۔ (یعنی اس کو نجات دے دے گا)

(اس نہج پر آپ جب سوچنا شروع کر دیں) پھر آپ ایک ہزار، دو ہزار بلکہ کئی ہزار ایسی مثالوں کے تجربات کریں تو آپ کو حضور ﷺ کی نبوت کے بارے میں ایسا علم ضروری اور قطعی حاصل ہو جائے گا کہ آپ اس میں شک نہیں کر سکیں گے۔ لہٰذا اسی طریق سے آپ نبوت کا یقین طلب کیجئے۔ لاٹھی کے اژدھے کے ساتھ تبدیل ہو جانے اور چاند کے پھٹ جانے کے ساتھ نہیں۔ کیونکہ اگر آپ مذکورہ انداز فکر سے ہٹ کر صرف اکیلے ان معجزوں پر نظر کریں گے اور اس کے ساتھ بے شمار خارجی قرائن کو جوڑ کر آپ نہیں سوچیں گے تو بسا اوقات آپ یہ گمان کر بیٹھیں گے کہ شاید وہ سحر ہو گا یا کسی صورت سے محض خیال اور تصور دلا دیا گیا ہو گا۔ حالانکہ یہ گمراہ کر رہا ہو گا۔

بے شک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

یضل من یشاء ، و یھدی من یشاء .... ترجمہ : اللہ جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔اور جس کو چاہتے ہیں گمراہ کرتے ہیں۔

نیز اس طرح آپ کے معجزات پر اعتراضات بھی وارد ہوں گے اور اگر آپ کا ایمان کلام منظوم کے ساتھ (یعنی قرآن کے ساتھ) سند و استدلال کا سہارا لے چکا ہوگا تو معجزے کی دلالت کی صورت میں تو آپ کا ایمان مزید بلند ہوجائے گا کلام مرتب کے ساتھ وجود اشکال اور اس پر شبہ میں۔ لہٰذا خارق عادات (معجزات) کی مثالیں اور ان کی حیثیت منجملہ دلائل میں سے ایک دلیل کے ہونی چاہئیں۔ جب کہ (مذکورہ) قرائن پر بھی آپ کی نظر ہو، تاکہ آپ کو علم ضروری اور قطعی حاصل ہوجائے۔

کسی ایک معین معجزے کے ساتھ استدلال واشارہ کا سہارا لینے سے آپ کو اس طرح یقین حاصل نہیں ہوگا جیسے اس آدمی کو ہوتا ہے جس کو ایک جماعت خبر دیتی ہے متواتر خبر کے ساتھ جس کے لئے یہ کہنا ممکن نہیں ہوتا کہ اس کو جو یقین حاصل ہوا ہے وہ کسی ایک فلاں شخص معین کے قول سے حاصل ہوا ہے۔ بلکہ اس کا یقین اس حیثیت سے ہوتا ہے کہ وہ خود بھی کسی تعین کو نہیں جانتا اور وہ یقین ان مجموعی خبر دینے والوں سے خارج بھی نہیں ہوتا اور نہ ہی ان میں افراد کے تعین سے ہوتا جبکہ یہی ایمان، ایمانِ قوی ہوتا ہے اور عملی ہوتا ہے۔ (یہ طرز استدلال برائے اثبات رسالت اجتماعی دلائل سے ہے، جس کا رد اور انکار ناممکن ہے)۔ازمترجم

اثبات نبوت کے لئے ابن خلدون کا طریقہ

مؤرخ ابن خلدون مقدمہ تاریخ ابن خلدون میں فرماتے ہیں۔

یقین کیجئے کہ بے شک اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے بنی نوع بشر سے کچھ اشخاص کو چُن لیا تھا جنہیں اللہ نے اپنے مخاطب کرنے کی فضیلت عطا کی تھی اور انہیں اپنی معرفت پر ہی پیدا فرمایا تھا، یعنی اپنی معرفت ان کی فطرت میں رکھ دی تھی اور ان برگزیدہ وچنیدہ اشخاص کو اپنے درمیان اور اپنے بندوں کے درمیان واسطہ اور ذریعہ بنادیا تھا۔ وہ لوگوں کو ان کے مصالح اور فائدوں کی معرفت اور فہم دیتے تھے اور وہ لوگوں کو ان کی ہدایت ورہنمائی پر اُبھارتے تھے اور وہ لوگوں کو ان کی کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ سے ہٹاتے تھے۔ اور وہ لوگوں کو ان کی نجات کا راستہ بتاتے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ ان (اپنے مخصوص چنیدہ بندوں) کی طرف علوم ومعارف القاء کرتا تھا اور معارف کو ان کی زبان سے ظاہر کرتا تھا۔ مثلاً خارق عادات (معجزات کو) اور وجود میں آنے والے اخبار وواقعات کو، جو انسان سے مخفی ہوتے تھے (انسان کے پاس)۔ جن کی معرفت کی کوئی راہ نہیں تھی۔ مگر صرف ان برگزیدہ لوگوں کی زبانوں سے (سُننے کے) جو اللہ کے درمیان واسطہ تھے وہ خود بھی (ان اخبار وواقعات کو) نہیں جانتے تھے بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان چیزوں کی تعلیم دیتا تھا۔

چنانچہ حضور ﷺ نے خود ارشاد فرمایا :

الا و انی لا أعلم الا ما علّمنی اللّٰہ

خبردار! بے شک میں کچھ بھی نہیں جانتا سوائے اس کے جو اللہ نے مجھے علم دیا ہے۔

یقین جانئے کہ اس بارے میں (ان چنیدہ لوگوں) کی خبر کی خصوصیت اور ضرورت یہ ہے کہ ان کی تصدیق کی جائے یعنی ان خبروں کو سچا مان لیا جائے جب تیرے سامنے حقیقت نبوت کا بیان واضح طور پر بیان ہوجائے۔

اللہ کے چنیدہ اور برگزیدہ نبیوں کی نشانیاں اور علامات

اس صنف بشر کی علامت یہ ہے کہ ان کے لئے حالت وحی میں حاضرین سے غائب ہونے کی کیفیت پائی جاتی تھی باوجود موجودگی کے خراٹوں کے ساتھ گویا کہ ان پر غشی یا بے ہوشی کی کیفیت ہے (یا نیند کی)۔ ظاہری آنکھ سے دیکھتے ہیں حالانکہ حقیقت میں دونوں باتیں نہیں ہوتیں تھیں

(نہ ہی غشی، نہ ہی بے ہوشی)۔ درحقیقت یہ استغراق کی کیفیت ہوتی ہے۔ ملک رُوحانی کی ملاقات میں ایسے علم وادراک کے ساتھ جوان کے لئے مناسب حال ہوتا ہے اور انہیں کے شایانِ شان ہوتی ہے۔ وہ ادراک اور استغراق بشر کے ادراک سے بالکل خارج ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ بشری ادراک اور بشری مقام کی طرف خود بخود بتکلف اس کیفیت سے نیچے اُترتے ہیں۔ یا بھنبھناہٹ کلام کے ساتھ۔ پس اسی کو (بتکلّف) خود سمجھتے۔ یا ان کے لئے کسی خاص شخص کی صورت کی شبیہ بنتی تھی۔ وہ شبیہ اختیار کرنے والا اس کلام میں حضور کے مخاطب ہوتا تھا جو کچھ وہ اللہ کی طرف سے لے کر آیا ہوتا تھا۔ پھر ان سے وہ کیفیت کھل جاتی تھی اور حالت یہ ہوتی تھی کہ ان پر جو کلام یا مفہوم القاء کیا جاتا تھا حضور ﷺ اس کو یاد اور محفوظ کر چکے ہوتے تھے۔

حضور ﷺ سے جب وحی کی بابت سوال کیا گیا تو آپ نے خود ارشاد فرمایا تھا : کبھی تو وحی مجھ پر گھنٹی بجنے کی گھڑگھڑاہٹ یا شور کی کیفیت میں آتی ہے وحی کی یہ قسم مجھ پر شدید گزرتی ہے۔ پھر وہ مجھ سے الگ ہوتا ہے، میں اس کی بات کو یا اس کلام کو یاد کر چکا ہوتا ہوں۔ اس نے جو کچھ کہا ہوتا ہے اور کبھی فرشتہ میرے لئے انسانی شکل اختیار کر لیتا ہے اور وہ مجھ سے کلام کرتا ہے۔ اور وہ جو کچھ کہتا ہے میں اس کو یاد کر لیتا ہوں۔

حضور ﷺ اس کیفیت کے دوران اس قدر شدت اور گھٹن (ڈوبنے کی کیفیت) محسوس کرتے تھے جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ حدیث میں آتا ہے :

كان مما يعالج من التنزيل شدة

حضور ﷺ وحی اُترنے کی شدت سے بڑی سختی دیکھتے تھے۔

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ پر شدید سردی کے دن میں بھی جب وحی اُترتی تھی تو جب (جبرائیل علیہ السلام) آپ سے علیحدہ ہوتے تھے تو آپ کی پیشانی سے پسینے ٹپک رہے ہوتے تھے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

انا سنلقی علیك قولاً ثقیلاً ۔ بے شک ہم آپ کے اُوپر بڑی بھاری بات ڈالیں گے اور القاء بھی کریں گے۔

اسی مذکورہ حالت کو دیکھ کر وحی اُترنے کی کیفیت کی وجہ سے مشرکین انبیاء پر جنون کی تہمت لگاتے تھے کہ یہ من چلا ہے یا جن کے تابع ہے۔ جبکہ حقیقت یہ تھی کہ ان پر معاملہ گڈمڈ ہو گیا تھا، تلبیس ہوگئی تھی ان احوال مظاہر کے مشاہدے کی وجہ سے۔

ومن یضلل الله فما له من هاد ۔ اور اللہ جس کو گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

اور ایسے لوگوں (یعنی انبیاء بننے والوں) میں ان کی علامات میں سے یہ بات بھی ہوئی ہے کہ وحی کے نزول سے قبل ان میں یہ صفات موجود ہوتی ہیں، خیر و بھلائی کی عادت، زکوٰۃ ادا کرنا، مذموم کاموں سے دُور رہنا اور شرک اور تمام امور سے دُوری۔

چنانچہ انبیاء علیہم السلام کی عصمت کا یہی معنیٰ ہے گویا کہ وہ پیدائشی اور فطری طور پر بُرے کاموں سے صفائی اور پاکیزگی پر پیدا کئے گئے ہوتے ہیں اور ان امور سے نفرت کرنا گویا کہ یہ ان کی جبلت کے منافی ہوتے ہیں۔

قبلِ نبوت شرم وحیاءِ نبوی کی ایک مثال

(۱) صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ آپ لڑکے تھے اور اپنے چچا عباس کے ساتھ کعبے کی تعمیر کے لئے پتھر اُٹھا رہے تھے۔ چنانچہ کسی کے کہنے سے آپ نے اپنے تہہ بند میں پتھر اُٹھا لئے، جس سے آپ کا ستر کھل گیا۔ لہٰذا آپ شرم کے مارے گر کر بے ہوش ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپ اپنی چادر میں چھپ گئے۔

(۲) حضور ﷺ کوایک ولیمے کے اجتماع میں دعوت دی گئی جس میں شادی کے ساتھ کھیل تماشا بھی تھا۔ آپ کو وہاں جا کر نیند کی غشی طاری ہوگئی۔ پوری رات اسی طرح گزر گئی حتیٰ کہ سورج طلوع ہوگیا آپ ان لوگوں کے کسی بھی عمل میں شریک نہ ہوسکے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کوان کے اس پورے فعل سے پاک رکھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ آپ ﷺ اپنی جبلت کے اعتبار سے مکروہ اور ناپسندیدکھانوں اور کھانے کی چیزوں سے بھی پاک صاف رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ پیاز اور لہسن کے قریب نہیں جاتے تھے۔ آپ ﷺ سے اس بارے میں کہا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، میں اس ذات کے ساتھ خلوت میں بیٹھتا ہوں جس کے ساتھ آپ نہیں بیٹھتے ہو۔ (یعنی مجھے جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ہم نشینی کرنا ہوتی ہے اس لئے میں بدبودار چیز کھانا پسند نہیں کرتا (کہ منہ میں اُس کی بدبو رہتی ہے)

(۳) آپ اس واقعہ کے بارے غور کیجئے جب نبی کریم ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو وحی کے حال کے بارے میں خبر دی، اس کے آغاز میں اور حضور ﷺ نے اس کی آمد پر اس کو آزمایا تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ اس کی آمد پر آپ مجھے اپنی چادر کے اندر کرلینا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ایسے ہی کرلیا تو وہ آنے والا نمائندہ واپس چلا گیا۔ بعد میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے کہا کہ یہ فرشتہ ہے، جن اور شیطان نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ عورتوں سے قربت پسند نہیں کرتا۔

اسی طرح سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے عرض کیا، ان کو کونسا لباس پسند ہے آپ اسی لباس میں اس سے ملا کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سفید اور ہرا پسند ہے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ واقعی فرشتہ ہے یعنی سفید اور سبز رنگ خیر کے رنگ ہیں اور فرشتہ بھی خیر کی چیز ہے اور سیاہ رنگ شر ہے اور شیاطین بھی شر ہیں اور اسی جیسی دیگر مثالیں بھی ہیں۔ نیز انبیاء علیہم السلام کی علامات میں یہ امور بھی ہیں مثلاً ان کا لوگوں کو دین کی دعوت، عبادت کی دعوت، صلوٰۃ کی دعوت، صدقہ کی دعوت، معافی اور درگزر کرنے کی دعوت دینا وغیرہ۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کی صداقت پر اسی چیز سے تو استدلال کیا تھا۔ اور اسی طرح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اسی سے استدلال کیا تھا اور ان دونوں نے آپ کے حال اور اخلاق وغیرہ کے علاوہ کسی اور امر خارجی سے دلیل پکڑنے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی۔

بادشاہ ہرقل کا حضور ﷺ کے بارے میں سوالات کرنا اور جوابات سے حضور ﷺ کی نبوت کی صحت پر استدلال کرنا

صحیح بخاری میں مروی ہے کہ ہرقل کے پاس جب حضور ﷺ کا خط پہنچا، جس میں آپ ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی تھی تو اس نے ان قریشیوں کو اپنے دربار میں طلب کیا جو اس کے شہر میں موجود تھے تا کہ ان سے حضور ﷺ کے حالات دریافت کرے۔ ان میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی تھے (جو کہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) چنانچہ اس نے ان سے کچھ سوالات کئے جو درج ذیل ہیں:

ہرقل: وہ (مدعی نبوت محمد) آپ لوگوں کو کس چیز کا حکم دیتا ہے؟

ابوسفیان: نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے، صلہ رحمی کرنے، معافی اور درگزر کرنے اور عفاف کا۔ آخر تک جو اس نے پوچھا، ابوسفیان نے اس کو بتادیا۔

اس کے بعد ہرقل نے کہا کہ جو کچھ تم کہتے ہو اگر یہ حق اور سچ ہے تو وہ نبی مرسل ہے اور وہ عنقریب مالک ہوجائے گا اور وہ حکومت کرے گا، یہاں تک جو کچھ میرے قدموں تلے ہے۔ اور عفاف سے مراد جس کی طرف ابوسفیان نے اشارہ کیا تھا وہ عصمت و پاکدامنی تھی۔

غور فرمائیے کہ ہرقل نے عصمت و پاکدامنی، دین کی طرف دعوت دینے اور عبادت کی دعوت سے حضور ﷺ کی نبوت کی صحت پر کیسے دلیل اخذ کی تھی اور کسی معجزے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی۔ تو یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ یہ مذکورہ امور علامات نبوت میں سے ہیں۔

اور انبیاء علیہم السلام کی نبوت کی علامات میں سے ہے کہ وہ اپنی قوم میں صاحبِ حسب ونسب ہوں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نہیں بھیجا اللہ نے کسی نبی کو مگر وہ اپنی قوم میں صاحبِ حیثیت تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ اپنی قوم میں صاحبِ ثروت ومال تھا۔

حاکم نے بخاری ومسلم پر اس حدیث کا استدراک درج کیا ہے کہ ہرقل کے ابوسفیان سے سوالات میں ایسے ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ ہرقل نے یوں پوچھا تھا کہ وہ تم لوگوں میں (محمد ﷺ) کیسا شخص ہے؟ ابوسفیان نے جواب دیا کہ وہ ہمارے اندر صاحبِ حسب وصاحب عزت ہے۔

ہرقل نے یہ جواب سُن کر تبصرہ کیا کہ رسول اپنی قوم کے صاحبِ احساب میں ہی مبعوث کئے جاتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کے لئے قوت وشوکت ہو جو اس کو بوقت ضرورت کفار کی ایذا سے روکے، تاکہ وہ اپنے رب کا پیغام پہنچا دے اور اللہ کی مراد پوری ہو سکے۔ دین کو پورا کرنے اور ملت کی تکمیل کرنے کی۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اسلام لانے میں دلائل

مؤرخ ابن خلدون سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بارے میں بات بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے تو ورقہ بن نوفل کے اسلام اور دیگر کے اسلام کے بارے میں بھی تعرض کیا ہے۔ انہوں نے حضور ﷺ کی نبوت کے دلائل پر ان کے یقین کرنے سے اس بات پر استدلال کیا ہے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کیسے مسلمان ہوئی تھیں؟ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسلام لانے کی دعوت نہیں دی تھی بلکہ حضور ﷺ نے ان کے سامنے وحی کا سارا ماجرا سنایا تھا اور آپ سب داستان سُناتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے کہ زملونی، زملونی مجھے چادر اُڑھاؤ، مجھے کپڑا اُڑھاؤ۔ انہوں نے آپ ﷺ کو چادر اُڑھائی۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ سے خوف کی کیفیت ختم ہوگئی۔

رسول اللہ ﷺ پر یہ ایک ایسی صورت تھی جس کا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس سے قبل مشاہدہ نہیں کیا ہوا تھا۔ وہ تو ان کو ایک محض نوجوان کی حیثیت سے پہچانتی تھیں جو ان کے مال میں تجارت کا عمل کرتے تھے۔ لہٰذا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اسی تعلق سے ان کے اندر سچائی، امانت داری، انسانیت کاملہ کی خصلتیں اور ان کی اعلیٰ ترین مثال ان میں پہچان چکی تھیں۔ اور البتہ وہ اپنے غلام میسرہ سے کچھ ایسی بات سُن چکی تھی جو حیرت واستعجاب وشجون نفس کو اُبھارتا ہے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک تجربہ کار شریف اور عقل مند خاتون تھیں۔ صاحبِ شرف اور صاحبِ مال تھیں۔ اپنے مال سے مردوں کو اجرت پر کام کے لئے رکھتی تھیں اور ان کے لئے جو کچھ اجرت مقرر کرتی تھیں اس میں سے بھی ان کے ساتھ مضاربت کرتی تھیں۔ جب سیدہ کو حضور ﷺ کے بارے میں خبر پہنچی، جو بھی پہنچی آپ کی گفتار کی سچائی، عظیم امانت دار، کریمانہ اخلاق وغیرہ کے بارے میں تو انہوں نے حضور ﷺ کی طرف نمائندہ بھیج کر یہ پیش کش کی کہ آپ میرا مال لے کر شام کی طرف تجارت کے لئے سفر کریں اور وہ آپ کو اس سے بہتر معاوضہ دیں گی جو دوسروں کو دیتی ہیں اور اپنا غلام میسرہ بھی ان کے ساتھ بھیجیں گی۔

جب ان کے غلام میسرہ نے ان کے سامنے شام کے سفر سے واپسی پر راہب کے قول کے متعلق بتایا اور یہ کہ اس نے شدید گرمی میں دو پہر کے وقت دو فرشتوں کو ان پر سایہ کئے ہوئے دیکھا اور انہوں نے حضور کی بلندترین صحبت، آپ کے حسن خلق اور سچ گوئی کی خبر دی تو سیدہ خدیجہ کے ذہن میں محمد ﷺ سے شادی کرنے کا خیال اُبھرا۔ لہٰذا وہ ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں جو ان کے چچا کے بیٹے تھے۔ جا کر ان سے سارا ماجرا بیان کیا جو کچھ سُنا تھا اور وہ جو کچھ انہوں نے محمد ﷺ کی صفات اور آپ کے احوال ملاحظہ کئے تھے۔ اورقہ بن فل نے کہا:

''اے خدیجہ ! اگر یہ سب کچھ سچ ہے تو بے شک محمد ﷺ اس اُمت کے نبی ہیں اور میں پہچانتا ہوں وہ اس اُمت کا نبی ہونے والا ہے جس کا انتظار ہے۔ اور یہی اس کا زمانہ ہے''۔

سیدہ خدیجہ ورقہ بن نوفل کے ہاں سے واپس آ گئیں تو ان کے ذہن میں محمد ﷺ کے ساتھ شادی کا خیال رچ بس چکا تھا۔لہٰذا اس سوچنے نے حضور ﷺ کے ساتھ شادی کرنے کی کشش و جاذبیت میں اضافہ کر دیا۔سیدہ خدیجہ کا حضور ﷺ سے شادی کرنے کا ہدف جاذبیت و کشش نہ تھا اگرچہ محمد ﷺ اپنی تخلیق میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے اور نہ صاحب ثروت ہونا،اس لئے کہ محمد ﷺ مالدار نہیں تھے بلکہ صاحب صفات حمیدہ ہونا،اخلاق کریمانہ سے آراستہ ہونا اور،پاک صاف اور شفاف رُوحانیت کے مالک ہونا تھا۔

امام ابن حجر نے کتاب مکہ میں فاکہی سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ ابوطالب کے پاس تھے۔انہوں نے خدیجہ کے پاس جانے کی اجازت چاہی انہوں نے اجازت تو دے دی مگر ان کے پیچھے اپنی لونڈی نبعہ کو بھیج دیا کہ جاکر دیکھو کہ سیدہ خدیجہ اس سے کیا کہتی ہے۔

سیدہ خدیجہ کا حضور ﷺ سے قبل از نبوت دعا کی درخواست کرنا

نبعہ کہتی ہیں کہ میں نے عجیب بات سُنی ۔ میں نے جو کچھ خدیجہ سے سنا میں اس سے حیران ہوں ۔ وہ دروازے پر آئی اور انہوں نے یہ بات کہی : میں امید کرتی ہوں کہ آپ (مستقبل) میں نبی ہوں گے۔عنقریب آپ نبی بنا کر بھیج دیئے جائیں گے۔اگر آپ نبی ہو جائیں تو میرا حق اور میرا رتبہ پہچاننا۔اور اس الٰہ و معبود و مشکل کشا سے میرے لئے دعا کرنا جو آپ کو بھیجے گا۔حضور ﷺ نے خدیجہ سے کہا :

''اللہ کی قسم اگر میں وہی ہوا (یعنی نبی بن گیا) تو آپ میرے نزدیک عزت یافتہ ہوں گی جسے میں کبھی ناکام اور رسوا نہیں کروں گا۔اور اگر میرے سوا کوئی اور نبی ہوا تو سُن لیجئے کہ بے شک وہ الٰہ اور معبود و مشکل کشا جس کے لئے آپ کچھ کوشش کر رہی ہیں وہ آپ کو کبھی بھی ضائع نہیں کرے گا''۔

البتہ تحقیق سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دل میں اور آپ کی سوچ میں اب تو یہ خیال اور راسخ ہو گیا کہ بس اب اس خیال کو عملی جامہ پہنانا ہے۔چنانچہ انہوں نے حضور ﷺ کی شام سے واپسی کے بعد نفیسہ بنت منبہ کو خاموشی کے ساتھ حضور ﷺ کے پاس بھیجا اور پوچھا کہ ''اے محمد (ﷺ) آپ کو شادی کرنے سے کونسی چیز مانع ہے''؟ حضور ﷺ نے فرمایا : ''میرے ہاتھ میں اس قدر مال نہیں ہے کہ اس کے ذریعہ شادی کروں''۔خدیجہ نے کہا : ''اگر آپ کو یہ سب کچھ نہ کرنا پڑے یعنی آپ کی یہ ضرورت پوری ہو جائے اور آپ کو مال،جمال،شرافت اور کفالت کی طرف دعوت ملے تو کیا آپ قبول نہیں کریں گے'؟ حضور ﷺ نے پوچھا کہ ''وہ کون خاتون ہے''؟ خدیجہ نے کہا کہ ''وہ میں ہی ہوں''۔حضور ﷺ نے فرمایا : ''یہ میرے لئے کیسے ہوگا''؟ خدیجہ نے کہا کہ ''سب کچھ میری ذمہ داری ہوگی''۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''پھر میں کرلوں گا''۔

عمار بن یاسر کہتے تھے کہ میں سب لوگوں کی نسبت خدیجہ کے حضور ﷺ کے ساتھ بیان کو زیادہ جانتا ہوں۔کیونکہ میں حضور ﷺ کا ہم عمر تھا اور ان کا دوست تھا اور محبوب دوست تھا۔میں حضور ﷺ کے ساتھ نکلا۔جب ہم مقام حَزْوَرَہ بازار میں پہنچے ہمارا گزر سیدہ خدیجہ کی بہن کے پاس سے ہوا،وہ چمڑے کے بچھونے پر بیٹھی ہوئی تھی جس کو وہ فروخت کر رہی تھی۔اس نے مجھے آواز دی۔میں نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا اور جاکر ان کے پاس بیٹھ گیا۔حضور ﷺ میرے لئے رُک گئے۔اس خاتون نے پوچھا کیا تیرے اس دوست کو خدیجہ کے ساتھ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے؟ عمار کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پاس آیا اور میں نے یہ بات بتائی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جی ہاں میں اس بات کی حاجت رکھتا ہوں۔(میرے بقا کی قسم)

عمار کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی بات خدیجہ کی بہن کو بتادی۔تو اس نے کہا کہ صبح سویرے آپ لوگ ہمارے پاس آجائیں۔چنانچہ آل عبدالمطلب آ گئی،ان کے اُوپر حمزہ سردار بنے ہوئے تھے اور سب خدیجہ کے گھر پر آئے۔ان کے استقبال کے لئے خدیجہ کے چچا عمرو بن اسد موجود تھے اور خدیجہ کے چچازاد ورقہ بن نوفل بھی تھے۔لہٰذا ابوطالب خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور انہوں نے یہ بات کہی :

امابعد

’’بے شک محمد ان لوگوں میں سے ہے کہ قریش کے جس نوجوان کے ساتھ ان کو تولا جائے یہ اس پر بھاری ہوں گے۔ شرافت کے اعتبار سے، ذہانت کے اعتبار سے، فضیلت وبزرگی کے اعتبار سے، عقل وفراست کے اعتبار سے۔ اگرچہ مالی اعتبار سے کمزور ہے تو کوئی بات نہیں مال تو ڈھلنے والا سایہ ہے، اس کو اُدھار لینے والا بھی اس کو واپس کردیتا ہے۔ اس کو خدیجہ بنت خویلد میں دلچسپی بھی ہے اور اسی طرح خدیجہ کو بھی ہے‘‘۔

لہٰذا خدیجہ کے چچا عمرو راضی ہوگئے اور کہنے لگے۔ ’’وہ (محمد) ایسے نر ہیں جن کی ناک نہیں کاٹی جائے گی‘‘۔ مراد یہ ہے کہ محمد ﷺ ایسے آدمی ہیں جن کو خالی واپس بھیج کر شرمندہ نہیں کیا جاسکتا۔

اِدھر جب حضور ﷺ غارِ حرا سے خدیجہ کے پاس واپس آئے تو کہہ رہے تھے کہ مجھے کمبل اُڑھاؤ، مجھے کمبل اُڑھاؤ، مجھے چادر اُڑھاؤ۔ جب آپ کا ڈر ختم ہوگیا تو فرمانے لگ: اے خدیجہ مجھے کیا ہوا ہے اور خدیجہ کو پوری خبر بتادی۔ تو یہ ایک نئی حالت تھی حضور پر اور ایک ایسی تبدیلی تھی جو محسوس ہورہی تھی اور جب خدیجہ ان سے پوچھتی تھی تو فرماتے تھے ’’مجھے اپنی جان کا ڈر ہے‘‘۔ سیدہ خدیجہ نے حضور ﷺ سے کہا، ہرگز نہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز رسوا نہیں کرے گا۔ بے شک آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور سچی بات کرتے ہیں، مجبوروں اور معذوروں کے بوجھ اُٹھاتے ہیں اور حق کے امور میں مدد کرتے ہیں۔

تحقیق سیدہ خدیجہ کو ایک نورانی قوت نے ڈھانپ رکھا تھا۔ جو عجیب تھی اور ایک واضح یقین نے جو ظاہر تھا حاصل ہوچکا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے شوہر کی طرف پوری طرح متوجہ ہوئیں، پوری ذمہ داری کے ساتھ اور حضور کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہنے لگیں :

’’آپ خوش ہوجائیے، اللہ کی قسم میں جانتی تھی کہ ہرگز اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ کچھ نہیں کریں گے مگر بھلائی ہی کریں گے اور میں گواہی دیتی ہوں کہ بے شک آپ نبی ہیں‘‘۔

میرے مخلص غلام نے مجھے خبر دی ہے۔ بحیرا راہب کے بارے میں۔ ہمیشہ وہ رسول اللہ کے ساتھ رہیں۔ آپ کھاتے، پیتے، ہنستے۔ جب رسول اللہ ہنستے تو کھڑی ہوجاتیں، آپ اپنے کپڑے سنبھالتی اور اپنی جگہ سے چلی جاتیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نصرانی عالم عداس سے ملنا .... چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اس غلام کے پاس گئیں جو ربیعہ بن عبد شمس نصرانی کو مل چکا تھا۔ یہ نصرانی اہل نینوی کا رہنے والا تھا۔ اس کا نام ’’عُداس‘‘ تھا۔ خدیجہ نے اسے جا کر کہا: اے عداس! میں اللہ کو یاد دلا کر کہتی ہوں کہ آپ مجھے یہ خبر دیں کہ تیرے پاس جبرائیل کے بارے کوئی خبر ہے، کوئی علم ہے؟ اس نے کہا: قدوس، قدوس کتنی بڑی شان ہے جبرائیل کی۔ اس زمین پر اس کا تذکرہ کیوں ہورہا ہے۔ یہ زمین تو بُت پرستوں کی زمین ہے۔ یعنی یہاں تو بُت پرستی ہوتی ہے۔ اس پاک ہستی کا کیوں پوچھا جارہا ہے یا وہ یہاں کیسے آسکتے ہیں؟

خدیجہ نے کہا مجھے اس کے بارے اپنے علم سے بتایئے؟ عداس نے بتایا کہ ’’جبرائیل اللہ اور اس کے نبیوں کے درمیان امین ہے وہ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھی ہے‘‘۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ایک اور راہب کے پاس جانا .... اس کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک اور راہب کے پاس گئیں۔ جب قریب گئیں تو اس راہب نے پہچان لیا اور کہنے لگا کیسے آئی ہو اے قریش کی عورتوں کی سردار؟ خدیجہ نے کہا میں آپ کے پاس اس لئے آئی ہوں کہ آپ مجھے جبرائیل کے بارے میں کچھ بتائیں۔ اس نے کہا : سبحان اللہ! ہمارا رب پاک ہے۔ کیا بات ہے۔ ان شہروں میں جبرائیل کا ذکر کیوں کر ہورہا ہے جہاں کے رہنے والے بُتوں کے پجاری ہیں؟ جبرائیل تو اللہ کا امین ہے اور اللہ کے نبیوں اور رسولوں کی طرف اللہ کا قاصد ہے۔ صاحب موسیٰ اور صاحب عیسیٰ ہے۔ چنانچہ خدیجہ اس کے ہاں سے بھی واپس آگئیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ورقہ بن نوفل کے پاس جانا .... پھر خدیجہ ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور وہ بتوں کی عبادت کرنے کو ناپسند کرتا تھا۔ خدیجہ نے اس سے بھی جبرائیل کے بارے میں پوچھا۔ اس نے بھی مذکورہ جواب کی مثل جواب دیا۔ پھر ورقہ نے پوچھا کہ بات کیا ہے؟ خدیجہ نے اس کو قسم دیکر کہا کہ اس بات کو ظاہر نہیں کرے گا۔ اس نے بھی خدیجہ کے لئے قسم کھالی۔ پھر اس نے بتایا، بے شک محمد ﷺ نے مجھے بتایا ہے کہ وہ سچے ہیں، میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ نہ اُس نے جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی اس کو جھوٹ کی تہمت لگ سکتی ہے۔ اس نے خبر دی ہے کہ غارِ حرا میں اس پر جبرائیل اُترے ہیں اور انہوں نے ان کو خبروں دی ہے کہ وہ اس اُمت کے نبی ہیں اور جبرائیل نے انہیں وہ آیات بھی پڑھائی ہیں جن آیات کے ساتھ اسے بھیجا گیا تھا۔

کہتے ہیں یہ سُن کر ورقہ ڈر گیا اور حیران و پریشان ہوگیا۔ اور کہنے لگا: "قُدُّوس" ہے، "قُدُّوس" ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں ورقہ کی جان ہے اگر تم سچ کہہ رہی ہو اے خدیجہ تو واقعی وہ اس اُمت کے نبی ہیں۔ بے شک ان کے پاس وہ ناموس اکبر آگیا ہے جو ناموس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ آپ انہیں جا کر کہئے کہ وہ پکے رہیں، مگر اے خدیجہ اب عبداللہ کے بیٹے کو میرے پاس بھیجئے گا۔ میں بھی اس سے پوچھوں اور اس کی بات میں بھی سُنوں۔ مجھے ڈر ہے کہ (آنے والا) جبرائیل کے علاوہ کوئی اور ہو۔ کیونکہ بعض جن شیاطین بھی اس کی شبیہ بنا لیتے ہیں تا کہ بعض بنی آدم کو خراب کر سکیں۔ یہاں تک کہ آدمی عقل رکھنے کے باوجود پاگل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خدیجہ اس کے ہاں بھی اُٹھ گئیں مگر اس یقین کے ساتھ کہ اس کا صاحب اس کے ساتھ بھلائی ہی کرے گا۔

اس کے بعد خدیجہ محمد ﷺ کو خود ورقہ کی طرف لے گئیں۔ اس نے ورقہ سے کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے آپ اپنے بھتیجے سے خود پوچھئے اور سُنئے۔ ورقہ نے حضور سے پوچھا، اے بھتیجے آپ نے کیا دیکھا تھا؟ حضور نے اپنی پوری بات ان کو بتادی۔ لہٰذا ورقہ نے حضور سے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بے شک آپ کے پاس وہ ناموس اکبر آگیا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا اور بے شک آپ اس اُمت کے نبی ہیں۔ آپ کو ضرور تکلیف پہنچائی جائے گی اور تمہارے ساتھ جنگ اور قتال ہوگا اور ضرور آپ کی نصرت کی جائے گی۔ اور البتہ اگر میں نے اس وقت کو پالیا تو میں ضرور آپ کی مدد کروں گا جس نصرت کو اللہ جانتا ہے۔

اس کے بعد اس نے حضور ﷺ کے سر مبارک کو اپنی طرف جھکایا اور آپ کی پیشانی پر اس نے بوسہ لیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ اپنی منزل کی طرف لوٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ورقہ کے قول سے یقین اور اثبات میں اور پکا کر دیا۔ اور فکر و پریشانی جس میں آپ واقع تھے اس کو بھی ہلکا کر دیا۔

ورقہ بن نوفل نے شعر کہا:

وَجِبْرَائِيلُ يَاتِيهِ وَمِيكَالُ مَعَهُمَا ‏ مِنَ اللّٰهِ وَحْيٌ يَشْرَحُ الصَّدْرَ مُنْزَلُ

ان کے پاس جبرائیل آئے ہیں اور میکائیل بھی دونوں مل کر، اللہ کی طرف سے ایسی وحی لے کر آئے ہیں جو نازل ہوئی ہے جو شرح صدر عطا کرتی ہے۔

سیدہ خدیجہ کا جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں خود اطمینان کرنا .... سیدہ خدیجہ نے یہ پسند کیا کہ جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں خود آزمائش کریں تا کہ اس کا معاملہ انتہائی واضح ہو جائے۔ (شک نہ رہے کہ آنے والا شاید کوئی جن یا شیطان نہ ہو)

چنانچہ خدیجہ نے رسول اللہ سے کہا، جس چیز کے بارے میں ان کو پکا کر رہی تھیں جس میں اللہ نے محمد ﷺ کا اپنی نبوت کے ساتھ اکرام کیا تھا۔ اے میرے چچازاد کیا آپ یہ کر سکتے ہیں کہ جب آپ کا صاحب (جبرائیل) آپ کے پاس آئے تو آپ مجھے بتلا دیں؟ حضور نے فرمایا بالکل بتادوں گا۔ خدیجہ نے کہا کہ جیسے وہ آئے تو مجھے بتانا۔

ایک دن رسول اللہ ﷺ خدیجہ کے پاس بیٹھے تھے اچانک جبرائیل علیہ السلام آگئے۔ آپ نے ان کو دیکھا اور کہا: اے خدیجہ یہ جبرائیل ہیں۔ خدیجہ نے پوچھا کہ کیا آپ اس وقت ان کو دیکھ رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہاں بالکل دیکھ رہا ہوں۔ خدیجہ نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ

میرے دائیں پہلو کے ساتھ بیٹھ جایئے۔ حضور اپنی جگہ سے ہٹ کر وہاں بیٹھ گئے۔ خدیجہ نے پوچھا کیا آپ اب بھی ان کو دیکھ رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے بتایا کہ ہاں۔ خدیجہ نے کہا کہ اچھا آپ اب میری گود میں بیٹھ جایئے۔ حضور پلٹ کر گود میں بیٹھ گئے۔ خدیجہ نے پوچھا کہ اب وہ آپ کو نظر آ رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے بتایا کہ ہاں نظر آ رہے ہیں۔ خدیجہ نے اپنا سر ننگا کر لیا اور اپنا دوپٹہ اُتار کر پھینک دیا جبکہ رسول اللہ ﷺ ان کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے۔ خدیجہ نے پوچھا کہ کیا اب آپ ان کو دیکھ رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اب وہ نظر نہیں آ رہے (گو اس عمل کے بعد وہ چلے گئے)۔

خدیجہ کو یقین آ گیا۔ کہنے لگیں کہ یہ شیطان نہیں ہے، یہ فرشتہ ہے۔ اے میرے چچازاد آپ پکے رہیئے، ثابت قدم رہیئے اور خوش ہو جایئے۔ اس کے بعد وہ حضور ﷺ کے ساتھ ایمان لے آئیں اور انہوں نے گواہی دے دی کہ جس بات کو وہ لے کر آئے ہیں وہ حق اور سچ ہے۔

بیہقیؒ (جلد۲ص۱۵۲) نے خبر بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ایسی چیز تھی جو خدیجہ کر رہی تھیں وہ اس کے ذریعہ احتیاطاً معاملے کو پکا کرنا چاہ رہی تھیں اپنے دین اور اس کی تصدیق کرنے میں احتیاط کے لئے۔ رہے نبی کریم ﷺ وہ یقین کر چکے تھے اس بات پر جو جبرائیل علیہ السلام نے ان سے کی تھی اور انہوں نے جو آپ کو نشانیاں دکھائی تھیں۔ الخ

اس طرح سیدہ خدیجہؓ اسلام لے آئیں۔ یہ پہلی شخصیت تھیں رسول اللہ ﷺ کے بعد جس نے اسلام کو گلے لگایا تھا، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسلام کی ابھی دعوت بھی نہیں دی تھی اور خدیجہ ایسی تھیں کہ ان کو کسی خارجی دلیل کی ضرورت بھی نہیں پیش آئی تھی۔ ایسی دلیل جو رسول اللہ ﷺ کے حالات و عادات سے خارج ہو۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام میں دلائل نبوت

مؤرخ ابن خلدون مقدمہ میں کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اسلام کا حال بیان کرتے ہوئے کہ ابوبکر صدیقؓ بھی حضور ﷺ کے معاملے میں کسی دلیل کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی جو آپ کے حالات و اخلاق سے خارج ہو۔ الخ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیسے مسلمان ہوئے؟ .... امام بیہقی (جلد۲۔ص۱۶۳۔۱۶۴) فرماتے ہیں۔ پھر ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ سے ملے اور کہنے لگے کیا وہ بات سچ ہے جو قریش کہہ رہے ہیں کہ آپ نے ہم لوگوں کے معبودوں کو چھوڑ دیا ہے اور آپ نے ہماری عقلوں کو سفیہ اور بے وقوف کہہ دیا ہے اور آپ نے ہمارے باپ دادوں کو کافر قرار دے دیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں یہ سچ ہے۔ میں بے شک اللہ کا نبی ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ اُس نے مجھے بھیجا ہے تاکہ اس کا پیغام پہنچاؤں اور میں آپ کو اللہ کی طرف بلاؤں۔ حق و سچ کے ساتھ، اللہ کی قسم وہ حق ہے۔ اے ابوبکر میں آپ کو اللہ وحدہٗ لاشریک کی طرف بلاتا ہوں کہ آپ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ دوستی اور موالات اللہ کی اطاعت پر مشروط ہے۔ پھر حضور ﷺ نے ابوبکر کے سامنے قرآن مجید پڑھا۔ لہٰذا ابوبکر صدیق مسلمان ہو گئے۔ اور بتوں کے ساتھ انہوں نے کفر کر لیا (یعنی بتوں کا ساتھ چھوڑ دیا اور ان کا انکار کر دیا)۔ اور شریک ٹھہرانے کو ترک کر دیا اور اسلام کی حقانیت پر ایمان لے آئے۔

چنانچہ ابوبکر صدیقؓ واپس ہوئے تو وہ مؤمن اور نبی کی تصدیق کرنے والے بن چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے جس شخص کو بھی اسلام دعوت دی اس کے اندر اسلام کے بارے میں شک اور کبیدگی تاخیر پائی گئی ماسوا ابوبکر کے۔ اس نے اسلام میں شک نہیں کیا تھا۔

امام بیہقی فرماتے ہیں۔ ایسا اس لئے تھا کہ ابوبکر صدیقؓ نبوت کے دلائل دیکھتے تھے اور اس کے آثار سُنتے تھے حضور ﷺ کی دعوت سے قبل۔ لہٰذا جب ان کو دعوت ملی تو انہوں نے سب سے پہل کر لی۔ انہوں نے اس کو غور و فکر کیا تھا اور نظر کی تھی مگر اس پر شک اور تردد نہیں کیا تھا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اسلام میں دلائل نبوت

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حدیث درج کی ہے۔ابوذر غفاری کے اسلام کے بارے میں جس کو بیہقی نے نقل کیا ہے(جلد۲ص ۲۰۸) کہ ابوذر غفاری کہتے ہیں کہ میں اسلام لانے میں چوتھا تھا۔تین افراد مجھ سے قبل مسلمان ہو چکے تھے۔میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا :

السلام عليك يا رسول الله ، أشهد أن لا اله الا الله ، وأن محمدًا رسول الله

لہٰذا میں نے حضور ﷺ کے چہرے پر خوشی دیکھی۔ابوذر کے اسلام والی حدیث، حدیث مشہور ہے، جلیل ہے، تمام کتب سنت نے اس کو نقل کیا ہے جن پر یقین اور اعتقاد ہے، مثلاً بخاری، مسلم وغیرہ۔

ان کتب نے اس واقعے کو مختلف زاویوں سے عبرت ونصیحت کے مؤثر انداز میں نقل کیا ہے۔یہ اس لئے کہ جب ابوذر کو حضور ﷺ کی بعثت کی خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے بھائی انیس سے کہا، آپ سواری پر بیٹھیں اور مکہ کی وادی میں جائیں اور مجھے اس آدمی کے بارے میں پوری رپورٹ دیں جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہوا ہے۔اس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبریں آتی ہیں۔خود جا کر اس کی بات سنو، اس کی میرے پاس خبر لے آؤ۔

چنانچہ انیس مکہ روانہ ہو گیا۔اس نے وہاں جا کر کلام رسول سُنا پھر ابوذر کے پاس واپس لوٹ آیا اور ان کو بتایا کہ میں نے اس شخص (محمد ﷺ) کو دیکھا ہے، وہ تو مکارم اخلاق کی تلقین کرتا ہے۔ابوذر نے پوچھا کہ لوگ اس سے کیا کہتے ہیں؟ انیس نے کہا، لوگ کہتے ہیں کہ وہ شاعر ہے اور ساحر ہے۔ جبکہ انیس خود شاعر تھا۔اس نے حضور ﷺ کی بات پر تبصرہ کیا اور کہنے لگا کہ میں نے کاہنوں کی باتیں سُنی ہیں۔محمد (ﷺ) کاہنوں جیسا قول بھی نہیں کرتے۔اور میں نے محمد (ﷺ) کے قول کو شعر کے انواع پر پرکھا ہے۔اللہ کی قسم کسی کی زبان یہ نہیں کہہ سکتی کہ وہ شعر ہیں۔اور اللہ کی قسم وہ کلام ہے بھی سچا، محمد (ﷺ) بھی سچا ہے، بے شک وہ مکہ والے جھوٹے ہیں۔لہٰذا ابوذر نے اپنے بھائی سے کہا کہ آپ کی بات میرے لئے کافی نہیں ہے بلکہ میں خود جاؤں گا۔اس نے کہا ٹھیک ہے، مگر اہل مکہ سے آپ بچ کر رہنا وہ اس سے بغض رکھتے ہیں اور اس کے خلاف جمع اور متفق ہو گئے ہیں۔

چنانچہ ابوذر نے سفر کا سامان تیار کیا اور پانی کی مشک اُٹھائی اور مکہ پہنچ گئے آتے ہی مسجد میں پہنچے۔انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو تلاش کیا کیونکہ وہ حضور کو پہچانتے نہیں تھے اور بھائی کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے کسی سے نہیں پوچھا۔کیونکہ اس سے کہا تھا کہ ان کے بارے میں اہل مکہ میں سے کسی سے دریافت نہ کرنا بلکہ ان سے بچنا، یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ گزر گیا۔چنانچہ ابوذر سونے کے لئے لیٹ گیا۔ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو سمجھ گئے کہ مسافر ہے۔لہٰذا انہوں نے ابوذر کو اپنے پاس سونے کے لئے بلا لیا، وہ چلے گئے اور جا کر سو گئے۔دونوں میں سے کسی نے بھی ایک دوسرے سے کچھ نہ پوچھا، یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

اس کے بعد پھر اس نے اپنی پانی کی مشک اور سامان مسجد میں رکھ لیا اور دن بھی گزر گیا مگر اس نے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا، یہاں تک کہ شام ہو گئی۔لہٰذا پھر وہ اپنی لیٹنے کی جگہ پر آ گئے۔آج پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے اور انہوں نے کہا، کیا ابھی اس کا وقت نہیں آیا کہ آدمی اپنی منزل کو پہچان لے؟ اور ان کو ٹھکانے پر لے گئے مگر آج بھی دونوں میں سے کسی ایک نے ایک دوسرے سے کچھ نہ پوچھا۔آج تیسرا دن بھی اسی کیفیت پر گزر گیا۔جب گھر پر پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ کیا مجھے یہ نہیں بتائیں گے کہ آپ کس مقصد کے لئے آئے ہیں؟

ابوذر غفاری نے کہا کہ اگر آپ میرے ساتھ پکا عہد کریں اور پکا وعدہ دیں کہ آپ میری ضرور رہنمائی کریں گے تو میں بتاتا ہوں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بات مان لی اور ابوذر نے بھی اپنی غرض بتا دی۔صبح ہوئی تو دونوں ڈرتے بچتے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔پھر ابوذر توجہ سے قرآن مجید سُننے لگے اور اسی نشست میں مسلمان بھی ہو گئے۔لہٰذا نبی کریم ﷺ نے اس سے کہا، آپ واپس اپنی قوم میں جائیے اور ان کو جا کر بتائیے، جب تک کہ تیرے پاس میرا کوئی حکم آ جائے۔ابوذر نے کہا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں تو چیخ چیخ کر ان کے سامنے بیان کروں گا۔

ابوذر حضور ﷺ کے پاس سے اُٹھا تو سیدھا مسجد الحرام میں آیا اور آ کر خوب بلند آواز کے ساتھ پکارا :

أشهد أن لا اله الا الله ، وأن محمدًا رسول الله

لہٰذا حاضرین اُٹھے اور ان پر ٹوٹ پڑے، گتھم گتھا ہو گئے۔ لہٰذا مار کٹائی ہوئی اور ٹھیک ٹھاک معرکہ گرم ہو گیا۔ مشرکین نے اس کو نہیں چھوڑا، اس کو باہر لے جا کر زمین پر پٹخ دیا۔ اور مارنے لگے۔ چنانچہ حضرت عباس بن عبدالمطلب نے آ کر ان کو ان سے چھڑایا ان سے۔ مگر ابوذر نے اگلی صبح پھر وہی کام کیا، اور مشرکین نے بھی پھر وہی پہلے والا سلوک کیا۔ پھر آج بھی عباس نے ان کو چھڑا لیا۔ اس کے بعد ابوذر اپنے گھر اپنے بھائی کے پاس چلے گئے اور جا کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ لہٰذا ان کا بھائی بھی مسلمان ہو گیا۔ پھر دونوں بھائیوں نے جا کر اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت اور اسلام کے بارے میں سمجھانے لگے۔ لہٰذا انہوں نے بھی اسلام کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد ابوذر غفاری اپنی پوری قوم کے اندر اسلام کو پھیلانے لگے۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے اسلام میں دلائل نبوت

حضرت طلحہ بن عبیداللہ کہتے ہیں کہ میں بازار بصریٰ میں گیا تو کیا دیکھا کہ ایک راہب اپنے عبادت خانے میں اعلان کر رہا ہے، اے اہل موسم والے لوگو مسلمان ہو جاؤ۔ کیا اس بھرے بازار میں اہل حرم میں سے کوئی شخص موجود ہے؟ طلحہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا، میں ہوں۔ راہب نے پوچھا، کیا احمد ظاہر ہو گیا؟ میں نے پوچھا کہ کون احمد؟ اس نے کہا، عبداللہ کا بیٹا اور عبدالمطلب کا پوتا۔ یہ مہینہ اسی کا ہے، اسی مہینہ میں وہ نکلے گا، وہ نبیوں میں سے آخر نبی ہے۔ اس کے نکلنے کی جگہ حرم ہے اور اس کی ہجرت کرنے کی جگہ کھجوروں کا مقام پتھریلی زمین دور دراز کی زمین ہے (یعنی گندھک والی زمین)۔ تم وہاں پہلے سے پہنچ جانا۔

طلحہ کہتے ہیں کہ اس نے جو بات کہی تھی وہ میرے دل میں بیٹھ گئی۔ میں وہاں سے جلدی جلدی نکلا اور سیدھا مکہ آیا۔ میں نے جا کر پوچھا کہ کیا کوئی نئی بات ہو گئی ہے؟ لوگوں نے بتایا، جی ہاں محمد بن عبداللہ نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے اور ابن ابوقحافہ نے اس کی اتباع کر لی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں وہاں سے چلا اور سیدھا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور جا کر ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے محمد ﷺ کی اتباع کر لی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں، میں نے کر لی ہے۔ چلو تم بھی ان کے پاس چلو اور چل کر ان کی بات مان لو، بے شک وہ حق کی طرف بلاتے ہیں۔ حضرت طلحہ نے ابوبکر کو وہ بات بتا دی جو راہب نے ان سے کہی تھی۔ چنانچہ اس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ کو ساتھ لے کر چلے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ چنانچہ طلحہ وہاں جا کر مسلمان ہو گئے۔ طلحہ نے راہب والی بات رسول اللہ ﷺ کو بھی بتا دی۔ حضور ﷺ اس بات کو سن کر خوش ہوئے۔ جب ابوبکر اور طلحہ مسلمان ہو گئے تو نوفل بن خویلد عدویہ نے ان دونوں کو پکڑ لیا اور دونوں کو پکڑ کر ایک ہی رسی کے ساتھ باندھ دیا اور بنو تمیم نے بھی دونوں کو نہیں چھڑایا اور نوفل بن خویلد قریش کا شیر پکارا جاتا تھا۔ کیونکہ اس نے دونوں کو ساتھ باندھ دیا تھا اس لئے ابوبکر اور طلحہ قَرِینَین نام رکھے گئے تھے۔

نجاشی اصحم کے اسلام میں دلائل نبوت

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھے محمد بن مسلم زہری نے حدیث بیان کی ہے۔ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام مخزومی سے اس نے اُم سلمہ بنت ابوامیہ بن مغیرہ زوجہ رسول اللہ ﷺ سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ ہم لوگ جب حبشہ کی سرزمین پر اُترے، ہم لوگ ایک اچھے پڑوس کے پڑوس میں پہنچ گئے تھے (یا اچھے پناہ دینے والے کی پناہ میں تھے)۔ یعنی شاہ حبشہ نجاشی کے پاس۔ اس نے ہمارے دین پر رکھتے ہوئے امان دی اور ہمارے اُوپر احسان کیا۔ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے، نہ ہمیں کوئی ایذا پہنچاتا تھا اور نہ ہی ہم لوگ کوئی ایسی بات سُنتے تھے جس کو ہم ناگوار سمجھتے۔ قریش کو جب اس بات کی خبر پہنچی کہ ہم تو سرزمینِ عرب چھوڑ کر حبشہ میں سکون سے رہ رہے ہیں۔

انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ نجاشی کے پاس قاصد بھیجیں، ہمارے اندر دو عقل مند آدمی ہیں (جو اس کام کو کر سکتے ہیں)۔ اور مشورہ کیا کہ نجاشی کے پاس مکے کا قیمتی سامان بطور ہدیہ بھیجیں۔ اس وقت اچھی چیز وہاں کا چمڑا ہوتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اس کے لئے بہت سارا چمڑا جمع کیا

چنانچہ انہوں نے کسی سردار کونہیں چھوڑا، سب کو ہدیے دیئے۔ ہدیہ دے کر عبداللہ بن ابوربیعہ اور عمرو بن العاص کو روانہ کیا اوران کو اپنا معاملہ سمجھا دیا اور ان کو قریش نے یہ ہدایت کردی کہ ہر سردار کو پہلے اس کا ہدیہ پہنچا دیں پھر ان سے نجاشی کے بارے میں بات کریں۔ اس کے بعد نجاشی کو ہدیہ پہنچائیں۔ اس کے بعد نجاشی سے مطالبہ کریں کہ وہ ہم لوگوں کو ان کے حوالے کردے اور وہ ہم سے اس سلسلے کی کوئی بات نہ پوچھے، بلکہ ہم سے کلام کرنے سے پہلے ہی وہ واپس بھیج دے۔

چنانچہ وہ نجاشی کے پاس پہنچے۔ جبکہ لوگ اس کے پاس خیر کے ساتھ ایک اچھے پڑوسی کے پاس رہ رہے تھے۔ نجاشی کا کوئی وزیر، مشیر باقی نہ رہا سب کو انہوں نے ہدایا پہنچا دیئے تھے نجاشی سے ملاقات سے پہلے پہلے۔ اوران میں ہر ایک سے یہ بات کہہ دی تھی کہ شاہ نجاشی کے شہر میں ہماری طرف سے کچھ ناعاقبت اندیش کم عقل گھس آئے ہیں جو اپنا دین چھوڑ چکے ہیں۔ آپ لوگوں کے دین میں داخل نہیں ہوئے بلکہ وہ ایک نیا دین قبول کر کے آئے ہیں، جس کو نہ تو ہم جانتے ہیں نہ ہی آپ لوگ جانتے ہو اور ہم لوگوں نے بادشاہ کی طرف اپنی قوم کے اشراف کو روانہ کیا ہے تاکہ شاہ نجاشی ہمارے ان (بھاگ کر آنے والے افراد کو) ان کے ساتھ واپس بھیج دے۔ اور ہم لوگ جب بادشاہ سے ان کے بارے میں بات کریں تو آپ لوگ (سردار) بھی ان سے سفارش کردیں کہ وہ ان کو ہمارے حوالے کردیں اوران لوگوں سے کوئی بات نہ کرے۔ بے شک ان کی قوم ان کی اعلیٰ اور بہتر دیکھ بھال کرسکتی ہے۔ اور جو ان پر عیب اور الزام ہے اس کو بھی خوب جانتی ہے۔

ان سرداروں نے ان دونوں نمائندوں سے کہہ دیا کہ ٹھیک ہے ایسا ہی کریں گے۔ اس کے بعد ان نمائندوں نے نجاشی کے دربار میں اپنے اپنے ہدایا پیش کردیئے۔ اس نے ان دونوں کے ہدایا قبول کرلئے۔ اس کے بعد نمائندوں نے نجاشی سے اپنے مطلب کی بات کہی، کہ اے بادشاہ سلامت آپ کے شہر میں کچھ ہمارے نوعمر لڑکے چھپ کر آگئے ہیں جو اپنا دین چھوڑ چکے ہیں اور تیرے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں اور وہ ایسا دین لے آئے ہیں جس کو انہوں نے خود گھڑلیا ہے اور خود ایجاد کرلیا ہے جس کو نہ ہم پہچانتے ہیں نہ آپ پہچانتے ہیں۔ اور ہم اپنی قوم کے اشراف لوگ ددھیال کی طرف سے اور ننھیال کی طرف ان کے کنبے قبیلے کی طرف سے جو آپ کے پاس اس لئے بھیجے گئے کہ آپ ان لوگوں کو ہمارے حوالے کردیں۔ وہ ان کی بہتر نگرانی اور دیکھ بھال بھی کریں گے اوران پر جو الزام ہے اس کو بھی خوب سمجھتے ہیں اور وہ ان کو اس کا انتباہ بھی کریں گے۔

سیدہ اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عبداللہ بن ابوربیعہ اور عمرو بن العاص کو یہ بات سب سے زیادہ بُری لگتی تھی کہ نجاشی ہم لوگوں میں سے کسی کی بات سُنے۔ چنانچہ شاہ کے اردگرد جو سردار اور وزیر و مشیر بیٹھے تھے انہوں نے تصدیق و سفارش کرتے ہوئے کہا کہ ہاں صحیح ہے، اے بادشاہ سلامت۔ ان لوگوں کی قوم ان کے منتظر ہے اوران کی کمزوری سے بھی خوب واقف ہے جو ان پر الزام ہے۔ لہٰذا آپ ان لوگوں کو ان کے حوالے کردیجئے تاکہ یہ لوگ ان کو اپنے اپنے شہروں میں واپس لے جائیں اور اپنی قوم میں لے جائیں۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سُن کر نجاشی ناراض ہوگئے اور کہنے لگے، اللہ کی قسم اس صورت میں میں ان لوگوں کو ان دونوں کے حوالے نہیں کروں گا، یہ ممکن نہیں کہ کچھ لوگ میری جوار یا پناہ میں آئیں اور میرے شہروں میں اُتریں اور سب کو چھوڑ کر مجھے سب پر ترجیح دیں او رمیں ان کو ان کے حوالے کردوں؟ میں اُن (پناہ گزینوں) سے بھی پوچھوں گا۔ اس بارے میں جو کچھ کہہ رہے ہیں ان کے بارے میں اگر بات ویسی ہے جیسے یہ لوگ بتارہے ہیں تو میں یہ لوگ ان کے حوالے کردوں گا اوران کو ان کی قوم کے پاس واپس بھیج دوں گا اور معاملہ اس کے برعکس ہوا تو میں ان کو روک لوں گا اور جب تک وہ میرے پاس رہیں گے میں ان کو اچھے طریقے سے رکھوں گا۔

نجاشی کے دربار میں صحابۂ کرام کی طلبی اور حق گوئی کے لئے قسم کھانا .... سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس گفت وشنید کے بعد نجاشی نے اصحاب رسول کے پاس نمائندہ بھیج کر ان کو بُلایا۔ ان کے پاس جب نجاشی کا قاصد پہنچ تو سب (ہجرت کر کے حبشہ جانے والے) جمع ہوئے اور ایک دوسرے سے کہا کہ جب نجاشی کے پاس جاؤ گے تو کیا کہو گے؟ سب نے متفقہ طور پر یہ ہی رائے دی کہ اللہ کی قسم ہم جو کچھ جانتے ہیں اور جو کچھ ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے ہم وہی بات کریں گے (نتائج کی پرواہ نہیں کریں گے)۔ جو ہونا ہو گا

سو جائے گا۔ جب یہ مسافر دربار نجاشی میں پہنچے تو دیکھا کہ نجاشی نے اپنے مذہب کے عالموں اور پیشواؤں کو بلالیا ہے وہ اپنے اپنے مصاحف (بائبلیں) کھول کر نجاشی کے اردگرد بیٹھ گئے۔

مسلمانو! غور کا مقام ہے .... اس واقعہ کے ہر ہر زاوئے میں بے شمار عبرتیں اور نصائح موجود ہیں (مترجم)۔ کہ محمد عربی کے چند مخلص موحدین جن کو اپنی قوم نے مکہ چھوڑنے پر اور اپنا ملک چھوڑنے پر مجبور کر دیا ہے، عیسائی حکومت میں پناہ لی ہے۔ مگر دشمن وہاں بھی ان کو چین نہیں لینے دیتا۔ ان غریب الدیار مسلمانوں کے خلاف مشرکین مکہ مدعی ہیں۔ مسلمان غریب الدیار ہیں اور عدالت عیسائی ہے، شاہی دربار ہے۔ رشوت کے طور پر ہدایا پہنچادیئے گئے ہیں، علماء عیسائیت صحیفے کھول کر بیٹھے ہیں۔ نجاشی مسلمانوں سے ان کے دین و مذہب کے بارے میں پوچھتا ہے۔ محمد عربی کی سچائیوں پر قربان، ربّ ذوالجلال کی قسم حضرت جعفر طیار عیسائیت کدے میں کھڑے ہو کر جو تقریر کرتا ہے، جو بیان دیتا ہے وہ اسلام کا اور مسلمانوں کا سر بلند کر دیتا ہے۔ رہتی دنیا تک وہ اسلام اور جاہلیت کا امتیازی نشان رہے گا۔

نجاشی کا سوال .... مسلمانوں غریب الوطنو! بتاؤ یہ کونسا دین ہے جس کے اندر آ کر تم لوگوں نے اپنی قوم کو خیر باد کہہ دیا ہے۔

سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جس نے جواب دیتے ہوئے متکلم اور مجیب کی حیثیت سے بات کی تھی وہ جعفر بن ابوطالب تھے۔ انہوں نے کہا:

نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر بن ابوطالب کا بیان (جاہلیت کا نقشہ)

أيها الملك، كنا قومًا جاهلية، نعبد الاصنام، نأكل الميتة، ونأتي الفواحش، ونقطع الأرحام، ونسيء الجوار، ويأكل القوى منا الضعيف

اے بادشاہ سلامت! ہم لوگ اہل جاہلیت تھے۔ بتوں کی پوجا کرتے تھے، مُردار کھاتے تھے، تمام بے حیائی کے کام کرتے تھے، رشتے ناتے کاٹتے تھے، پڑوس میں بُرائی کرتے تھے، ہمارے اندر طاقتور کمزور کو کھا جاتا تھا۔

اسلام کی پاکیزہ تعلیم، اسلام کا نقشہ، محمد عربی کی تعلیماتِ مقدسہ

فكنا على ذلك، حتى بعث الله الينا رسولاً منا نعرف نسبه وصدقه وأمانته وعفافه، فدعانا الى الله، لنوحده ونعبده، ونخلع ما كنا نعبد نحن وآباؤنا من دونه، من الحجارة والأوثان

اسی حالتِ زار میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاس ہم ہی میں سے ایک رسول بھیج دیا ہے۔ ہم اس کا نسب جانتے ہیں اس کی سچائی، اس کی امانت داری اور اس کی پاکدامنی جانتے ہیں۔ اس شخص نے ہم لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا کہ ہم اللہ کو ایک مانیں۔ عبادت صرف اسی کی کریں اور ہم ان کو چھوڑ دیں جن کی عبادت کررہے ہیں یا ہمارے باپ دادا کررہے۔ اللہ وحدہ کے سوا پتھروں اور بتوں کی۔

وأمرنا بصدق الحديث، وأداء الأمانة، وصلة الرحم، وحسن الجوار، والكف عن المحارم والدماء، ونهانا عن الفواحش، وقول الزور، وأكل مال اليتيم، وقذف المحصنات

اس نبی نے ہمیں سچی بات کرنے، امانت ادا کرنے، صلہ رحمی کرنے، پڑوس کے ساتھ نیک سلوک کرنے، محارم سے رُک جانے، خون بہانے سے رُک جانے کا حکم دیا ہے اور بے حیائی کے کاموں سے۔ جھوٹ بات کرنے، یتیموں کا مال کھانے، پاکدامن عورتوں کو بدکاری کی تہمت لگانے جیسے قبیح امور سے روک دیا ہے۔

وامرنا ان نعبد الله وحده لا شريك به شيئًا، وأمرنا بالصلاة والزكاة والصيام

اور اس نبی نے ہمیں حکم دیا کہ ہم لوگ اللہ وحدہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور دوسرے ہمیں نماز پڑھنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور روزے رکھنے کی حکم دیا ہے۔

سیدہ اُم سلمہ فرماتی ہیں کہ جعفر رضی اللہ عنہ نے اسی طرح تمام اسلام کے امور ایک ایک کر کے گنوائے۔ پھر کہا ہم نے اس نبی کو سچا مان لیا ہے۔ اور ہم لوگ اس کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں اور ہم نے اس کی اتباع کر لی ہے، اس بنا پر جو وہ اللہ کی طرف سے لے کر آیا ہے۔

فصدقناه وامنا به ، واتبعناه على ما جاء به من الله ، فعبدنا الله وحده ، فلم نشرك به شيئاً ، وحرمنا ما حرم علينا ، واحللنا ما احل لنا ، فعدا علينا قومنا ، فعذبونا وفتنونا عن ديننا ، ليردونا الى عبادة الأوثان عن عبادة الله تعالىٰ ، وان نستحل ما كنا عليه من الخبائث ، فلما قهرونا وظلمونا وضيقوا علينا ، وحالوا بيننا وبين ديننا ، خرجنا الى بلادك واخترناك على من سواك ، ورغبنا في جوارك ، ورجونا ان لا نظلم عندك أيها الملك ـ

ہم نے اس کی تصدیق کر لی ہے۔ اس پر ایمان لے آئے وہ اللہ کی طرف سے جو کچھ لے کر آیا ہے ہم نے اس کی اتباع کر لی۔ ہم اس کے ساتھ کسی شیٔ کو شریک نہیں کریں گے۔ ہم نے ہر اس چیز کو حرام ٹھہرالیا ہے جس کو انہوں نے حرام قرار دیا ہے اور ہم نے ہر اس چیز کو حلال کر لیا ہے جس کو اس نے حلال کہا ہے۔ اس کے بعد ہماری قوم نے ہمارے اُوپر زیادتی کی۔ انہوں نے ہمیں سزائیں دی ہیں اور انہوں نے ہمیں ہمارے دین سے روکا ہے۔ تاکہ وہ ہمیں اللہ کی عبادت کرنے سے دوبارہ بتوں کی عبادت کی طرف پھیر لیں اور اس لئے تاکہ ہم جن جن خبائث پر تھے ہم ان کو دوبارہ حلال سمجھ لیں۔ انہوں نے جب ہمارے اُوپر زبردستی کی ہے اور ہمارے اُوپر ظلم کیا ہے اور ہمارے اُوپر زمین تنگ کر دی ہے اور ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان حائل ہو گئے تو ہم لوگ آپ کے شہر کی طرف نکل آئے ہیں اور ہم نے آپ کے سوا سب پر آپ کو ترجیح دی ہے اور ہم نے آپ کے پڑوس میں رہنے کو ترجیح دی ہے۔ اور ہم نے یہ توقع کی ہے کہ ہمارے اُوپر آپ کے پاس رہ کر ظلم نہیں ہوگا، اے بادشاہ سلامت۔

حضرت جعفر کی یہ تقریر ختم ہوئی تو نجاشی نے سوال کیا۔ کیا تیرے پاس اس وحی میں سے کوئی چیز ہے جو وہ نبی اللہ کی طرف سے لے کر آیا ہے؟ حضرت جعفر نے اثبات میں جواب دیا تو نجاشی نے کہا کہ آپ میرے سامنے اس کو پڑھئے۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت جعفر نے نجاشی کے سامنے سورہ مریم کا پہلا حصہ پڑھا تو اللہ کی قسم نجاشی رو پڑا حتیٰ کہ اس کی داڑھی بھیگ گئی اور اس کے مذہبی پیشوا اور عالم بھی رو پڑے حتیٰ کہ ان کے صحیفے بھیگ گئے۔ جب انہوں نے اسے سُنا جو کچھ وہ ان کے سامنے پڑھ رہے تھے۔ اس کے بعد نجاشی نے کہا :

نجاشی کے دربار سے مسلمانوں کے حق میں کامیاب فیصلہ .... ان هذا والذى جاء به عيسىٰ ، ليخرج من مشكاة واحدة ، انطلقا ، فلا والله لا اسلمهم اليكما ولا يكادون ـ

یہ کلام اور جو عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے اس روشنی کا منبع و مصدر ایک ہی ہے۔ (مدعیان نے کہا) تم دونوں واپس چلے جاؤ۔ اللہ کی قسم میں ان کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا اور یہ ممکن ہی نہیں ہے۔

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ قریش کے نمائندے جب دونوں نجاشی کے دربار سے نکل گئے تو عمرو بن العاص نے کہا، اللہ کی قسم میں کل اس کے پاس جاؤں گا اور آکر میں ان کی ہریالی کا استیصال کر دوں گا، جڑ سے کاٹ دوں گا۔ فرماتی ہیں کہ مگر اس کو عبداللہ بن ربیعہ نے کہا کیونکہ وہ دونوں میں سے زیادہ متقی اور شریف ہے۔ ہم لوگوں میں کہ ایسا ہرگز نہ کرنا۔ بے شک ان لوگوں کی ہم سے رشتہ داریاں ہیں، کیا ہوا اگر وہ ہمارے مخالف ہو گئے تو۔

کفر کے نمائندوں کی دوسری چال جو ناکام ہوئی .... اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عمرو بن العاص نے قسم کھا کر کہا کہ میں نجاشی کو خبر دوں گا کہ یہ لوگ یہ گمان رکھتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کے بندے ہیں۔ فرماتی ہیں کہ صبح ہوئی تو اس نے اپنی قسم کے مطابق اس سے جا کر شکایت کی کہ اے بادشاہ سلامت وہ لوگ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں بہت بُری بات کہتے ہیں، آپ ان کو نمائندہ بھیج کر بلایئے اور ان سے پوچھئے کہ وہ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

• فرماتی ہیں کہ چنانچہ نجاشی نے ان سے پوچھنے کے لئے پھر نمائندہ بھیجا مگر ہمارے لئے اس کی مثل کوئی پریشانی نازل نہیں ہوئی تھی۔ پھر مسلمان جمع ہوئے اور ایک دوسرے سے پوچھا کہ تم لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہو، جب نجاشی پوچھے گا تو کیا جواب ہوگا؟ سب نے اتفاق سے کہا کہ اللہ کی قسم ہم اس کے بارے میں وہی کچھ کہیں گے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی ہمارے پاس لائے ہیں، اس کے علاوہ ہم منع کر دیئے ہیں۔ جو کچھ ہونا ہوگا وہ ہو جائے گا۔ فرماتی ہیں کہ جب نجاشی کے پاس پہنچے تو اس نے ان سے پوچھا، تم لوگ کیا کہتے ہو عیسیٰ بن مریم کے بارے میں؟

فرماتی ہیں کہ حضرت جعفر نے اس کو جواب دیتے ہوئے فرمایا، ہم اس کے بارے میں وہی کچھ کہتے ہیں جو کچھ ہمارے نبی ہمارے پاس لے کر آئے ہیں۔ کہ وہ اللہ کا بندہ ہے، اللہ کا رسول ہے، وہ رُوح اللہ ہے، وہ کلمۃ اللہ ہے جس کو اللہ نے مریم کی طرف القاء کیا تھا۔ وہ کنواری تھیں گناہ سے پاک تھیں۔

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سُنتے ہی نجاشی نے زمین پر ہاتھ مارا، اس نے ایک تنکا اُٹھایا اور کہنے لگا، اللہ کی قسم جو کچھ آپ نے کہا ہے یہی کچھ تھے عیسیٰ بن مریم۔ اس سے اس تنکے برابر بھی فرق نہیں تھا۔ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب اس نے یہ بات کہی تو اس کے عالم اور درویش اس کے گرد سے اُٹھ کر چلے گئے۔ اس نے کہا اگر تم چلے جاؤ تو اللہ کی قسم تم جاؤ۔ تم میری زمین پر شیوم ہو اور شیوم کا مطلب ہے امن والے ہو۔ جو شخص تمہیں بُرا کہے گا وہ مجرم ہوگا۔ پھر کہا جو شخص تمہیں گالی دے گا وہ مجرم ہوگا۔ تیسری بار یہی کہا۔ اور یہ کہا کہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میرا سونے کا عبادت خانہ ہو (جس میں میں عبادت وشکر کروں) جبکہ تم میں سے کسی آدمی کو ایذا دوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یوں بھی کہا جاتا ہے: دَبْرَىٰ مِنْ ذَهَبٍ اور یوں بھی کہا جاتا ہے اَنْتُمْ سُيُوْمٌ۔ حبشی زبان میں دَبَرَ کے معنی ہیں اَلْجَبَلُ یعنی پہاڑ۔ اس نے کہا کہ ان دونوں قریشی نمائندوں کو ان کے ہدایا واپس کر دو، مجھے ان کے ہدایا کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ وہ دونوں اس کے ہاں سے ذلیل ہو کر نکل گئے۔ جو کچھ لے کر آئے تھے وہ بھی ان کو واپس کر دیا گیا۔ اور ہم لوگ نجاشی کے پاس بہتر گھر اور بہترین پڑوس میں قیام کرتے رہے۔

نجاشی کی حکومت کو خطرہ اور مسلمانوں کی دعا سے کامیابی نبوت محمدی ﷺ کی دلیل ہے .... سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ اسی کیفیت میں تھے کہ اچانک حبشہ سے ایک آدمی آیا، اس نے نجاشی کے ساتھ حکومت میں جھگڑا شروع کر دیا۔ اللہ کی قسم ہم لوگوں کو شدید دھچکا لگا اور ایسا حزن وغم پہنچا کہ اس سے قبل کبھی نہیں پہنچا تھا۔ وہ ہمارے اُوپر شدید حزن تھا۔ اس خوف کے مارے کہ اگر وہ شخص نجاشی پر غالب آ گیا تو ہمارا کیا بنے گا؟ ایسا آدمی جو ہمارا حق نہیں پہچانے گا جس طرح نجاشی ہمارا حق پہچان رہا تھا۔

فرماتی ہیں کہ نجاشی اس کی طرف متوجہ ہوا اور دونوں کے درمیان دریائے نیل (ازرق) حائل تھا۔ فرماتی ہیں کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی آدمی تیار ہوتا ہے جو یہاں سے روانہ ہو کر جائے اور اس قوم کے درمیاں جھگڑے اور اختلاف کی جو کیفیت ہے اس کو جا کر جانے اور پھر ہمیں پوری پوری اس کے بارے خبر دے؟

کہتی ہیں کہ زبیر بن عوام نے جانے کے لئے حامی بھر لی کہ میں جاتا ہوں۔ سب نے کہا کہ آپ جائیں گے حالانکہ آپ تو سب لوگوں سے کم عمر ہیں۔ فرماتی ہیں (اس کے اصرار کرنے پر) اس کے لئے مشک پھونک کر تیار کی گئی دریا تیرنے کے لئے۔

زبیر نے مشک کو اپنے سینے تلے دیا اور اس پر تیرا کی کرتا ہوا دریائے نیل کے اس مقام تک جا پہنچا جہاں پر ان لوگوں کے ٹکراؤ کا مقام تھا۔ اس کے بعد وہ چل کر ان لوگوں کے پاس پہنچ گیا۔ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ سے نجاشی کے غلبے اور اپنے دشمن پر اپنے شہروں میں اس کی تمکنت کے لئے دعا کر رہے تھے۔ فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم ہم لوگ اسی انتظار میں تھے اور انتظار کر رہے تھے کہ کیا ہونے والا ہے کہ اچانک زبیر کہیں سے ظاہر ہوئے اور وہ دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے دُور سے کپڑا اہلا کر کہا۔

الا أبشروا فقد ظفر النجاشي ، اهلك الله عدوهٔ و مكن له في بلاده

خبردار خوش ہو جاؤ، مبارک ہو نجاشی فتح یاب ہو گیا ہے۔ اللہ اس نے اس کے دشمن کو ہلاک کر دیا ہے اور اس کو اس کے شہروں میں پکا کر دیا ہے اور تمکنت عطا کر دی ہے۔

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم میں نہیں جانتی کہ اس سے زیادہ خوشی کبھی ہمیں حاصل ہوئی ہو۔ فرماتی ہیں کہ نجاشی اس جنگی مہم سے بخیریت واپس لوٹ آیا اور اللہ نے اس کے دشمن کو واقعی ہلاک کر دیا تھا اور نجاشی کو اپنے شہروں میں قدرت اور استحکام عطا کر دیا تھا۔ اور حبشہ کی حکومت اس کے لئے پکی اور یقینی ہوگئی تھی۔ پھر ہم حسب معمول ان کے پاس پُر سکون طریقے پر ایسے رہے جیسے انسان اپنے بہتر اور اچھے گھر میں رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ پھر وہاں سے سیدھے رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے، ابھی حضور ﷺ مکے میں ہی تھے۔

حضرت زید بن سعنہ کے اسلام میں دلائل نبوت

حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب زید بن سعنہ کو ہدایت عطا کرنا چاہا تو زید کہتا ہے کہ تمام علامات نبوت (میں بحیثیت یہودی عالم ہونے کے) حضور ﷺ کے چہرے پر پہچانتا تھا دو علامات کے سوا باقی ساری علامات موجود تھیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور کو میں جب بھی دیکھتا تھا تو میں دیکھ لیتا تھا۔ مگر دو ایسی صفات تھیں میں جن کے دیکھنے کے انتظار میں تھا۔

(۱) یہ کہ اس کا حلم (حوصلہ اور بردباری) اس کی جہالت سے سبقت کرے گی۔

(۲) نہ زیادہ کرے گی شدتِ جہل اس پر مگر حوصلہ اور بردباری کو۔

میں حضور ﷺ کے ساتھ نرمی کرتا رہتا تھا اس لئے کہ میں اس سے میل جول رکھوں اور کسی طرح اس کے حلم اور جہل کو آزماؤں۔ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنے حجروں سے نکلے۔ علی بن ابو طالب بھی ان کے ساتھ تھے۔ اتنے میں آپ کے پاس کوئی آدمی آیا جیسے کوئی بدوی ہے۔ وہ آکر کہنے لگا بے شک فلاں کی بستی والے مسلمان ہوگئے ہیں اور اسلام میں داخل ہوگئے ہیں۔ میں ان لوگوں کو باتیں بتاتا رہتا تھا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو (تمہاری یہ غربت ختم ہو جائے گی) صبح ہی صبح تمہارے پاس کھلا رزق آجائے گا۔ جبکہ حالت یہ ہو رہی ہے کہ ان کو قحط سالی پہنچی ہوئی ہے اور انتہائی سختی میں ہیں اور بارش نہ ہونے سے بھی قحط میں ہیں۔ اور مجھے ڈر ہے کہ وہ کسی لالچ میں آکر اسی طرح اسلام سے بھی نکل جائیں جیسے وہ اسلام میں طمع اور لالچ کی وجہ سے داخل ہوئے ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان کے پاس کوئی چیز بھیج کر ان کی مدد فرمادیں۔

کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے پہلو میں موجود آدمی کی طرف دیکھا، میرا خیال ہے کہ علی تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس میں کوئی چیز نہیں بچی۔ زید بن سعنہ کہتے ہیں میں حضور ﷺ کے قریب ہوگیا اور میں نے آپ سے کہا، اے محمد کیا آپ ایسا کریں گے کہ میرے ساتھ بنی فلاں کے باغ سے اتنی مدت کے لئے کچھ معلوم اور متعین کھجوروں کی بیع کرلیں (فروخت کرلیں)۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اے یہودی۔ بلکہ میں بیع کروں گا معلوم اور متعین کھجوروں کی تجھ سے اتنی اتنی مدت کے لئے۔ اور میں نبو فلاں کے باغ کا نام نہیں لے رہا۔

زید کہتے ہیں کہ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ انہوں نے مجھ سے بیع کرلی سودے کی بات کوئی نہیں۔ لہٰذا میں نے ہمیانی نکالی اور میں نے حضور ﷺ کو اسّی مثقال سونے کے دے دیئے۔ معلوم اور متعین کھجوروں کے بارے میں ایک مقررہ وقت کے ساتھ۔ حضور ﷺ نے اس آدمی کو رقم دی اور فرمایا جلدی کروان کے لئے اور زید بن سعنہ کے مال کے ساتھ ان کی مالی ضرورت پوری کرو۔

جب طے شدہ وقت سے دو تین دن باقی رہ گئے تو ایک دن رسول اللہ ﷺ انصار کے ایک آدمی کے جنازے میں نکلے، ان کے ساتھ ابو بکر اور عمر وعثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ دیگر چند صحابہ کی جماعت میں جب نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو ایک دیوار کے پاس بیٹھنے کے لئے قریب ہوئے۔ میں ان کے پاس گیا اور جا کر میں نے آپ کی قمیص کے دونوں دامن پکڑ لئے اور آپ کی اُوپر اوڑھنے والی چادر کو بھی۔ اور میں نے ان کی طرف انتہائی سخت چہرے کے ساتھ دیکھا اور کہا کہ اے محمد! کیا آپ میرے حق کی ادائیگی نہیں کریں گے؟ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا تم لوگوں کو اے بنو عبد المطلب۔ مگر تم لوگ ادائیگی کرنے میں بڑی پس و پیش کرنے والے ہو۔ مجھے تم لوگوں کے ارادہ کا علم تھا۔ چنانچہ حضرت عمر بن خطاب نے میری طرف کچھ گھور کر دیکھا، میں نے اسے دیکھا تو اس کی آنکھیں اس کے چہرے پر ایسی گھوم رہی تھیں جیسے کشتی گول گھومتی ہے۔ پھر انہوں نے میری طرف زور سے

آنکھ جھپکائی اور کہنے لگا اے اللہ کے دشمن! کیا تم رسول اللہ ﷺ سے یہ کہہ رہے ہو جو میں سُن رہا ہوں اور حضور ﷺ کے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے ان کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں ان کی قوت سے ڈرتا ہوں تو میں اپنی تلوار تیرے سر میں مار دیتا۔ حضور ﷺ انتہائی سکون کے ساتھ اور وقار اور سنجیدگی کے ساتھ عمر کی طرف دیکھ رہے تھے اور مسکرا رہے تھے۔

قرض کے مطالبہ اور ادائیگی میں فرق کرنا .... اس کے بعد عمر ؓ سے کہنے لگے کہ میں اور یہ (زید) زیادہ حاجت مند تھے دوسرے سلوک کے تم سے اے عمر۔ وہ یہ تھا کہ آپ مجھے کہیں کہ میں بہتر طریقے پر ادائیگی کر دوں اور اس سے کہتے کہ وہ مجھ سے احسن طریقے سے تقاضا کرے۔ حسن اداء اور حسن تقاضا کی آپ کو بات کرنے کی ضرورت تھی، خیر عمر جائیے اس کے حق کی جا کر ادائیگی کر دیجئے اور اس کو بیس صاع کھجوریں اور اضافی دے دیجئے اس کے بدلہ میں جو اس نے رعایت دی ہے۔

زید کہتے ہیں کہ عمر مجھے لے کر چلے، انہوں نے جا کر میرے حق کی ادائیگی کر دی اور مجھے بیس صاع اضافی کھجوریں بھی دیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیسا اضافہ ہے۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر دیا ہے کہ میں آپ کو زیادہ دوں اس کی جگہ جو آپ نے رعایت کی ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ مجھے پہچانتے ہیں اے عمر! انہوں نے کہا نہیں، آپ کون ہیں؟ میں نے کہا میں زید بن سعنہ ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ یہودی عالم۔ میں نے کہا کہ جی ہاں! عمر نے پوچھا کہ (آپ تو عالم ہیں) کیا وجہ تھی آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسی بات کی تھی؟ اور آپ ایسی حرکت کر رہے تھے؟ میں نے کہا: اے عمر! تمام علامات نبوت میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر پہچان رکھی تھیں، جب میں دیکھتا تھا تو مجھے صاف نظر آ جاتی تھیں مگر دو علامات ایسی تھیں کہ ان کو میں نے نہیں دیکھا تھا اور ان کے بارے میں مجھے خبر نہیں تھی۔

(۱) ایک تو یہ تھی کہ اس کی بردباری اس کی جہالت سے سبقت کرتی ہوگی۔

(۲) اور یہ کہ ان کے ساتھ شدتِ جہل ان کے حلم کو اور زیادہ کر دے گی۔ اب مجھے اس کی خبر مل گئی ہے۔

میں آپ کو گواہ کرتا ہوں اے عمر! کہ اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوں اور میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا آدھا مال (حالانکہ میں مالدار ہوں) اُمت محمد ﷺ پر صدقہ ہے۔ عمر نے کہا کہ کیا بعض لوگوں پر صدقہ ہے، کیونکہ آپ سب پر صدقہ نہیں کر سکیں گے۔ میں نے کہا کہ خواہ بعض پر ہی سہی۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد زید اور عمر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے گئے۔ زید نے جا کر کلمہ شہادت پڑھ لیا۔

أشهد أن لا اله الا اللّٰه ، و أن محمدًا عبدهٗ و رسوله

حضرت زید رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے ساتھ ایمان لے آئے اور حضور کی تصدیق کر لی اور حضور کی اتباع کر لی اور حضور ﷺ کے ساتھ بہت ساری جنگوں میں شامل رہے بالآخر غزوہ تبوک میں قتل ہو کر شہید ہو گئے۔ آگے بڑھتے بڑھتے پیچھے ہٹتے ہوئے نہیں یعنی لڑ کر شہید ہو گئے پیٹھ پھیر کر نہیں۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔

ضماد طبیب کے اسلام میں دلائل نبوت

حکیم ضماد بن ثعلبہ مکہ مکرمہ میں عمرہ کرنے آیا تھا۔ اس نے کفار قریش سے سُنا وہ کہہ رہے تھے کہ محمد مجنون اور پاگل ہے (نعوذ باللہ)۔ اس نے سوچا کہ اگر میں اس آدمی سے ملا تو میں اس کا علاج کروں گا۔ چنانچہ وہ حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا، اے محمد! میں ریح اور ہوا لگ جانے کا علاج کیا کرتا ہوں اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا علاج بھی کر دوں شاید آپ کو اللہ تعالیٰ فائدہ دے دے۔ لہٰذا رسول اللہ نے پڑھا:

أشهد أن لا اله الا اللّٰه ، وحده لا شريك له و اشهد ان محمدًا رسوله

اور اللہ کی حمد کی اور چند کلمات کلام کیے۔ اس کلام نے ضماد کو حیران کر دیا۔ ضماد نے کہا، اپنے کلمات میرے سامنے دہرائیے۔ حضور ﷺ نے اس کے سامنے دہرا دیئے۔ اس نے کہا میں نے تو ایسا کلام کبھی نہیں سُنا۔ میں نے تو کاہنوں کا کلام سُنا ہے، جادوگروں کا سُنا ہے، شعراء کا سُنا ہے، مگر اس کی مثل ہرگز نہیں سُنا۔ یہ تو بحرِ محیط تک پہنچ گیا (مراد یہ ہے کہ انتہائی جامع کلام ہے)۔ چنانچہ ضماد مسلمان ہو گیا اور اس نے اپنی طرف سے بھی اور اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کر لی۔

حضرت عبداللہ بن سلام (یہودی عالم) کے اسلام لانے میں دلائل نبوت

یحییٰ بن عبداللہ سے مروی ہے، وہ روایت کرتے ہیں ایک آدمی سے جو آلِ عبداللہ بن سلام سے ہے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام کی بات کچھ اس طرح سے ہے کہ وہ ایک بہت بڑے عالم تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں سُنا تو میں نے ان کی صفت پہچان لی، ان کا نام اور صورت پہچان لی اور پہچان لیا کہ یہ وہی نبی ہیں جس کا ہم برسوں سے انتظار کر رہے تھے۔ میں اس بات پر خوش تھا اور اس بات پر خاموش تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آ گئے۔ جب وہ قباء بستی میں بنو عمرو بن عوف کے پاس اُترے تو ایک آدمی آیا، اس نے آ کر حضور ﷺ کی خبر دی۔ میں اس وقت کچھ درخت پر چڑھا ہوا تھا، اس پر کام کر رہا تھا، صرف پھوپھی خالدہ نیچے بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے جب رسول اللہ ﷺ کی آمد کی خبر سُنی تو میں نے نعرۂ تکبیر بلند کی۔

میری پھوپھی نے جب میرے منہ سے تکبیر سُنی تو کہنے لگی، اگر آپ موسیٰ بن عمر کو سُن لیتے تو کتنا زور سے کہتے۔ میں نے اس سے کہا اے پھوپھی جان اللہ کی قسم یہ نبی بھی موسیٰ بن عمران کا بھائی ہے اور اس کے دین پر ہے اور اسی پیغام کے ساتھ بھیجا گیا ہے جس کے ساتھ موسیٰ بھیجے گئے تھے۔

پھوپھی نے کہا یہ وہی نبی ہیں جس کی خبر ہمیں دی جاتی تھی کہ وہ قیامت کے ساتھ ساتھ بھیجا جائے گا۔ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ جی ہاں، وہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اچھا وہ بھی آ گئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا گیا اور جا کر مسلمان ہو گیا۔ پھر میں اپنے گھر میں آیا، میں نے ان کو خبر دی گھر والے بھی مسلمان ہو گئے۔ مگر میں نے یہودیوں سے اسلام کو چھپائے رکھا۔

یہود کا جھوٹا ہونا .... پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے حضور سے کہا کہ یہود جھوٹے لوگ ہیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے بعض گھروں میں داخل کر لیں اور اس طرح مجھے اُن سے چھپا لیں۔ پھر میرے بارے میں ان سے پوچھیں کہ عبداللہ بن سلام کیسا آدمی ہے۔ پھر وہ آپ کو میرے بارے میں بتلائیں گے کہ میں ان میں کیسا ہوں۔ اس سے قبل کہ وہ میرا اسلام جان لیں۔ اگر ان کو میرے مسلمان ہو جانے کا علم ہو گیا تو وہ مجھ پر بہتان باندھیں گے اور مجھے عیب لگائیں گے۔

کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے ایک گھر میں رکھ لیا۔ جب یہودی آپ کے پاس آئے تو انہوں نے پوچھا اور بات کی۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ عبداللہ بن سلام تمہارے اندر کیسا آدمی ہے؟ بولے کہ وہ ہمارا سردار ہے، ہمارے سردار کا بیٹا ہے اور ہمارا بزرگ ہے، عالم ہے۔

کہتے ہیں کہ جب وہ اپنی بات سے فارغ ہو گئے تو میں ان لوگوں کے سامنے نکل کر آیا اور میں نے کہا، اے یہود کی جماعت اللہ سے ڈرو اور رسول اللہ ﷺ جو دین تمہارے پاس لے کر آ گئے ہیں اس کو قبول کر لو۔ اللہ کی قسم تم جانتے ہو کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے بارے میں تم لوگ تورات میں لکھا ہوا پاتے ہو، اس کا نام اور اس کی صفت۔ میں گواہی دیتا ہوں یہ اللہ کے رسول ہیں، میں اس کے ساتھ ایمان لایا ہوں، میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں۔

یہودیوں نے کہا، آپ جھوٹے ہیں پھر وہ مجھ پر ٹوٹ پڑے، مجھے گالیاں دینا شروع کر دیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے نہیں بتایا تھا یا رسول اللہ کہ وہ لوگ جھوٹے ہیں۔ اہل بہتان، اہل عذر، اہل کذب، اہل فجور ہیں۔ کہتے ہیں کہ چنانچہ میں نے اپنا اسلام اور اپنے گھر والوں کا اسلام ظاہر کر دیا۔ اور میری پھوپھی خالدہ بنت حارث بھی مسلمان ہو گئیں اور انہوں نے اپنے اسلام کو اچھا ثابت کر دکھایا۔

عبداللہ بن سلام کے اسلام کی بابت دوسری روایت .... یہ دوسری روایت ہے۔عبداللہ بن سلام کی بابت یہ پہلی روایت کے مخالف نہیں ہے بلکہ اس کی تائید وتفسیر کرتی ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی آمد کی خبر سنی تو وہ اس وقت باغ میں کھجوروں کی اصلاح کر رہے تھے۔ اہل باغ کے لئے انہوں نے اس کام کو وہیں چھوڑا اور گھر میں آ گیا۔حضور ﷺ نے پوچھا کہ ہمارے بھائی بندوں میں سے قریب گھر کس کا ہے؟ ابوایوب نے کہا کہ یارسول اللہ میرا گھر قریب ہے، یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا، اچھا جایئے دوپہر کے آرام کے لئے ہمارے لئے جگہ بنا لیجئے۔اس نے جا کر حضور ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے جگہ بنائی، اس کے بعد آ کر بتایا کہ یارسول اللہ میں نے آپ لوگوں کے لئے قیلولہ کی جگہ بنا دی ہے، اب چلئے اللہ کی برکت کے ساتھ قیلولہ کیجئے۔

کہتے ہیں کہ جب اللہ کے نبی ﷺ آ گئے تو عبداللہ بن سلام بھی آ گیا اور کہنے لگا : اشهد انك رسول الله حقًا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے برحق رسول ہیں اور آپ حق کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔اور یہودی جانتے ہیں کہ میں ان کا سردار ہوں اور ان کے سردار کا بیٹا ہوں اور ان میں سب سے زیادہ علم والا ہوں اور ان ہی سے سب سے بڑے علم والے کا بیٹا ہوں۔ان کو بلا کر میرے بارے میں پوچھیے، اس سے قبل کہ ان کو میرے اسلام کے بارے میں معلوم ہو جائے۔اگر ان کو پتہ چل گیا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں تو وہ میرے بارے میں وہ باتیں کریں گے جو مجھ میں نہیں ہیں۔

حضور ﷺ نے یہودیوں کو بلایا تو ان سے کہا، اے یہودیو! ہلاک ہو جاؤ، اللہ سے ڈرو، اللہ کی قسم جس کے بغیر کوئی الہ نہیں مگر وہی ہے۔تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں اور میں تمہارے پاس حق ہی لے کر آیا ہوں۔لہٰذا تم مسلمان ہو جاؤ۔ وہ کہنے لگے کہ ہم تو آپ کو نہیں جانتے۔حضور ﷺ نے تین بار ان سے یہ بات کہی۔اس کے بعد فرمایا کہ تمہارے اندر عبداللہ بن سلام کیسا آدمی ہے۔بولے وہ تو ہمارے سردار کے بیٹے، ہم میں سے سب سے بڑے علم والے شخص کے بیٹے ہیں۔حضور نے فرمایا کہ تم یہ بتاؤ کہ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو۔وہ کہنے لگے حاشا و کلا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا، وہ مسلمان نہیں ہو سکتے۔حضور ﷺ نے فرمایا: اے ابن سلام ان کے سامنے آ جایئے۔چنانچہ وہ سامنے آ گئے اور آ کر کہا، اے یہود کی جماعت! تمہاری ہلاکت ہو، اللہ سے ڈرو۔بس قسم ہے اللہ کی جس کے بغیر کوئی الہ نہیں ہے تم لوگ جانتے ہو کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ حق لے کر آئے ہیں۔یہودیوں نے کہا کہ عبداللہ تم جھوٹ کہتے ہو۔لہٰذا حضور ﷺ نے ان لوگوں کو نکال دیا۔

ترمذی سے مروی ہے کہ وہ ابن نافع وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ان کی اسنادوں کے ساتھ کہ عبداللہ بن سلام نے کہا جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آ گئے میں ان کے پاس آیا تا کہ میں ان کو دیکھوں۔جب میں نے ان کے چہرے کو سامنے سے دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ چہرہ کسی کذاب کا چہرہ نہیں ہے۔

۱۔ حضرت سلمان فارسی حقیقت کی تلاش میں

محمد بن اسحٰق سے مروی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے محمود بن لبید سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی سلمان فارسی نے۔وہ کہتے ہیں کہ میں اہل فارس میں سے اہل اصفہان میں سے ایک آدمی تھا۔میری بستی کا نام جَیّ تھا، میرا والد اپنی زمین پر کسان تھا۔میرا والد مجھ سے شدید محبت کرتا تھا، اس قدر کہ اتنی محبت ان کو نہ اپنے سے تھی نہ کسی دوسرے بیٹے سے تھی۔اتنی زیادہ محبت تھی کہ وہ مجھے گھر سے باہر کہیں بھی نہیں جانے دیتے تھے، بلکہ انہوں نے مجھے محبت کی وجہ سے گھر کے اندر روک رکھا تھا جیسے لڑکیاں گھر میں روک لی جاتی ہیں۔میں نے مجوسیت میں انتہائی کوشش صرف کر ڈالی تھی (چونکہ آبائی دین مجوسیت تھا)۔لہٰذا میں بھی آگ سلگانے والا بن گیا جو ہر وقت سلگا کر رکھتا ہے۔اس کو میں ایک منٹ بھی نہیں بجھنے دیتا تھا۔میں اسی حالت پر رہتا رہا۔مجھے لوگوں کے حالات کا کچھ پتہ نہیں ہوتا تھا، بس مجھے اپنے کام سے کام تھا (آگ جلانے کے سوا کچھ نہیں جانتا تھا)۔

اسی اثنا میں میرے والد نے ایک گھر بنانا شروع کیا مگر والد کی کچھ زمین وغیرہ تھی اس میں کام کاج ہوتا تھا۔انہوں نے مجھے بلا کر کہا کہ اے بیٹے! آپ نے دیکھا کہ گھر کی تعمیر نے مجھے اس قدر مصروف کر دیا ہے کہ میں کوئی دوسرا کام نہیں کر سکتا، جس کی وجہ سے میری زمینوں کی دیکھ بھال

نہیں ہوسکتی، ان کی اطلاع اور خبر گیری بھی ضروری ہے تم وہاں چلے جاؤ، ہاریوں کو بتاؤ کہ ایسے ایسے کام کرنا ہے۔ آپ مجھے نہ رُکنے دیں اگر میں رُک گیا تو سارا کام رُک جائے گا۔

چنانچہ میں گھر سے نکلا زمینوں پر جانے کے لئے مگر میں راستے میں جب عیسائیوں کے کنیسہ کے پاس سے گزرا تو میں نے اس میں ان لوگوں کی آوازسُنیں۔ میں نے کہا یہ کیا ہو رہا ہے؟ کسی نے بتایا کہ یہ عیسائی ہیں نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں ان کو دیکھنے کے لئے اندر چلا گیا۔ میں نے جوان کی حالت دیکھی مجھے پسند آئی تو اللہ کی قسم میں ان کے پاس ہی بیٹھا رہا، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

میرے والد نے میری تلاش میں ہر طرف بندے بھیج دیئے تھے۔ میں شام کو ان کے پاس پہنچا، میں زمینوں پر نہیں گیا تھا۔ والد نے پوچھا کہ کہاں گئے تھے؟ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ مجھے نہ روکو۔ میں نے کہا، ابا جان میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا ان کو نصاریٰ کہتے ہیں مجھے ان کی نماز اور ان کی دعا اچھی لگی تھی، میں ان کو دیکھنے بیٹھ گیا کہ وہ کیسے کرتے ہیں؟

انہوں نے کہا بیٹے تیرا دین مجوسیت ہے، تیرے باپ دادا کا دین ان کے دین سے بہتر ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں نہیں، ان کے دین سے اچھا نہیں ہے۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اللہ کی نماز پڑھتے ہیں اور ہم لوگ تو آگ کی عبادت کرتے ہیں جس کو ہم خود ہی اپنے ہاتھوں سے سلگاتے ہیں اور ہم جب چھوڑ دیتے ہیں تو وہ بجھ جاتی ہے۔

والد کی طرف سے ایذا رسانی .... والد نے مجھے ڈرایا، دھمکایا اور میرے پیروں میں لوہے کی زنجیریں ڈالدیں اور یوں مجھے گھر میں بند کر دیا۔ چنانچہ میں نے نصاریٰ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں اس دین تک کیسے پہنچوں جس پر میں نے تم لوگوں کو دیکھا تھا۔ لوگوں نے بتایا کہ شام کے ملک میں چلے جاؤ۔ میں نے ان سے کہا جب وہاں سے تمہارے پاس کچھ لوگ آئیں تو مجھے ضرور اطلاع کرنا۔ انہوں نے وعدہ کرلیا کہ ضرور بتائیں گے۔ چنانچہ ان کے پاس شام سے کچھ تاجر پہنچے۔ ان لوگوں نے میرے پاس اطلاع بھیج دی کہ ہمارے پاس تاجروں میں سے کچھ تاجر پہنچے ہیں۔ میں نے کہلوادیا کہ جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس جانے لگیں تو مجھے ضرور اطلاع کر دینا۔ انہوں نے وعدہ کرلیا۔ چنانچہ وہ اپنے کام سے فارغ ہو کر جب جانے لگے تو انہوں نے مجھے آگاہ کر دیا۔ بس میں نے وہ لوہا جو پیروں میں تھا اس کو پھینک دیا اور ان کے ساتھ جاملا۔ ان کے ساتھ چلتا رہا کہ میں شام پہنچ گیا۔

وہاں پہنچ کر میں نے پوچھا کہ اس دین میں افضل کون ہے؟ ان لوگوں نے بتایا کہ اُسقف صاحب کنیسہ افضل ہیں (یعنی گرجے کے پادری)۔ چنانچہ اس طرح میں پادری کے پاس گیا اور میں نے اس سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں تیرے عبادت خانہ میں تیرے ساتھ رہوں اور اس میں میں بھی اللہ کی عبادت کرتا رہوں اور آپ سے خیر کی تعلیم حاصل کروں۔ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ میرے پاس رہیں۔

۲۔ **سلمان فارسی شام کے پادری کے پاس** .... میں اس پادری کے پاس رہتا رہا۔ وہ بُرا انسان تھا۔ وہ عیسائیوں کو صدقہ کرنے کا حکم کرتا اور ان کو صدقہ کی ترغیب دیتا تھا۔ جب عیسائی اس کے پاس جمع کرتے تھے تو وہ ان کو زمین میں گاڑ دیتا تھا۔ وہ مال مسکینوں کو نہیں دیتا تھا، یہاں تک کہ اس نے اس طرح کر کے سونے چاندی کے سات مٹکے جمع کر لئے تھے۔ مجھے اس کے ساتھ شدید بُغض ہو گیا تھا۔ اس لئے کہ جو میں نے اس کی حالت دیکھی تھی وہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہ سکا بلکہ وہ مر گیا۔

جب عیسائی اس کو دفن کرنے لے گئے تو میں نے ان کو بتادیا کہ یہ بُرا آدمی تھا تم لوگوں کو صدقہ کرنے کے لئے کہتا تھا اور تمہیں اس کی ترغیب دیتا تھا۔ حتیٰ کہ تمام لوگ صدقات کا مال اس کے پاس جمع کرتے تھے تو وہ اس کو زمین میں گاڑ دیتا تھا، مساکین کو نہیں دیتا تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ کہاں دفن کیا ہے، اس کی کیا نشانی ہے؟ میں نے بتایا کہ میں اس کا خزانہ تمہیں نکال کر دکھاتا ہوں۔ انہوں نے کہا لاؤ کہاں ہے خزانہ؟ چنانچہ میں نے ان کو سات مٹکے سونے چاندی کے بھرے ہوئے نکال کر دیئے۔ جب انہوں نے دیکھے تو کہنے لگے، اللہ کی قسم اس کو دفن نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ اس کو صلیب پر لٹکایا لکڑیوں پر باندھ کر اور اس کو پتھر مارے اور ایک دوسرے بندے کو لائے، اس کی جگہ اس کو گرجے میں رکھا۔

اللہ کی قسم اے ابن عباس ! میں نے ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ پانچوں نمازیں پڑھتا، میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس آدمی سے افضل تھا اور نیکی میں انتہائی زیادہ کوشش کرتا تھا۔ میں نے ایسی کوشش کرنے والا بندہ نہیں دیکھا، نہ ہی دنیا سے ایسا بے رغبتی کرنے والا بندہ دیکھا اور نہ ہی دن رات میں اس سے زیادہ عبادت گزار دیکھا۔ مجھے یاد نہیں ہے کہ کبھی اس سے زیادہ کسی شیء سے محبت کی ہو کبھی بھی۔ میں ہمیشہ اس کے پاس رہا، حتیٰ کہ اس کی بھی وفات ہوگئی۔ جب وہ فوت ہونے لگا تو میں نے کہا اے اللہ کے بندے آپ کے لئے تو اللہ کا امر آ پہنچا ہے اور میں تو اللہ کی قسم آپ سے اتنی محبت کرتا تھا جس قدر کسی شیء سے نہیں کرتا تھا۔ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اور کس کی طرف مجھے نصیحت کرتے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے بیٹے اللہ کی قسم میں ویسا بندہ اور تو کہیں نہیں جانتا ہوں شہر موصل میں ایک بندہ ہے اس کے پاس جانا آپ اس کو دیکھ کر میری حالت پر پائیں گے۔

۳۔ **سلمان فارسی شہر موصل کے پادری کے پاس** .... جب وہ پادری مر گیا تو اس کو دفن کرنے کے بعد اس کی وصیت کے مطابق مقام موصل میں پہنچا۔ میں وہاں کے پادری کے پاس پہنچا۔ میں نے اس کی حالت بھی پہلے والے جیسی دیکھی۔ عبادت میں محنت اور کوشش میں اور دنیا سے زہد اور بے رغبتی میں۔ میں نے اس سے کہا کہ مجھے فلاں راہب نے آپ کے پاس آنے اور رہنے کی وصیت کی تھی۔ اس نے کہا، اے بیٹے ! آپ میرے پاس ٹھہریئے۔ میں ان کے پاس رہنے لگا۔ ان کے ساتھی کے کہنے کے مطابق حتیٰ اس کی بھی وفات ہوگئی۔

جب ان کا وقت آ گیا تو میں نے اس سے کہا بے شک فلاں نے مجھے آپ کے ساتھ رہنے کی وصیت کی تھی۔ مگر آپ کے اُوپر بھی اللہ کا حکم آ گیا ہے۔ آپ مجھے اس بارے میں کیا وصیت کریں گے؟ اس نے کہا میں کوئی دوسرا آدمی نہیں جانتا ہوں اے بیٹے، مگر ایک آدمی مقام نصیبین میں ہے وہ اسی کی مثل ہے جیسے ہم ہیں۔ اس کے ساتھ لاحق ہو جانا۔

۴۔ **سلمان فارسی مقام نصیبین کے پادری کے پاس** .... جب ہم نے اس کو دفن کر دیا تو میں دوسرے راہب کے پاس گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ اے فلاں ! فلاں راہب نے مجھے فلاں کی طرف جانے کی وصیت کی تھی اور فلاں نے مجھے آپ کے بارے میں وصیت کی تھی۔ اس راہب نے بھی کہا کہ بیٹے آپ میرے پاس ٹھہر جایئے۔ چنانچہ میں اس کے پاس ٹھہرا رہا پہلوں کی طرح۔ یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت آ گیا۔

میں نے ان سے کہا کہ مجھے فلاں نے فلاں کی وصیت کی تھی پھر اس فلاں نے فلاں کی طرف وصیت کی تھی، اس نے مجھے آپ کی طرف بھیجا۔ اب آپ کا بھی وقت آ گیا ہے، اب آپ مجھے بتائیں میں کس کے پاس جاؤں؟

اس نے کہا اے بیٹے میں نہیں جانتا کسی کو اس کیفیت پر جس پر ہم ہیں۔ مگر ایک آدمی شہر عموریہ میں سرزمینِ روم میں ہے۔ آپ ان کے پاس جایئے۔ آپ اس کو عنقریب پائیں گے ایسا ہی جس طریقے پر ہم ہیں۔

۵۔ **سلمان فارسی سرزمینِ روم میں عموریہ کے راہب کے پاس** .... میں جب اس کو دفن کر چکا تو چلا گیا، حتیٰ کہ میں عموریہ کے راہب کے پاس پہنچا اس کو سابق راہبوں کے حال کے مطابق پایا۔ لہٰذا میں اس کے پاس ٹھہر گیا اور میں نے وہاں پر کام اور محنت مزدوری بھی کی، یہاں تک کہ میرے پاس بکریاں اور گائیں وغیرہ مال جمع ہو گیا۔ اس راہب کی بھی وفات کا وقت ہو گیا۔ پھر میں نے اس سے بھی وہی کہانی دہرائی کہ فلاں نے مجھے فلاں کے پاس اور فلاں نے آپ کے پاس بھیجا تھا۔ اور آپ کے اُوپر بھی اللہ کا حکم آ گیا ہے، اب آپ مجھے کس کی طرف وصیت کریں گے؟ اس نے کہا، بیٹے میں نہیں جانتا کہ کوئی ایک باقی رہ گیا ہے جو ہمارے طریقے پر ہو جس کے بارے میں آپ کو حکم کروں کہ اس کے پاس چلے جاؤ۔

مگر ہاں ! اس نبی کا وقت آ چکا ہے جو حرم میں مبعوث ہوگا۔ اس کی جائے ہجرت پتھریلی زمین اور کھجوروں کی سرزمین ہے حراثین اور کاشتکاروں کے درمیان۔ اور اس کی علامات ایسی ہیں جو مخفی نہیں ہیں۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے۔ وہ ایسا ہوگا جو ہدیہ کی چیز

کھائے گا مگر صدقہ نہیں کھائے گا۔ اگر آپ ان شہروں کی طرف رسائی پا سکیں تو ضرور جائیں، بے شک اس کا زمانہ آ گیا ہے۔ جب اس راہب کو ہم نے دفن کر لیا تو میں وہیں ٹھہر گیا اور سرزمینِ عرب پر جانے کا انتظار کرنے لگا۔

نبی آخری الزمان کی تلاش میں عرب کی سرزمین کی طرف روانگی

جب ہم اس کو دفن کر چکے تو میں وہاں ٹھہرا رہا، یہاں تک کہ عرب کے قبیلہ کلب میں سے کچھ تاجر لوگ وہاں سے گزرے۔ میں نے اُن سے کہا، آپ لوگ مجھے بھی عرب سرزمین کی طرف اُٹھا کر لے چلو اپنے ساتھ، میرے ساتھ بکریاں ہیں گائے ہیں یہ آپ لوگ لے لیں؟ انہوں نے میری بات مان لی۔ میں نے وہ جانوران کو دے دیئے، انہوں نے مجھے سوار کر لیا۔ یہاں تک کہ وہ مجھے لے کر وادی قریٰ میں پہنچے تو انہوں نے مجھ پر یہ ظلم کیا کہ مجھے ایک یہودی کے پاس وادی قریٰ میں بیچ دیا۔

اللہ کی قسم میں نے جب کھجور کے درخت دیکھے تو مجھے امید ہوگئی کہ اللہ کرے یہی وہ شہر ہو جس کی تعریف اور صفت بیان کی گئی تھی میرے سامنے کہ اس میں وہ نبی پیدا ہوگا۔ مجھے اطمینان نہ ہوا، یہاں تک کہ ایک آدمی آیا بنو قریضہ میں سے وادی قریٰ میں۔ اس نے مجھے اس مالک یہودی سے خرید لیا جس کے پاس میں تھا۔ وہ مجھے لے کر مدینہ میں آ گیا۔ بس اللہ کی قسم میں نے جب مدینہ دیکھا تو میں نے اس کی صفت پہچان لی۔ پھر میں یہاں پر اپنے اس مالک کے پاس اس کی غلامی میں رہتا رہا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مکے میں اپنے رسول کو مبعوث کر دیا۔ مگر میرے سامنے حضور کا کوئی ذکر نہیں تھا، جبکہ میں خود بھی غلامی میں تھا۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ میں قباء کی بستی میں آ گئے اور میں اپنے مالک کے لئے اس کی کھجوروں میں کام کر رہا تھا۔ اللہ کی قسم ایک آدمی آیا، اس نے اپنے انداز کے مطابق جو اس کے پاس تھا (مرا خیال کیا)۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے فرمایا کہ کھجوریں لگانے کے لئے کھڈے کھود کر جب فارغ ہو جائے تو مجھے بتانا، میں خود آ کر اپنے سامنے پودے لگا دوں گا۔ میں نے کھڈے کھود دیئے، میرے دوستوں نے میرا ساتھ دیا۔

کہتے ہیں کہ جہاں جہاں درخت لگانا تھا وہاں وہاں کھود دیا۔ جب ہم ان سے فارغ ہو گئے تھے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم کھڈے کھود کر فارغ ہو گئے ہیں۔ حضور ﷺ میرے ساتھ تشریف لائے۔ وہاں پہنچ کر فرمایا لے آؤ کھجور کے چھوٹے چھوٹے پودے۔ حضور ﷺ اپنے ہاتھ سے لگاتے گئے اور مٹی برابر کرتے گئے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے ان کو حق کے ساتھ بھیجا تھا۔ ان میں سے کوئی کھجور کا بچہ مرا نہیں، سب کھجوریں ہو گئیں۔

میں نے غلامی سے آزادی کے لئے طے شدہ کھجوریں ادا کر دیں مگر کچھ درہم باقی رہ گئے۔ حضور ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا بعض معادن سے انڈے کے برابر سونا لایا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! وہ فارسی کہاں ہے جو غلام مکاتب ہے یعنی جسے غلامی کا قرض دینا ہے۔ مجھے بلایا گیا۔ اس شخص نے کہا، یہ لیجئے اے سلمان! اس کے ساتھ وہ قرض ادا کر دیجئے جو آپ کے اُوپر ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! اس سے کیسے ادا ہو سکتا ہے جو مجھ پر ہے؟ حضور نے فرمایا بے شک اللہ تبارک تعالیٰ اس کو بھی تجھ سے ادا کرا دے گا۔

پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں سلمان کی جان ہے البتہ میں نے تولے تھے ان کے لئے اس باغ میں سے چالیس اوقئے اور میں نے تول کر ان کے حوالے کر دیئے تھے (مجھے افسوس رہا کہ) مجھے غلامی نے روکے رکھا تھا جس کی وجہ سے میری حضور ﷺ کے ساتھ حاضری جنگ بدر سے اور جنگ احد سے فوت ہو گئی تھی۔ اس کے بعد میں آزاد ہو گیا تو پھر میں جنگ خندق میں حاضر ہوا، اس کے بعد مجھ سے کوئی غزوہ فوت نہ ہوا، سب کے اندر میں نے شرکت کی۔

نضر بن حرث کا بیان، رسالت محمد کی دلیل

نضر بن حرث نے قریش سے کہا تھا کہ تحقیق محمد ﷺ تم لوگوں میں کم سن لڑکا تھا پھر جوان تھا تو بھی وہ تمہارے اندر سب سے زیادہ پسندیدہ تھا اور تمہارے اندر سب سے زیادہ سچا تھا اور تمہارے اندر سب سے زیادہ امین تھا۔ مگر جس وقت تم نے اس کی کنپٹیوں میں بالوں کی سفیدی دیکھ لی اور وہ تمہارے پاس لے آیا جو کچھ وہ لے کر آیا ہے تو تم نے کہہ دیا کہ یہ ساحر ہے۔ نہیں اللہ کی قسم وہ ساحر نہیں ہے۔

حارث بن عامر کا بیان، رسالت محمدی کی سچائی کی دلیل

واحدی نے مقاتل سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف نبی کریم ﷺ کی تکذیب کرتا تھا ظاہری طور پر۔ پس جب اپنے گھر والوں کے ساتھ اکیلا بیٹھتا تو کہتا کہ محمد ﷺ اہل کذب میں سے نہیں ہیں۔ میں اس کو سچا سمجھتا ہوں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

قد نعلم انه ليحزنك الذين يقولون فانهم لا يكذبونك ولكن الظلمين بايات الله يجحدون

تحقیق ہم جانتے ہیں کہ بے شک آپ کو غمگین کرتے ہیں وہ لوگ جو باتیں بناتے ہیں بے شک وہ آپ کی تکذیب نہیں کرتے۔ بلکہ ظالم اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔

ضمام بن ثعلبہ کا اسلام، رسالت محمدی کی سچائی کی دلیل

حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ایک آدمی اُونٹ پر سوار پہنچا۔ اس نے مسجد کے صحن میں اُونٹ بٹھایا اس کے بعد اس کے پیروں میں رسی باندھی پھر وہ آگے آ کر کہنے لگا، کہ

(۱) تم لوگوں میں سے محمد کون ہے؟ جبکہ نبی کریم ﷺ سب کی موجودگی میں تکیہ کا سہارا یا ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ ہم لوگوں نے بتایا کہ یہ شخص سُرخ سفید جو ٹیک لگائے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس آدمی نے پوچھا کہ

(۲) عبد المطلب کا پوتا کہاں ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں آپ کو جواب دے رہا ہوں۔ چنانچہ اس آدمی نے حضور ﷺ سے کہا، میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور سوال کرنے میں آپ کے ساتھ سخت لہجہ اختیار کرتا ہوں۔ دل میں مجھ پر ناراض نہیں ہونا۔ حضور ﷺ نے اس سے کہا پوچھئے جو آپ چاہیں۔ اس نے کہا میں تجھ کو تیرے ربّ کی اور تجھ سے پہلے والوں کے ربّ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ

(۳) کیا واقعی اللہ نے تمہیں سارے لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ حضور ﷺ نے جواب دیا کہ اَللّٰھُمَّ نَعَمْ میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ یہی بات ہے۔ پھر اس شخص نے کہا،

(۴) میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ دن رات میں پانچ نمازیں پڑھیں؟ آپ نے فرمایا، اَللّٰھُمَّ نَعَمْ ہاں یہی بات ہے۔

(۵) پھر اس نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کو واقعی اللہ نے حکم دیا ہے کہ آپ سال بھر میں اس مہینے کے روزے رکھا کریں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، اَللّٰھُمَّ نَعَمْ جی ہاں یہی بات ہے۔

(۶) پھر اس نے پوچھا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا واقعی آپ کو اللہ نے حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے دولت مندوں سے یہ صدقات لیں اور ہمارے فقراء پر تقسیم کریں؟ نبی ﷺ نے فرمایا، اَللّٰھُمَّ نَعَمْ بالکل یہی بات ہے۔ اس کے بعد اس شخص نے کہا، میں اس سب کچھ پر ایمان لایا ہوں جو کچھ دین آپ لے کر آئے ہو اور پیچھے جا کر اپنی قوم میں آپ کا نمائندہ ہوں۔ میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے۔ بنو سعد بن بکر کا بھائی ہوں۔

ڈاکٹر عبدالمعطی کا گذشتہ واقعات پر جامع تبصرہ

سیرت رسول سے چُنے ہوئے یہ چند پھول ہیں۔ بعض صحابہ کبار کے اسلام کی بابت جن کو نقل کرنے میں ہم نے کافی وسعت سے کام لیا ہے یہ سب رسالت محمدی ﷺ کی سچائی اور صداقت کی نشانیاں تھیں اور اس بات کی عظیم نشانیاں تھیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے وقت میں اپنی رسالت کے بہت بڑے امین تھے۔ اور ان لوگوں کے ہاں یہ علامات اور یہ نشانیاں جمع ہو چکی تھیں۔

پھر ان نشانیوں کے ساتھ محمد علیہ السلام کی ساری زندگی کا اضافہ کر لیجئے کہ وہ کس بلندی اور کمال تک پہنچی ہوئی تھیں۔ اس سب کچھ نے صحابہ کرام کے اول طبقے کو اسلام کی طرف جانے پر مجبور کر دیا تھا جبکہ نبوت محمدی کی صبح کی کرنیں پہلے پھوٹ چکی تھیں اور ظہور نبی کے شواہد آپ کے ظہور کے وقت سے قبل لکھے ہوئے تھے۔

استاذ عباس محمود عقاد کا فرمان

استاذ عباس محمود عقاد نے ہندوستانی مؤرخ مولانا عبدالحق پدویاٹی کی کتاب سے نقل کیا ہے جس کا نام ہے محمد ﷺ کے دینی اور عالمی سفر۔ ایسے ہی وہ ہندوستان کی جماعت احمدیہ سے نقل کرتے ہیں۔

اس کے بعد وہ کتاب فتح الملك العلام في بشائر دين اسلام مصنفہ استاذ احمد ترجمان اور استاذ محمد حبیب۔ چنانچہ وہ مطلع نور کے بارے میں کہتے ہیں۔

استاذ عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ رسول عربی کا اسم گرامی ''احمد'' اپنے عربی تلفظ کے ساتھ لکھا ہوا ہے ساماویدا میں براہم کی کتب سے۔ تحقیق چھٹے فقرے اور آٹھویں فقرے میں جزء ثانی میں وارد ہوا ہے۔ جس کی نص اور تصریح اس طرح ہے کہ احمد ﷺ نے اپنے ربّ سے شریعت حاصل کی اور وہ حکمت سے بھری ہوئی ہے اور اس سے اس طرح روشنی حاصل کی جاتی ہے جیسے سورج سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

ایک مؤرخ ان اعتراضات کی وجوہ کو نہیں چھپا سکتا جو مفسرین پر برہموں کی جانب سے آتے ہیں۔ بلکہ ان میں سے ایک سے تو نقل کئے ہیں۔ سیناچاریہ (Syna Acharya) کہ وہ کلمہ احمد پر رُکے اور انہوں نے اس کا ہندی زبان میں معنی پوچھا اور پھر اس نے تین مقطع اور تین الفاظ مرکب کئے۔

(۱) اہم (۲) آب (۳) ھی۔

اور پھر اس نے چاہا کہ وہ اس کو مفید اور کارآمد بنا دے (چنانچہ اس نے اس سے یہ مطلب نکالا)۔ بے شک میں نے اکیلے اپنے باپ سے حکمت پائی ہے۔

استاذ عبدالحق نے کہا جس کا خلاصہ ہے کہ یہ عبارت منسوب ہے برھمی کی طرف۔ اس نے اس کو کانفا (Kanva) کانوا کے کمینے سے بنایا ہے۔ اس پر یہ قول سچا نہیں آتا کہ اس نے اکیلے اپنے باپ سے حکمت اخذ کی ہے۔ نیز استاذ عبدالحق نے اس مذکورہ پر اس بات کا اضافہ کیا ہے کہ کعبہ معظمہ کی وصف ثابت ہے۔ کتاب الاثار وفافیدا (Atharvavida) اس اعتبار سے کہ وہ اس کتاب کا نام رکھنے میں بیت الملائکہ اور اس کے اوصاف میں ذکر کرتے ہیں کہ اس کے آٹھ جوانب اور پہلو ہیں اور اس کے نو باب ہیں۔ اور مصنف نو ابواب کی تفسیر وتشریح کرتا ہے۔ ان ابواب کے ساتھ جو کعبے تک پہنچاتے ہیں (ان میں سے ایک) باب ابراہیم ہے اور باب الوداع ہے، باب صفا ہے اور باب علی، باب عباس، باب النبی، باب السلام، باب الزیارۃ، باب حرم اور آٹھ اطراف کے ناموں کو بیان کیا ہے۔ اس اعتبار سے جہاں پہاڑوں سے ملنے اور پہنچنے کا راستہ ہے، یہ ہے :

(۱) جبل خلیج (۲) جبل قعیقعان (۳) جبل ھندی (۴) جبل لعلع

(۵) جبل کداء (۶) جبل ابوحدید (۷) جبل ابوقبیس (۸) جبل عمر

اورمؤلف مذکورصرف نظر کرتے ہیں۔ یہاں پر برہمیوں کی اس تفسیر سے جووہ بیت اللہ کے معنیٰ ومطلب میں کرتے ہیں کہ وہ انسانی جسم کی طرح ہےاوراس کے راستے (اورسوراخ) بھی اسی طرح ہیں۔اس نے ان کا ذکرنہیں کیا کیونکہ یہ بات ظاہرا برہمیوں کی رُوحانی تقدس کی صفت کے خلاف ہےاورآٹھ اطراف کی تشریح کے وقت ابواب کے لئے اس مفہوم کوبھی نہیں لائے ہیں۔اور براہمہ کی کتب میں مصنف کا دعویٰ ہے کہ مقامات کثیرہ پر نبی محمد ﷺ کا ان کےاوصاف کے ساتھ ذکر ہے یعنی کثیرتعریف اورشہرت بعیداورحضور ﷺ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام سشراف ہے (Sushrava) جوکتاب الاثارفافیدا (Atharvavufa) جہاں اہل مکہ کی جنگ اوران کی شکست کی طرف اشارہ کرتے ہیں (بیس اورساٹھ ہزار کی ننانوے ہزار کے ساتھ)۔وہ لوگ مصنف کے اندازے کے مطابق اہل مکہ کی تعداد تھی اور بڑے بڑے قبائل کے سردار اوران کے چھوٹے چھوٹے وکیل ایسے تھے جیسے اس دن تھے جس دن ان لوگوں نے نبی کریم صلوات اللہ علیہ کے ساتھ قتال کیا تھا۔

مصنف کا بڑا صبراورحوصلہ ہے .... اورمصنف کا ان علامات کے کامیاب اورسازگار کرنے پرطویل صبروتجربہ ہےاوران کے مشابہات میں اور وہ اس سے نیا زمانہ اخذ کرتے ہیں اورنئی نئی چیزان میں نکالتے ہیں جس پر مثال دینے کی ضرورت نہیں رہتی۔تمام موافقات اورتمام علامات کے احاطہ کرنے سے،اورانہوں نے یہی کچھ زرتشت کی کتب کے ساتھ کیا ہے جوکہ مجوسیت کی کتب کے نام کے ساتھ مشہور ہیں۔چنانچہ انہوں نے کتاب زنڈ آوسٹا (Zend Avesta) سے خبر اخذ کی ہے۔اس رسول کے بارے میں جواس صفت کے ساتھ موصوف کیا جائے گا کہ وہ رحمۃ للعالمین ہے (سوشیانت) (Socshyabt) اوراس کا دشمن اس کے درپے آزار ہوگا۔جوقدیم فارسی زبان میں ابولہب کے ساتھ موسوم ہوگا (Angra Maibyu) اوروہ رسول دعوت دے گا اللہ واحد کی طرف،جس کا کوئی ایک بھی ہم سر نہیں ہے (ہیچ چیز بادنمار)۔نہ اس کا کوئی اول ہے نہ آخر ہے،نہ اس کوکوئی عاجز کرنے والا ہے،نہ اس پرکوئی غالب ہے،نہ وہ شوہر ہے،نہ وہ باپ ہے،نہ اس کی کوئی ماں ہے،نہ کوئی بیوی ہے،نہ اس کا کوئی بیٹا ہے،نہ کوئی لڑکا ہے،نہ اس کا کوئی مسکن اور گھر ہے،نہ اس کا دھڑ ہے،نہ شکل،نہ رنگ،نہ بُو ہے۔

(جزآخاز وانجاز ودشمن ومانندویاروپدروما درو زن وفرزندوحامی سواوتن آساوتناورنگ وبوی است)

الغرض یہ تمام وہ صفات ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ موصوف کیا جاتا ہے اسلام کے اندرکہ وہ احد ہے،صمد ہے اس کی مثل کوئی شی نہیں ہے کوئی بھی اس کا ہم سرنہیں ہے۔نہ اس نے کسی کواپنی بیوی بنایا ہے نہ کسی کولڑکا ٹھہرایا ہے۔

اس کے ساتھ وہ زرتشتیوں کی کتب سے بہت سے اقتباسات جمع کرتے ہیں جوخبر دیتے ہیں اس زندہ دعوت کے بارے میں جس کے ساتھ نبی موعودآئیں گےاوراس میں عربی دیہات کی طرف اشارہ ہے (مصنف نے) ان میں بعض کا انگلش میں ترجمہ بھی کیا ہے اصل مفہوم کا بغیرکسی تصرف کے۔یہ کہ اُمت زرتشت جب اپنے دین کوپھینک دیں گے،وہ عاجز ورسوااورنیازمند ہوجائیں گےاس وقت بلادِعرب میں سے ایک جوان اُٹھے گا جواہل فارس کے پیروکاروں کوشکست دے گااور (اس کے آگے) مغروراورمتکبراہل فارس عاجزآ جائیں گےاوران کے ہیکلوں میں آگ کی پوجا مشکل ہوجائے گی۔لہٰذاوہ اپنے رُخ ابراہیم کے کعبے کی طرف پھیرلیں گے جوبتوں سے پاک ہوچکا ہوگا۔اوراس دن وہ لوگ نبی رحمۃ للعالمین کے پیروکاربن جائیں گے۔فارس کے سردار،اورمدائن،اورطوس،اوربلخ یہ زرتشتیوں کے مقدس مقامات میں بے شک ان کا نبی البتہ ضروروہ فصیح الکلام ہوگا جومعجزات کے ساتھ باتیں بتائے گا۔

تحقیق مصنف نے اشارہ کیا ہے بعدار یشا کی دیانات کے بہت سے فقروں کی طرف کتب عہدقدیم اورعہدجدید میں سےاورکہا ہے کہ نبی کریم ﷺ ہی مراد ہیں اورمقصود ہیں۔اس بیان سے جواصحاح تینتیس (۳۳) سفرتثنیہ میں ہیں وہ یہ ہے : کہ

”ربّ آ گیا سیناء سے اس نے ان لوگوں کے لئے شعلہ روشن کیا اورکوہ فاران سے چمکا اور وہ قدس کی بلندیوں سے آیا اوراس کی دائیں جانب سے شریعت کی آگ تھی ان کے لئے“۔

اور عبرانی زبان میں بھی اسی طرح کا اشارہ آچکا ہے جیسے ذیل میں ہے :

ویومر یہود مسینائی بہ وزارع مسعیر لا مو ھو فیع مھر باران واتا مر بوث قودش میمیفو ایش داث لا مو

انہوں نے اس کا ترجمہ بھی اسی طرح کا کیا ہے اور کہا ہے : کہ

''ربّ آیا سینا سے اور اس نے ان کے لئے آگ اُٹھائی اور وہ کوہ فاران سے بلند ہوا اور وہ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے دائیں ہاتھ سے ان کے لئے شریعت کی آگ نکلی''۔

اور مصنف کہتے ہیں کہ شواہد قدیمہ سب کے سب کوہ فاران کے مکے میں وجود کے بارے میں خبر دیتے ہیں۔

اور مؤرخ جَیروم اور لاہوتی یوسبیوس (Eusebis) کہتے ہیں کہ فاران ایک شہر ہے بلاد عرب کے نزدیک تین دن کے سفر کی مسافت پر۔ ایلہ سے مشرق کی طرف۔ اس نے توراۃ کے اس ترجمہ سے نقل کیا ہے جو سامری میں ہے جو ۱۸۵۱ء میں منظر عام پر آیا۔ یہ کہ اسماعیل علیہ السلام نے حجاز میں فاران کے صحراء میں سکونت اختیار کی تھی۔ اور ان کی والدہ نے ان کے لئے ارض مصر سے ایک عورت لی تھی۔ اس کے بعد کہا ہے کہ (کتا، العدد، بائبل) عہد قدیم میں سے ہیں وہ فرق کرتی ہے۔ سیناء اور فاران کے جانبین۔ کیونکہ اس میں یہ آرہا ہے کہ بنی اسرائیل نے کوچ کیا تھا صحرائے سینا سے۔ اور صحرائے فاران میں (ان پر) بادل اُترا تھا۔ اور اولاد اسماعیل علیہ السلام نے کبھی سیناء کے مغرب میں سکونت نہیں کی تھی۔ اور کہا جاتا ہے کہ جبل فاران اسی کے مغرب میں واقع ہے۔

اور کتاب حبقوق میں سے اصحاح ثالث میں یہ ہے کہ اللہ آیا تیمان اور قدوس سے جبل فاران سے۔ وہ اس وقت جنوب کی طرف تھا جہاں تیمان واقع ہے۔ اس موضع میں جس میں یمن واقع ہے جو عربیت کے ساتھ متصل ہے۔ اور یہ بات قطعاً ثابت نہیں کہ کوئی نبی ایسا گزرا ہو جس کی قیادت میں دس ہزار قدسیوں کی جماعت رواں دواں ہوئی ہو سوائے محمد علیہ السلام کے۔ اور لفظ قر دیش، قدیس کے ساتھ ترجمہ کیا گیا ہے۔ مصنف کی رائے میں نیز اخیری تراجم میں ملائکہ ترجمہ کرنے پر مصنف اعتراض کرتے ہیں۔

اسی طرح یہ بات بھی قطعاً ثابت نہیں کہ محمد ﷺ کے سوا کوئی نبی شریعت لے کر آیا ہو موسیٰ کلیم اللہ کے بعد۔ لہٰذا موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول کہ ''بے شک ایک نبی میری مثل عنقریب تمہارے لئے رب کو الٰہ مقرر کرے گا۔ وہ تمہارے بھائیوں میں سے ہوگا۔ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوگا'' (موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول) نبی عربی پر صادق آتا ہے جو کہ صاحب شریعت تھے۔ اور ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے کسی اور نبی پر صادق نہیں آتا جو حضور ﷺ سے پہلے گزر چکا ہو زمانے کے اعتبار سے۔ نیز مصنف کے نزدیک یہ بات راجح ہے کہ وہ شہر جس میں موسیٰ علیہ السلام کو علم عطا کیا گیا تھا یثرون کی یعنی شعیب علیہ السلام کی صحبت میں اور مدین اول نہیں تھا جو زلزلے میں تباہ ہو گیا تھا جب کہ قرآن مجید میں آیا ہے بلکہ وہ شہر حجاز کا تھا جس کا نام یثرب رکھا گیا تھا۔ یثرون کے نام پر یہ بات بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ جغرافیہ کے ماہر بطلیموس دو جگہوں کو مدین قرار دینے کا قول کرتا ہے۔ اگرچہ اس نے بھی مصنف کی رائے میں غلطی کی ہے دونوں جگہوں کے تعین کرنے میں۔

نیز بائبل کی کتاب تکوین میں آیا ہے کہ مدین بن ابراہیم جس کا نام مدیان اول رکھا گیا اس کا ایک بھائی تھا، اس کا نام عفار تھا۔ یہ وہی تھا جس کے بارے میں توراۃ کا شارح نوبل (Knoble) کہتا ہے کہ اس کی اولاد بعثت اسلامی کے عہد میں یثرب کے قرب وجوار میں آباد ہو گئی تھی۔ شاید موسیٰ علیہ السلام نے یثرب کا نام اس کی اسی قرب وجوار کی وجہ سے حاصل کیا تھا۔ کیونکہ اس کا عربیت میں نام رکھنا زیادہ راجح تھا۔ ان کے مصری نام رکھنے سے یا عبرانی نام رکھنے سے بے شک فرعون کی بیٹی اس کا نام عبرانی میں نہیں لیتی تھی اور ہر وہ شخص بھی اس کا یہ نام نہیں رکھتا تھا جو عبرانی بچوں کے وہاں رجوع کرنے سے چھٹکارے کا ارادہ رکھتا تھا اور یہ بات صحیح ہے کہ کلمۂ میسو (Messu) مصری زبان میں اس کا معنی طفل اور بچہ ہے جیسے بعض شارحین مورخین کہتے ہیں۔ مگر یہودی اپنی بیٹی کے لئے اور ان کے مخرج کے لئے جائے پیدائش کے لئے پسند نہیں کرتے کہ ارض مصر سے مصریوں سے کوئی نام مستعار لیں۔

احمدیوں یعنی مرزائیوں کا نظریۂ باطل

(۱) اوران جماعتوں میں سے جنہوں نے خاصہ تکلف کیا ہے ان مذکورہ اخبار کو بیان کرنے کے ساتھ وہ ہندوستان کی جماعت احمدی ہے۔ جس نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ بھی کیا ہے۔اس جماعت نے ان اخبار کے لئے اورتواریخ اور جنم پتری یا وریخوی کے لئے علیحٰدہ اور مستقل کام کیا ہے۔ محمد علیہ السلام کے ظہور کے بارے میں لمبی بحث کی ہے۔اس مذکورہ ترجمہ کے مقدمہ میں اس جماعت نے اس میں بعض ان امور کی شرح کیا ہے۔

(۲) مفصل ہے اورانہوں نے اس میں اس بات کوزیادہ کیا ہے کہ موسیٰ کلیم اللہ وعلیہ السلام کی نبوت تین اجزء پر یا تین حصوں پر مشتمل تھی۔

[۱] طورسینا پر تجلّی (ظہور) یہ جز توان کے زمانہ میں حاصل ہوگیا اور وجود میں آگئی۔اور

[۲] تجلّی سعید یا جبل اشعر سے یہ تجلّی اور یہ ظہور وقوع پذیر ہوا تھا سید مسیح کے زمانے میں۔اس لئے یہ جبل جماعت احمدیہ کے قول کے مطابق اس جگہ واقع ہے جہاں یعقوب علیہ السلام کے بیٹے مقیم ہوئے جو بعد میں ابنا اشعر کے لقب سے مشہور ہوئے تھے۔اور

[۳] تجلّی ثالث یعنی ان کا تیسرا ظہور ارض فاران سے ہوا تھا یہ ٹیلوں کی سرزمین تھی۔مکہ اور مدینہ کے درمیان۔واضح رہے کہ یہ ساری ان کی سعی لاحاصل غلام احمد قادیانی کی نبوت کو منوانے کے لئے ہے (نعوذ باللّٰه من هذا الضلال البعيد)۔ مترجم

(۳) اور کتاب فصل الخطاب میں آیا ہے کہ بچے اس سرزمین پر حجاج کرام کو خوشبوئیں پیش کرنے کا ہدیہ اور تحفہ پیش کرتے تھے صحرائے فاران سے اور تحقیق اولاد اسماعیل علیہ السلام ایک بہت بڑی اُمت اور جماعت بن گئے تھے، جیسے ابراہیم علیہ السلام کے۔وعدے میں آیا ہے کہ ان کو زمین کی فراخی بھی کفایت نہیں کرے گی کنعان کی حدود میں۔اور کوئی انکار کی وجہ بھی نہیں ہے ان لوگوں کو اس ٹھکانے کے بارے میں جہاں عرب مقیم ہوئے جو اسماعیل علیہ السلام کی طرف نسبت جوڑتے ہیں۔اوران کے لئے کوئی سبب اور کوئی محرک بھی نہیں ہے۔اس نسبت میں داخل ہونے کے لئے اس سے رجوع کرنے کے لئے اس لڑکی کی طرف جو اپنے مالک کے گھر سے پھینک دی گئی تھی۔

(۴) تحقیق توراۃ میں اولاد اسماعیل کے نام بھی آچکے ہیں جو بلاد عرب میں زندگی گزار رہے تھے۔ان میں سے پہلے شخص نبالوت یا نبات تھے جو قبائل قریش کے مورث اعلیٰ تھے۔

(۵) اور وہ بات جو شارح کاٹرجکاری (Katzipikazi) نے ثابت کی ہے وہ یہ ہے کہ اسماعیل علیہ السلام نے اپنی اولاد کو آباد کیا تھا فلسطین اور یَنبُع کے درمیان ساحل یثرب یا یثرب کی بندرگاہ پر۔

(۶) اور بطلیموس اور بلینی ثابت کرتے ہیں کہ انباء قیدور۔وہ قیدار اسماعیل علیہ السلام کا دوسرا بیٹا تھا، انہوں نے حجاز میں سکونت اختیار کی تھی۔

(۷) اور یہودی مؤرخ اس پر یہ اضافہ کرتا ہے کہ (یعنی یوسفیوس) ان کی طرف انباء ادبیل تیسرے بیٹے کا ترتیب عہد قدیم میں۔

(۸) حالانکہ طویل بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ابناء دومہ اور تیماء اور قدامہ کے بارے میں اوران کے دیگر اکثر باقی بھائیوں کے بارے میں۔اس لئے کہ وہ اماکن جو ان کی طرف منسوب ہیں یا منسوب کئے جاتے ہیں وہ آج کے دور تک انہیں کے نام سے مشہور اور معروف ہیں۔

(۹) اور اشعیاء کی خبر جو ولادت مسیح سے سات سو سال قبل ہے وہ کھلم کھلا ظاہر کرتی ہے کہ ابناء اسماعیل علیہ السلام حجاز میں مقیم تھے۔اس تفصیل میں نبی اشعیاء کہتے ہیں اکیسویں اصحاح سے وحی جو بلاد عرب کی جہت سے واضح کرتی ہے اے دوانیوں کے قافلو آجاؤ پانی پر پیاسے کی

ملاقات کے لئے، اے ارض تیماء کے رہنے والو وفا کرو بھاگ جانے والے کے ساتھ، روٹی دینے کے ساتھ، بے شک وہ تلواروں کے امام سے ہیں۔ تحقیق وہ بھاگ چکے ہیں لہراتی ہوئی تلوار کے امام سے اور تنی ہوئی کمان کے امام سے، شدت جنگ کے امام سے، بے شک اسی طرح کہا ہے مجھ سے سردار نے سال کی مدت میں مثل مزدور کے سال کے، وہ (سردار) فنا کر دیتا ہے اسماعیل علیہ السلام کے بیٹے قیدار کی نسل کے ہر مجد اور ہر بزرگی کو۔ اور جماعت احمدیہ کے ترجمہ کرنے والے اعادہ کرتے ہیں اور وہ قیدار کی شکست کی تفسیر و تشریح کرتے ہیں جنگ بدر میں اہل مکہ کی شکست کے ساتھ۔ یہ وہ شکست تھی جو ان پر اُتر پڑی تھی نبی علیہ السلام کی مدینہ کی طرف ہجرت کے بعد سال کے سنۃ الاجیر کی طرح۔

اُونٹ کی مہار .... (۱) اور وہ اس نبوت کو اور خبر کو ایک دوسری خبر نبوت کے ساتھ ملاتے اور معاون بناتے ہیں۔ اصحاح خاص سے اشعیاء کے سفر میں وہ اس میں کہتے ہیں (بلکہ وہ لمبی) بہت ساری اُمتوں کا جھنڈا اُٹھائے گا دور سے اور وہ ان کے لئے زمین کے اقصیٰ اور دور والے حصے کو خالی کرے گا۔ اچانک وہ لوگ جلدی کے ساتھ آئیں گے۔ نہ ان میں سے کوئی کمزور ہو کر گرے گا، نہ ہی پھسلے گا اور نہ ہی وہ اُونگھیں گے اور نہ ہی وہ سوئیں گے اور نہ ہی ان کی کمر کی پٹی کھلے گی اور نہ ہی ان کی جوتیوں کے تسمے ٹوٹیں گے۔ ان کے تیر نشانہ زن کی طرف لگے ہونگے، ان کی کمانوں کا ترکش کھینچے ہوئے ہونگے۔ ان کے گھوڑوں کے سُم ایسے ہوں گے جیسے کہ چقماق کے پتھر ہیں۔ ان کے جوانوں کی جماعت ایسے جیسے کہ وہ بگولے ہیں۔ یہ اطلاع ہے اور خبر ہے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہ وہ آئیں گے غیر ارض فلسطین سے۔ یہ خبر کسی اور پر سچی نہیں آتی سوائے اسلام کے رسول اور پیغمبر کے۔

(۲) اور اس خبر کے ساتھ ایک دوسری خبر لاحق ہوتی ہے۔ اصحاح ثامن نے سفر اشعیاء اس میں ہے کہ ربّ نے اس کو ڈرایا ہے کہ وہ اس راستے کی وادی میں نہ چلے یہ کہتے ہوئے کہ مت کہو کہ فتنہ ہے ہر شخص کے لئے جو کہے اس کے لئے کہ یہ گھاٹی فتنہ اور آزمائش ہے اور نہ خوف کرو اس کے خوف جیسا اور نہ ڈرو۔ لشکروں کے ربّ کی پاکی بیان کرو۔ وہی تم لوگوں کا ڈرنا ہے، وہی تمہارا ڈرنا ہے۔ وہ مقدس ہوگا، دفاع کرنے کا پتھر ہوگا، صحبت اور میل جول کی چٹان ہوگا یعقوب کے دونوں گھروں کے لئے اور وہ یروشلم کے رہنے والوں کے لئے جال ہوگا اور شکاری کا پھندا۔ یروشلم میں بہت سارے پھسل جائیں گے اور گر جائیں گے اور ٹوٹ جائیں گے اور لٹک جائیں گے۔ لہٰذا وہ گری ہوئی چیز کے طور پر اُٹھا لئے جائیں گے، شہادت پکی ہو جائے گی۔ شریعت میرے تلمذوں کے ساتھ ختم ہو جائے گی۔ لہٰذا اس ربّ کے لئے صبر کرتے رہئے جو اپنے چہرے کو چھپانے والا ہے۔ یعقوب کے گھر سے اور اس کا انتظار کیجئے۔

یہ مذکورہ قول بھی خبر ہے اس رسول کے بارے میں جو شریعت کو ختم کر دے گا۔ یہ بات پیغمبر اسلام پر صادق آتی ہے اور کسی بھی دوسرے رسول پر صادق نہیں آتی جو حضور ﷺ سے پہلے آیا ہو یا بعد میں آیا ہو۔

(۳) اور اس (مذکورہ) خبر کے ساتھ ایک اور خبر بھی لاحق ہوتی ہے۔ اصحاح انیس سے سفر اشعیاء میں اس میں وہ رسول منتظر کے ساتھ مصر کا ایمان ذکر کرتا ہے۔ یہاں پر صاحب مقدمہ نے متصل اقتباس نقل کیا ہے اور اس پر تبصرہ بھی نقل کیا ہے کہ اہل عرب کی مصر میں آمد اور اہل مصر کی عراق میں آمد یہ سب کچھ اسلام کی دعوت کے زیر سایہ تھا۔

نوٹ: میں مترجم عرض کرتا ہوں کہ مقدمہ نویس ڈاکٹر عبدالمطعی قلعجی نے اسی نہج پر احمدیوں کے انگلش ترجمہ کے مقدمہ کے حوالے سے بائبل کے عہد قدیم اور عہد جدید میں سے اور اناجیل اربعہ کے درجنوں اقتباسات اور ان پر تبصرے نقل کئے ہیں جن کا خلاصہ مقصد حضور کی نبوت و رسالت کا اثبات اور اس کی تائید ہے۔ میں نے بخوف طوالت غیر ضروری سمجھ کر اس کے تقریباً دس صفحات کا ترجمہ ترک کر دیا ہے۔ اس کے بعد مقدمہ نویس ڈاکٹر قلعجی لکھتے ہیں کہ یہ مذکورہ علامات چند مختصر نمونے ہیں۔ بے شمار اقتباسات اور دلائل میں سے جو تائید دیتے ہیں دوسری نبوتوں کے دلائل کے درحقیقت انہیں پر دعوت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام قائم ہے اور استوار ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اہم ترین دلیل دلائل اثبات رسالت محمدی کے لئے معجزہ قرآن ہے۔

نبوت محمدی ﷺ کے دلائل میں سے اہم ترین دلیل معجزہ قرآن ہے

اہل مکہ نبی کریم ﷺ کے سامنے یہ مطالبہ رکھتے تھے کہ اس کا ربّ جب یہ ارادہ کرے کہ وہ لوگ اس کی تصدیق کریں وہ اس کے ہاتھ پر معجزات جاری کردے۔ جب کہ صورتِ حال کچھ اس طرح ہے کہ قرآن کریم میں کسی ایسے معجزے کا کوئی ذکر نہیں ہے جس کے ذریعے اللہ نے یہ ارادہ کیا ہو کہ سارے لوگ اس پر ایمان لے آئیں یعنی رسالت محمد ﷺ کے ساتھ باوجود اس کے زمانوں کے مختلف ہونے کے سوائے قرآن کریم کے۔ باوجود اس کے کہ قرآن نے ان معجزات کا ذکر کیا ہے جو اللہ کے حکم کے ساتھ ان رسولوں کے ہاتھ سے ظاہر ہوئے تھے جو محمد ﷺ سے پہلے گزر چکے ہیں۔

قرآن کریم نبی کریم ﷺ کا قیامت تک کے لئے دائمی معجزہ ہے .... تحقیق قرآن مجید نے اپنے اعجاز کو ثابت کردیا ہے ہر اس شخص پر جس نے اس کو سُنا ہے باوجود بلاغت میں ان کے مراتب کے فرق کے۔ اور تحقیق حیران ہوگئے تھے مشرکین اس کی صفت میں۔ اور اس پر حریص تھے کہ عرب والوں کے اس کے سماع سے روک دیں، حالانکہ اس بات کا پوری طرح یقین تھا کہ کوئی عربی ایسا نہیں جو اس قرآن کے درمیان اور انسان کے قول کے درمیان تمیز کرنے میں غلطی کرے گا اور اس کو غلطی لگ جائے گی۔ تحقیق قرآن مجید نے تمام مخلوق کو عاجز کردیا تھا اپنے اسلوب میں اور اپنی نظم میں اور اپنے علوم کے اندر حکمتوں کے اندر، اور اپنی ہدایت کی تاثیر کے اندر، اور پردے ہٹانے کے اندر، گزرے زمانے اور آنے والے زمانے کے غیبوں سے۔

ان مذکورہ ابواب میں سے اعجاز قرآنی کے لئے الگ اور مستقل فصل ہیں اور ان میں سے ہر فصل میں کئی کئی فروع ہیں جو اصل کی طرف لوٹتی ہیں۔

اور عربوں نے اس چیلنج کو تمام اُمتوں، تمام قوموں کی طرف نقل کیا تھا۔ لہٰذا ان کا عجز ظاہر ہوگیا، بعض اہل تصانیف نے بعض ایسے لوگوں کے بارے میں نقل کیا ہے جو قول میں بلاغت کے ساتھ موصوف تھے کہ وہ لوگ قرآن کی بلاغت کے اندر اس کا معارضہ ومقابلہ کرنے کے درپے ہوئے تھے اور اس کی فصاحت میں اس کی مثل بنانے کی کوشش کی تھی۔ اس کی ہدایت کے بغیر (محض الفاظ کی حد تک) مگر وہ ایسی کوئی چیز پیش نہ کرسکے جس کے ساتھ ملحدوں اور زندیقوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوسکتیں اور اس کے ذریعے اپنے الحاد اور بے دینی اور زندیقیت پر دلیل لاسکتے (اس پر طرہ یہ ہے کہ) اس طرح کوشش کی بابت روایت سرے سے ضعیف ہے (تمام فصحاء بلغاء جب برابری کرنے سے عاجز ہوگئے) اس طرح قرآن مجید کا اعجاز (رہتی دنیا تک قائم ودائم ہوگیا) جب تک ارض وسماء قائم ہیں، یکے بعد دیگرے لوگوں کے گروہ اور زمانے ایک کے بعد ایک آتے جاتے رہیں گے، جب ہی نئے نئے علوم سامنے آتے جائیں گے۔ وہ اللہ کی کائنات کے اسرار سے پردے اُٹھاتے رہیں گے۔ جب بھی کوئی گروہ اور کوئی جماعت یا شخص یہ سوچے گا کہ وہ فصاحت وبلاغت کی آخری انتہاء کو پہنچ گیا ہے قرآن مجید اپنے علو اور برتری میں اس سے آگے بڑھ جائے گا اپنے قد وقامت کے اعتبار سے قرآن کی ایک آیت کی مثل کوئی نہ لاسکا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل لئن اجتمعت الانس والجن علی أن یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرًا

فرمادیجئے کہ اگر جن وانس اس بات پر متفق ہوجائیں کہ وہ قرآن کی مثل بنا کر لے آئیں گے تو وہ اس کی مثل نہیں لاسکیں گے، اگرچہ وہ ایک دوسرے کے معاون بن جائیں۔

(لہٰذا) اگر کوئی غیر مسلم قوم یا جماعت آج کے دور میں اگر اس دین (توحید) پر ایمان لے آئے اور دین کی تصدیق کے لئے قرآن کے سوا کسی اور معجزے کی ضرورت نہ سمجھے تو یہ بات اس کے ایمان میں اسلام میں اور کوئی نقص یا عیب پیدا نہیں کرے گی۔ اور قرآن مجید نے بہت سارے ہدایت کے طالبان کو ہدایت پانے پر اُبھارا ہے قدیم زمانے میں۔ دعوت اسلام کے آغاز میں بھی اور جدید زمانے میں اس دور میں جس میں ہم زندگی گزار رہے ہیں۔ باوجود ان میں فکر ونظر کے مختلف ہونے کے اور طبعی اور فطری میلانات ورجحانات کے ایک دوسرے کے مخالف ہونے کے (قدیم وجدید دور کے لوگ) استطاعت رکھتے ہیں (اور ان کے لئے پوری طرح ممکن ہے) کہ قرآن مجید کے چشمۂ صافی کے فیض سے سیراب ہوں اور اپنی پیاس بجھائیں اور اس کے نور سے روشنی حاصل کریں تو ہر ایک ان میں سے قرآن مجید کے اسرار میں سے کوئی نہ کوئی راز ضرور دیکھ لے گا اور قرآن کے اسرار پر مطلع ہوگا۔

مؤرخ ابن خلدون کا علامات نبوت کے متعلق فرمان

خوارق عادات کا وقوع یعنی جو کام ہم سب لوگ عادۃً نہیں کر سکتے ان کاموں کا انبیاء سے واقع ہونا بھی ان کی نبوت کی علامات میں سے ہیں۔ یہ بھی ایک شاہد ہے جو ان کی سچائی پر شہادت دیتی ہے۔ یہ ایسے افعال ہیں جو بشر کو اپنی مثل لانے سے عاجز کر دیتے ہیں، اسی وجہ سے ان کا نام معجزہ رکھا جاتا ہے۔ یہ کام اور یہ امور بندوں کے قدرت کی جنس سے نہیں ہوتے۔ اور یہ امور ان کی قدرت کے محل سے ہٹ کر واقع ہوتے ہیں۔

جب یہ بات طے ہوگئی تو جان لیجئے کہ تمام معجزات میں سے اعظم معجزہ اور اشرف معجزہ اور دلالت کے لحاظ سے واضح ترین معجزہ قرآن مجید ہے جو ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ پر اُترا ہے۔ بے شک خوارق (خلاف عادت امور) زیادہ تر وحی کے مغائر واقع ہوتے ہیں جس وحی کو نبی ﷺ پالیتا ہے۔ اور وہ معجزے کو شاہد اور تصدیق کنندہ کے طور پر لاتا ہے۔ اور قرآن مجید بذات خود وحی مُدَّعِیٰ ہے۔ اور خارق معجزہ بھی ہے (عادۃً جس کی نظیر لانا ناممکن ہے)۔ تو گواس کا شاہد اور گواہ اس کی اپنی ذات میں ہے۔ کسی خارجی اور بیرونی دلیل کا محتاج نہیں ہے۔ دیگر تمام معجزات کی طرح وحی کے ساتھ یہ (قرآن مجید) دلالت کرنے میں واضح ترین چیز ہے اس لئے دلیل اور مدلول فیہ میں اتحاد ہے، دونوں ایک چیز ہیں۔

یہی مفہوم ہے اور مطلب ہے نبی کریم ﷺ کے اس قول کا :

ما من نبی الا وقد اعطی من الآیات ما مثله امن علیه البشر ، وانما کان الذی او تیته وحیًا أوحاه اللّٰه الی ، فارجو ان اکون اکثر هم تابعًا یوم القیامة

نہیں کوئی نبی مگر تحقیق ان کو ایسے معجزات عطا کئے گے جس کی مثل معجزات وآیات پر انسان ایمان لے آیا اور حقیقت کچھ اس طرح ہے کہ وہ معجزہ جو مجھے وحی کے طور پر عطا کیا گیا ہے، اللہ نے اس کو میری طرف وحی کیا ہے۔ لہٰذا میں امید کرتا ہوں کہ میں ان انبیاء میں سے قیامت کے دن سب سے زیادہ تابعداروں والا ہوں گا۔ (یعنی سب سے زیادہ ماننے اور تابعداری کرنے والے لوگ میرے پاس ہوں گے)

یہ حدیث اشارہ کرتی ہے کہ یہ معجزۂ محمدی جب اس خاص صفت پر ہے واضح ہونے میں اور قوت دلالت میں، اور وہ اس کا نفس وحی ہونا ہے۔ اس کی تصدیق اپنے واضح ہونے میں اکثر ہوئی۔ لہٰذا تصدیق کرنے والے مؤمن بھی زیادہ ہوں گے اور وہی تابع اور اُمت ہے۔

صاحب شفاء (قاضی عیاض) کی تحقیق .... حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں۔
کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

ما من نبی من الانبیاء الا وقد اعطی من الآیات ما مثله امن علیه البشر ، وانما کان الذی او تیت وحیا اوحی اللّٰه الی ، فارجو ان اکون اکثر هم تابعًا یوم القیامة

ہر نبی کو وہ معجزات دیئے گئے جس کی مثل پر بشر ایمان لایا۔ اور جو چیز مجھے بطور وحی کے دی گئی وہ ایسی ہے کہ اللہ نے اس کو میری طرف وحی کیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ قیامت میں میرے تابعدار سب سے زیادہ ہوں گے۔

صاحب شفاء فرماتے ہیں کہ محققین کے نزدیک اس کا مطلب آپ کے معجزے کی بقاء مراد ہے۔ آپ ﷺ کا معجزہ ہمیشہ قائم رہے گا کہ جب تک دنیا قائم ہے۔ اور دیگر تمام انبیاء کے تمام معجزات وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ بھی ختم ہوگئے تھے۔ ان کا مشاہدہ صرف وہی لوگ کر سکے تھے جو وہاں موجود تھے۔ جبکہ قرآن پاک کا معجزہ ایسا ہے اس پر ایک زمانہ کے بعد دوسرا زمانہ واقف ہوتا رہے گا قیامت تک۔

اس مقام پر میرے لئے یہ بات ممکن ہے اور آسان اور مناسب ہے کہ میں کئی وجوہِ اعجاز قرآنی ذیل میں مختصر پیش کروں۔

۱۔ وجہ اول : یا(اعجاز قرآنی کی پہلی صورت) جو فصاحت و بلاغت پر مشتمل ہے وہ ایجاز اور اطالت میں ہے۔ کہ کبھی کسی قصے کو طویل الفاظ وکلام کے ساتھ لاتے ہیں پھر اس کو مختصر لفظ کے ساتھ دہراتے ہیں مگر اس انداز سے کہ پہلے والے مقصود میں بھی خلل نہیں آتا۔

۲۔ دوسری صورت : (اعجاز قرآنی کی دوسری صورت) قرآن مجید کا کلام اسلوبوں سے ہم آہنگ ہونا ہے اور اشعار کے وزن۔ ان دو خصوصیات کی بنا پر عرب کو چیلنج ہوا۔ اور وہ عاجز آ گئے اور حیران ہو گئے اور اس کی فضیلت و برتری کا اقرار کر لیا۔

۳۔ تیسری صورت : امم سابقہ کی خبروں پر مشتمل ہونا اور انبیاء کی سیرتوں پر، جس کو اہل کتاب پہلے سے جانتے تھے۔ باوجود کہ ان خبروں کو بیان کرنے والا خود وحی نہ لکھتا تھا نہ ہی پڑھتا تھا اور نہ ہی یہودی عالموں اور کاہنوں کے ساتھ صحبت رکھنے اور ہم نشینی کرنے کو جانتا تھا۔

۴۔ چوتھی صورت : قرآن مجید کا مستقبل کے بارے میں غیب کی خبریں دینا جو قطعی طور پر اس کی سچائی پر دلالت کرتا ہے اور زمانہ مستقبل میں واقعات کا اسی خبر کے مطابق ہو جانا۔

جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے :

۱۔ الٓمٓ ۔ غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون ۔ فی بضع سنین

الٓمٓ : رومی قریب تر زمین میں مغلوب ہو جائیں گے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب چند سالوں میں غالب آ جائیں گے۔

(قرآن مجید کی طرف سے یہ رومیوں کے دوبارہ غالب آنے کی پیشنگوئی تھی جو پوری ہو کر رہی)

۲۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے :

فتمنوا الموت ۔ ثم قوله : ولن يتمنوه أبدًا

قرآن مجید کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہودیوں سے فرمایا : کہ تم موت کی تمنا کرو۔ پھر خود ہی فرمایا : کہ یہ لوگ ہرگز اس کی آرزو نہیں کریں گے کبھی بھی۔

۳۔ نیز یہ ارشاد کہ :

قل للذين كفروا ستغلبون

کافروں سے کہہ دیجئے کہ تم لوگ عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے۔ اور حقیقت میں وہ مغلوب ہو گئے تھے۔

۴۔ نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله آمنين

مسلمانو ! تم لوگ ضرور مسجد الحرام میں امن کے ساتھ (مدینہ سے مکہ جا کر) داخل ہوؤ گے۔ اور حقیقتاً واقعی داخل ہو گئے تھے۔

۵۔ منجملہ اعجاز قرآن میں سے یہ بھی ہے کہ یہ اختلاف اور تناقض سے محفوظ ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافًا كثيرا

اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے نہ ہوتا تو آپ اس میں بہت سارا اختلاف پاتے۔ نیز ارشاد ہے :

۶۔ انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحفظون.

بے شک ہم نے ہی اس ذکر کو اُتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

حفاظت قرآن اور علامہ ابن عقیل کی وضاحت .... علامہ ابن عقیل فرماتے ہیں کہ جمیع قرآن محفوظ کردیا گیا۔اس کی آیات بھی اور سورتیں بھی۔اس طرح کہ اس پر کوئی تبدیلی داخل نہیں ہوئی اس حیثیت سے کہ اس نے مخلوقات کو بھی اس کی مثل لانے سے عاجز کردیا ہے تو اس اعتبار سے قرآن خود اپنی ذات کا محافظ ہے کہ اس نے تمام خلائق کو اپنی مثل لانے سے عاجز کردیا ہے۔

ابوالوفا علی بن عقیل کا قول .... آپ جب یہ ارادہ کریں کہ یہ جانیں کہ قرآن مجید رسول اللہ ﷺ کا قول نہیں ہے بلکہ یہ آپ کی طرف اُتارا گیا ہے تو آپ رسول اللہ ﷺ کے کلام میں غور کریں کہ وہ قرآن کے بارے میں کیسے ہے؟ دونوں کلاموں اور دونوں اسلوبوں کے مابین غور کریں اور یہ بات معلوم ہے کہ انسانوں کا کلام ایک دوسرے کے مشابہ ہوتا ہے جبکہ نبی کریم ﷺ کا کوئی کلمہ ایسا نہیں جو قرآن کے اسلوب اور قرآن کی طرز کے مشابہ ہو۔

علامہ ابن عقیل کا قول .... قرآن کے اعجاز میں سے یہ بات بھی ہے کہ کسی شخص کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اس قرآن میں سے کسی آیت کو پیش کرسکے جس کے معنی ومفہوم کسی ایسے کلام سے ماخوذ ہوں جو پہلے گزر چکا ہو، حالانکہ لوگ ہمیشہ بعض بعض سے کھولتے اور اخذ کرتے آئے ہیں۔کہا جاتا ہے کہ متنبّی شاعر نے ابوالبحتری سے اخذ کیا ہے۔

صاحب الوفاء کا اعجاز قرآن کے متعلق فرمان .... میں نے دو عجیب وغریب معنی ومفہوم استخراج کئے ہیں :

اول : یہ کہ تمام انبیاء کے معجزات ان کی موت کے ساتھ ساتھ ختم ہوچکے ہیں۔آج اگر کوئی ملحد کوئی بے دین یہ کہے کہ محمد ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام کے سچے ہونے کی کیا دلیل ہے؟ اس کو یہ جواب دیا جائے کہ محمد ﷺ کے لئے چاند دوٹکڑے کیا گیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا دوٹکڑے کیا گیا تھا تو وہ فوراً کہہ دے گا کہ نہیں یہ بات محال ہے ناممکن ہے(اس واسطے کہ وہ چیزیں ختم ہوگئیں)۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو محمد ﷺ کے لئے معجزہ بنایا تھا اور ایسا بنایا کہ وہ ہمیشہ باقی رہے گا۔اس لئے تاکہ محمد ﷺ کی وفات کے بعد بھی آپ کی سچائی کی دلیل ظاہر باہر رہے اور قائم ودائم رہے۔اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ قرآن کو دیگر تمام انبیاء کی سچائی کی دلیل بنادیا۔اس لئے کہ قرآن ان تمام مذکورہ انبیاء کا مصدق ہے اور ان کی تصدیق کرنے کے ساتھ ان کے حال کی خبر بھی دیتا ہے۔

دوئم : دوسرا یہ معنی اور مطلب میں نے استخراج کیا ہے :

(۱) کہ قرآن مجید نے اہل کتاب کو خبر دی تھی کہ محمد ﷺ کی صفت ان کے ہاں توراۃ وانجیل میں لکھی ہوئی ہے۔

(۲) اور حضرت حاطب بن بلتعہ کے ایمان کی شہادت۔

(۳) اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت بیان کی تھی۔

یہ تمام شہادتیں غیب پر ہیں۔بالفرض اگر توراۃ وانجیل میں محمد ﷺ کی صفت نہ ہوتی تو یہ بات ان کے لئے ایمان لانے سے نفرت دلانے والی ہوتی۔(وہ فوراً کہتے کہ یہ غلط ہے جھوٹ ہے)۔اور اگر حاطب اور عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے نفسوں کے بارے میں جانتے کہ یہ شہادت وبراءۃ غلط ہے تو ان کے اپنے نفس اس سے مختلف ہیں تو وہ ایمان سے پھر جاتے۔

ا۔استاذ المہتدی فرانسیسی مصنف کا فرمان .... استاذ المہتدی (انیسن دینیہ) فرانسیسی مصنف (جو مسلمان ہوئے، حج کیا اور اسلام کے بارے میں بہت کچھ لکھا) قرآن مجید کے اعجاز کی بابت اپنی کتاب ''محمد رسول اللہ ﷺ'' میں کہتے ہیں کہ وہ انبیاء جو محمد ﷺ سے پہلے گزرے تھے ان کے معجزات فی الحقیقت وقتی معجزات تھے اور وقت گزرنے کے ساتھ ان کو بھول گئے مگر ہم یہ کرسکتے ہیں کہ ہم آیات کو دائمی معجزہ کا نام دیں۔یہ اس لئے کہ اس کی تاثیر قائم ودائم ہے اور اس کا عمل مستقل اور ہمیشہ کا ہے۔ایک مؤمن مسلم کے لئے ہر وقت اور ہر جگہ یہ آسانی ہے کہ وہ (اپنے نبی کے اس) زندہ جاوید معجزے کو اور کلام ناطق کو محض کتاب اللہ کی تلاوت کرکے دیکھ سکے۔

اوراس دائمی معجزہ قرآنی کے اندر ہم انتشار کا پھیلنے اور زندہ رہنے اور قائم رہنے کا اصل اور کامیاب سبب پاتے ہیں۔ اسلام جس کی حفاظت کرتی ہے یہ بقاء دوام جس کے اصلی سبب اہل یورپ ادراک نہیں کر سکے۔ اس لئے کہ وہ قرآن سے قطعاً جاہل اور بے خبر ہیں، یا اس لئے کہ وہ قرآن کو اس کے تراجم میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جو زندگی اور حیات بخش نہیں ہوئے اور ان میں وہ متن کی گہرائی بھی نہیں ہوتی۔

بے شک وہ جادوگرانہ کشش جس کے ساتھ منفرد کتاب انٹرنیشنل امہات کتب سے ممتاز ہوتی ہے کہ وہ سبب اور علت کی مقتضی نہیں ہے (خصوصاً جبکہ ہم مسلمان ہیں) اس لئے کہ ہم لوگ ایمان رکھتے ہیں کہ وہ کلام اللہ اسی نے اس کو اپنے رسول پر نازل کیا ہے، مگر ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ یہاں پر دو مستشرقین کی رائے پیش کریں جن کی قابلیت کی بنا پر ان کی شہرت عام ہو چکی ہے۔

۲۔ سفری کا قول .... سفری یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے فرانسیسی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ اپنی لغت کو اچھی طرح جانتے تھے۔ یہ ایسی لغت ہے کہ بساط ارض پر ہم ایسی کوئی چیز نہیں پاتے جو اس کے مشابہہ ہو، بے نیاز ہونے میں اور حسن ترتیب میں۔ بے شک اس کے اپنے افعال والفاظ کی ترتیب کے سبب فکر انسانی کے لئے یہ بات ممکن ہو سکتی ہے کہ وہ مسلسل اپنی پرواز بلند کر سکے، نیز آپ اس کو انتہائی باریکی و گہرائی کے ساتھ موصوف کر سکتے ہیں۔

یہ ایسا کلام ہے جس میں موسیقی کے پیارے پیارے نغمے ہیں جو مختلف خوبصورت حیوانی آوازوں کے مشابہہ ہیں اور ایسا کلام ہے جس میں پانیوں کے تیز بہاؤ کی گڑگڑاہٹ ہے، جس میں بجلی کی کڑک ہے، جس میں ہواؤں کی سنسناہٹ ہے۔

آپ علیہ السلام کی فصاحت کا ذکر .... محمد ﷺ اس ازلی لغت کا پوری طرح علم رکھتے تھے (جیسے میں پہلے کہہ چکا ہوں)۔ وہ لغت جو کثیر شعراء کے کلام سے زیادہ اپنی تازگی اور خوبصورتی کے ساتھ مزین ہے۔ محمد ﷺ نے پوری پوری کوشش کر ڈالی تھی کہ وہ اپنی تعلیمات کو ان تمام خوبیوں کے ساتھ آراستہ کر لیں جو بلاغت کے اندر حسن و جمال اور سحر بیانی ہوتی ہے۔ جزیرۃ العرب میں شعراء تقدیر سے بلند مقام کے ساتھ پورا پورا فائدہ اُٹھاتے تھے۔ سید ربیعہ مشہور شاعر نے اپنے قصیدوں میں سے ایک قصیدہ کو باب کعبہ پر معلق کر دیا تھا۔ جس کی شہرت اور شاعرانہ قدرت چاروں طرف پھیل چکی تھی۔ شاید کوئی شوقین اپنے شوق کی تسکین کے لئے مقابلے میں آئے، مگر اس سے یہ اعزاز چھیننے کے لئے کوئی آگے نہ بڑھ سکا۔

ایک دن سید کے قصیدے کے برابر میں قرآن مجید کی پچپن ویں سورۃ یا دوسری سورۃ بھی معلق کر دی گئی۔ سید نے اس کو بہت پسند کیا اور اپنی ہزار عجب اور خود پسندی کے ساتھ اور مشرک ہونے کے باوجود اس نے محض اپنی شکست کا اقرار ہی نہیں کیا بلکہ اسی وقت مسلمان ہو گیا۔ اسی دن اس کے چاہنے والوں اور اس کے اشعار کے پرستاروں نے جو اس کے کلام کا ایک دیوان مرتب کرنا چاہتے تھے، اس سے اس کے اشعار اور کلام کے بارے میں پوچھا تو اس نے یہ جواب دیا کہ اب میں اپنے اشعار کو دوبارہ دہرانے اور یاد کرنے کا اعادہ نہیں کروں گا۔ اس وقت اللہ کی نازل کردہ آیات کے خوف اور رُعب نے اپنے ماسوا کسی اور شی ء کی جگہ میری یادداشت کے اندر باقی نہیں چھوڑی۔

۳۔ اسٹانلی لین پول کا قول .... بے شک قرآن مجید کا اسلوب اس کی سورتوں میں سے ہر سورت میں ایک ایسے باب کا اسلوب ہے، جو شفقت بکھیرتا ہے اور زندگی کو سکون دیتا ہے۔ اور اس کے الفاظ اس آدمی کے الفاظوں کی طرح ہیں، جو دعوت کے لئے مخلص ہے۔ بے شک وہ ہمیشہ سے لے کر آج تک قوت و شجاعت فطری پر اُبھارتا رہا ہے اور اُبھار رہا ہے۔ اس کی گہرائی میں چنگاری ہے جس کے ساتھ وہ اُتارا گیا ہے۔

حضور ﷺ کی حیات علیا اور جہاد میں نبوت کے دلائل

نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ رفعت و بلندی کی اس انتہاء کو پہنچ گئی تھی، جہاں تک کوئی انسان نہیں پہنچ سکتا ہے۔ اور آپ ﷺ کی حیات مبارکہ رسالت سے قبل بھی سچائی اور امانت اور شرافت کے اعتبار سے ضرب المثل تھی۔ جیسے رسالت کے بعد تمام حیات مبارکہ قربانی اور صبر اور جہاد فی

سبیل اللہ سے عبارت تھی۔ایسی قربانی جس سے بارہا آپ کی زندگی موت کا نشانہ بنی۔اگر محمد ﷺ اپنے ربّ کی رسالت و پیغام چھپانے میں اور اپنے اس چیز کے ساتھ ایمان میں سچے نہ ہوتے جس کے ساتھ اللہ نے ان کو اُٹھایا تھا اور اپنی رسالت کے عام ہونے کا یقین نہ ہوتا تو ہم دیکھتے کہ زمانوں کے گزر کے ساتھ ساتھ تو آپ کی حیات طیبہ کے آثار اور آپ کے فرامین مٹ جاتے (جبکہ اس کے برعکس ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آپ کی تعلیمات اور آپ کی حیات طیبہ کے آثار اور اسوۂ حسنہ صرف قائم و دائم ہی نہیں بلکہ اس کی تابانیت روز بروز بڑھ رہی ہے۔(مترجم)

(۱) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی :

و انذر عشیر تك الاقربين ۔ اے محمد آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔

رسول اللہ ﷺ کوہ صفاء پر .... تو نبی کریم ﷺ کوہ صفا پر چڑھ گئے اور اعلان کیا، اے قریش کی جماعت! تو قریش نے کہا کہ محمد کوہ صفا پر چیخ چیخ کر کچھ کہہ رہے ہیں۔وہ سب چلے آئے اور سب جمع ہو گئے اور پوچھنے لگے، کیا ہوا اے محمد ﷺ؟

حضور ﷺ نے فرمایا، تم لوگ بتاؤ کہ اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں ایک شیر ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم مجھے سچا مان لو گے؟ قریش نے کہا، کہ جی ہاں۔آپ ہمارے نزدیک سچے اور غیر متہم زدہ ہیں، ہم نے آپ کے اُوپر کبھی جھوٹ کا تجربہ نہیں کیا۔تو حضور نے فرمایا، بے شک میں تم لوگوں کو عذاب شدید سے پہلے ڈراتا ہوں۔

اے بنی عبدالمطلب، اے بنو عبد مناف، اے بنو زہرہ، یہاں تک کہ آپ نے ایک ایک کر کے قریش کے تمام قبائل کو شمار کیا۔اور فرمایا بے شک اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤں اور بے شک میں تمہارے لئے دنیا کے کسی فائدہ کا مالک نہیں ہوں اور نہ ہی آخرت میں کوئی تمہیں حصہ دلوا سکتا ہوں، ہاں مگر یہ کہ تم اگر لا الہ الا اللّٰہ کو مان لو۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں اس وقت خطبہ دینے کھڑے ہوئے جب اللہ نے یہ آیت اُتاری :

و انذر عشیر تك الاقربين ۔ آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے

تو حضور ﷺ نے فرمایا، اے قریش کی جماعت! (یا اس طرح کا کوئی اور جملہ ارشاد فرمایا تھا) تم لوگ اپنے نفسوں کو خرید لو۔میں تمہیں اللہ کے ہاں کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکوں گا۔اے بنو عبد مناف! میں تمہیں اللہ کے آگے کوئی فائدہ نہیں دے سکوں گا، اے عباس بن عبدالمطلب! میں تجھے اللہ کے آگے کوئی فائدہ نہیں دے سکوں گا۔اے صفیہ! (رسول اللہ کی پھوپھی) میں تجھے اللہ کے ہاں کوئی فائدہ نہیں دے سکوں گا۔ اے فاطمہ! (بنت محمد رسول اللہ) مجھ سے مانگ لو میرے مال میں سے جو کچھ چاہو، میں تجھے اللہ کے ہاں کسی چیز کا فائدہ نہیں دے سکوں گا۔

کتب سیرت خبر دیتی ہیں کہ قریش ابو طالب کی طرف دوڑے دوڑے گئے تا کہ وہ محمد ﷺ کو دعوت میں دائمی پابندی کرنے سے روکیں۔جب قریش ان سے ملے تو کہنے لگے، اے ابو طالب! بے شک آپ کا بھتیجا ہمارے الٰہوں، معبودوں کو گالیاں دیتا ہے اور ہمارے دین کو عیب لگاتا ہے، ہمارے عقل مندوں کو بے وقوف کہتا ہے، ہمارے باپ دادوں کو گمراہ قرار دیتا ہے۔یا تو آپ اس کو ہم سے روک دیں، ورنہ ہمارے اور اس کے درمیان سے آپ ہٹ جائیں۔آپ بھی دین میں اس کے خلاف ہیں جس طرح ہم ہیں، یعنی آپ بھی بدستور ہمارے دین پر ہیں اس کے دین پر نہیں ہیں۔لہٰذا آپ اور ہم مل کر اس سے اپنے دین کی حفاظت کریں۔ابو طالب نے ان کے ساتھ نرم بات چیت کی اور ان کو خوبصورت جواب دیا جس سے وہ واپس چلے گئے۔اور ادھر رسول اللہ ﷺ اپنی اسی ڈگر پر چل رہے تھے جس پر وہ تھے۔وہ اللہ کے دین کو غالب کر رہے تھے اور اس کی طرف دعوت دے رہے تھے۔اس کے بعد حضور کے اور قریش کے درمیان ٹھن گئی، یہاں تک کہ لوگ ایک دوسرے سے دُور ہو گئے اور ایک۔ کے ساتھ بغض اور کینہ رکھنے لگے اور قریش کثرت کے ساتھ اپنی مجالس میں رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کرنے لگے اور ان کے معاملے میں ایک دوسرے کو طعنے دینے لگے اور بعض بعض کو ان کے خلاف اُبھارنے لگے۔

اس کے بعد ایک بار پھر وہ ابوطالب کے پاس گئے۔ اور ان سے کہنے لگے، اے ابوطالب! بے شک آپ ہمارے بڑے ہیں، ہمارے محترم ہیں، آپ کا ہمارے اندر ایک مقام ہے۔ ہم نے آپ سے درخواست کی تھی کہ آپ اپنے بھتیجے کو ہمارے معاملے میں مداخلت کرنے سے روکیں مگر آپ نے اس کو ہمارے معاملے میں گڑبڑ کرنے سے نہیں روکا۔ بے شک ہم لوگ اللہ کی قسم اس کیفیت پر صبر نہیں کر سکتے کہ ہمارے آباؤ اجداد کو گالیاں دی جائیں۔ اور ہمارے عقل مندوں کو بے وقوف کہا جائے اور ہمارے معبودوں مشکل کشاؤں کو بُرا کہا جائے۔ اس وقت تک جب تک آپ اس کو ہم سے روک دیں ورنہ ہم اس کو بھی اور آپ کو بھی ایک ہی جیسا سمجھیں گے۔ یہاں تک کہ دونوں فریقوں میں سے کوئی ہلاک ہو جائے گا (یا جیسے انہوں نے کہا)۔ پھر وہ اس سے ہٹ گئے۔ لہٰذا ابوطالب نے اپنی قوم کے فراق کو اور اس کو چھوڑ دینے کو بہت بڑا المیہ سمجھا اور ان کی دشمنی کو بھی اور ادہر وہ خوش دلی سے رسول اللہ کے اسلام کو بھی پسند نہیں کر رہے تھے اور وہ حضور ﷺ کو بے یار و مددگار بھی نہیں چھوڑ سکتے تھے۔

ابوطالب کی ہمدردانہ گفتگو .... لہٰذا ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیج کر بلایا اور کہا، اے بھتیجے! آپ کی قوم میرے پاس آئی ہے اور انہوں نے مجھے ایسے ایسے کہا ہے جو بھی بات انہوں نے کہی تھی۔ لہٰذا آپ مجھے بھی جینے دو اور خود بھی جیو اور مجھ سے اس معاملے میں اتنا بار نہ اُٹھواؤ جس کی مجھے طاقت نہیں۔ حضور ﷺ نے گمان کیا کہ ان لوگوں نے میرے چچا کو مجبور کر دیا ہے۔ لہٰذا وہ مجھے رسوا کر دے گا اور مجھے بے یار و مددگار چھوڑ دے گا۔ اور وہ میری نصرت کرنے سے اور میرا ساتھ دینے سے عاجز آ گئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے چچا جان اللہ کی قسم اگر یہ لوگ سورج کو لا کر میرے دائیں ہاتھ پر رکھ دیں اور چاند کر لا کر میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دیں اس شرط پر کہ میں اس معاملے کو چھوڑ دوں (تو ایسا نہیں ہو سکتا، میں ایسا کرنے کو تیار نہیں ہوں)۔ یہاں تک کہ اللہ اس دین کو غالب کر دے یا میں اسی راستے میں جان دے دوں گا مگر اس کو نہیں چھوڑوں گا۔

کہتے ہیں اس کے بعد حضور ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور وہ رو پڑے۔ پھر آپ اُٹھ کر جانے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ جب جانے لگے تو ابوطالب نے ان کو بلایا اور کہا، یہاں آیئے اے بھتیجے۔ کہتے ہیں کہ حضور واپس آئے ان کے پاس اور انہوں نے کہا بھتیجے اب جایئے۔ اور دین کی طرف دعوت کے بارے میں کہتے رہئے جو پسند کریں، اللہ کی قسم میں کبھی بھی آپ کو کسی چیز میں بے یار و مددگار نہیں چھوڑوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف میں .... جب ابوطالب کی وفات ہو گئی تو قریش رسول اللہ ﷺ پر دلیر ہو گئے اور انہوں نے آپ کو تکلیف پہنچائی۔ لہٰذا آپ طائف کی طرف (دعوت اسلام دینے کے لئے) نکل گئے۔ زید بن حارث بھی آپ کے ساتھ تھے۔ یہ ۱۰/ نبوی ماہ شوال کے آخری ایام تھے۔ حضور ﷺ نے طائف میں دس دنوں تک قیام کیا۔ آپ طائف کے تمام شرفاء اور معززین کے پاس (دعوت توحید و دعوت اسلام) لے گئے اور ان سے بات چیت کی اور محمد ﷺ نے ان کو اسلام کی طرف بلایا۔ خصوصاً تین بھائیوں کو جو بنو ثقیف کے سردار اور معزز آدمی تھے۔ ان کے نام مندرجہ ذیل تھے :

(۱) عبد یا لیل　　(۲) مسعود　　(۳) بنو عمرو بن عمیر بن عوف

حضور ﷺ ان کے پاس بیٹھے اور ان کو اللہ کی طرف دعوت دی اور ان سے اس سلسلے پر بات چیت کی جس مقصد کے لئے آپ ان کے پاس پہنچے تھے کہ وہ اسلام پر حضور ﷺ کے ساتھ نصرت اور تعاون کریں اور حضور کے ساتھ کھڑے ہو جائیں ہر اس آدمی کے خلاف جو حضور کی مخالفت کرے ان کی قوم میں سے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے جواب دیا، وہ درج ذیل ہے :

(۱) ایک نے کہا کہ اگر اللہ نے تجھے رسول بنا کر بھیجا ہے تو میں کعبہ کا غلاف نوچ کر پھینک دوں گا۔

(۲) دوسرے نے کہا کہ کیا اللہ کو تیرے سوا اور کوئی نہیں ملا جس کو وہ رسول بنا کر بھیجتا۔

(۳) تیسرے نے کہا کہ میں کبھی بھی تم سے بات نہیں کروں گا اور اگر تم رسول ہو اللہ کی طرف سے جیسے تم کہتے ہو تو آپ بہت بڑے خطرے میں ہیں اس سے کہ میں آپ کی بات کا جواب دوں اور اگر آپ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں تو میرے لئے مناسب نہیں کہ میں آپ سے کلام کروں۔

اوباش لڑکوں کا پیچھا کرنا .... چنانچہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے اس حال میں کہ آپ بنوثقیف کی خیر سے مایوس ہو چکے تھے۔ انہوں نے اپنے اوباشوں، آوارہ لڑکوں اور اپنے غلاموں کو حضور ﷺ کے پیچھے بھیج دیا۔ وہ ان کو گالیاں دیتے، فقرے کستے اور اُن پر چیخ وپکار کرتے، شور مچاتے رہے۔ حتیٰ کہ لوگ اکٹھے ہوگئے۔ آپ کو مجبور کر کے ایک باغ میں لے گئے جو عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کا تھا اور وہ دونوں اس میں موجود تھے۔ لہٰذا وہ بنوثقیف کے اوباش جو پیچھے لگے ہوئے تھے وہ چھوڑ کر چلے گئے۔

آپ علیہ السلام کی دعا .... حضور ﷺ انگوروں کی بیل کی ایک چھتری تلے سائے میں بیٹھ گئے اور ربیعہ کے دو بیٹے حضور ﷺ کی طرف دیکھ رہے تھے اور یہ بھی دیکھ رہے تھے جو کچھ طائف کے آوارہ لڑکوں نے آپ کے ساتھ سلوک کیا تھا، حضور ﷺ کی جب سانس بحال ہوگئی تو آپ نے فرمایا :

اللھم الیك اشكو ضعف قوتی وقلة حیلتی وھوانی علی الناس یا رحم الراحمین انت رب المستضعفین وانت ربی الی من تكلنی الی بعید یتجھمنی ام الیٰ عدو ملكتهٗ امری ان لم یكن بك غضب فلا اُبالی ۔ ولكن عافیتك اوسع لی ۔ اعوذ بنور وجھك الذی اشرقت له الظلمات وصلح علیه امر الدنیا والاٰخرة من ان تنزل بی غضبك او یحل علیَّ سخطك لك العتبیٰ حتیٰ ترضیٰ ولا حول ولا قوة الا بك ۔

اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں اپنی قوت کے ضعیف وکمزور ہونے کا شکوہ کرتا ہوں اور اپنی تدبیر کی کمی اور ناکافی ہونے کا بھی شکوہ کرتا ہوں اور لوگوں کے سامنے اپنے کمزور ہونے کا بھی۔ اے سب سے بڑے رحم کرنے والے! تو ہی کمزوروں کا رب ہے اور تو ہی میرا رب ہے۔ آپ مجھے کس کے حوالے کریں گے؟ کسی ایسے بعید کی طرف جو میری فریاد نہ سُن سکے؟ یا کسی ایسے دشمن کے حوالے جس کو آپ نے میرے معاملے کا اختیار دے رکھا ہو؟ اگر تجھے میرے اُوپر ناراضگی نہیں ہے تو کوئی پروا نہیں کرتا۔ مگر تیری طرف سے میرے لئے عافیت عطا ہونا زیادہ وسیع ہے۔ میں تیری ذات کے اس نور کے ساتھ پناہ لیتا ہوں جس سے تاریکیاں اُجالوں میں بدل جاتی ہیں اور اس پر دنیا اور آخرت درست ہو جاتی ہے (پناہ لیتا ہوں اس بات سے) کہ مجھ پر تیرا غضب اُترے یا مجھ پر تیری ناراضگی آجائے سرزنش تیری ہے یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے اور گناہوں سے واپس ہٹنے کی اور نیکی کرنے کی طاقت تیری طرف سے ہے۔

جب ربیعہ کے دو بیٹوں عتبہ اور شیبہ نے یہ تکلیف دیکھی جو حضور ﷺ کو پہنچی تھی تو انہوں نے اپنے ایک عیسائی غلام کو بلایا اسے عدّاس کہتے تھے، انہوں نے اس سے کہا تم اس انگور کا ایک خوشہ اس تھالی میں رکھ کر اس آدمی کے پاس لے جاؤ، اس سے کہو کہ وہ اس کو کھالے۔ اس نے ایسے ہی کیا، لا کر رسول اللہ ﷺ کے آگے اس نے رکھ دیا۔ حضور ﷺ نے جب اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا کہا، بسم اللہ۔ اس کے بعد آپ نے کھایا۔ عدّاس غلام آپ کے منہ کی طرف دیکھتا رہا، پھر کہنے لگا کہ اللہ کی قسم یہ کلام اس شہر والے نہیں پڑھتے۔

عداس کا قبول اسلام .... رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم کس شہر کے رہنے والے ہو؟ اور تمہارا دین کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ میں نصرانی ہوں اور میں نینویٰ کا رہنے والا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اچھا ایک نیک شخص حضرت یونس بن متی کی بستی کے ہو؟ (حضور ﷺ نے فرمایا) کہ وہ میرے بھائی تھے، وہ نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔ اس کے بعد تو عدّاس غلام حضور ﷺ کے اُوپر منہ کے بل گر پڑا اور حضور ﷺ کے سر کو، ہاتھوں کو اور پیروں کو بوسے دینے لگا۔

کہتے ہیں کہ ربیعہ کے بیٹے ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ لو اس نے تیرے غلام کو بھی خراب کر دیا ہے۔ جب وہ اپنے ان مالکوں کے پاس واپس آیا تو انہوں نے اس سے پوچھا، ہلاک ہو جائے تو اے عدّاس تجھے کیا ہو گیا کہ تو اس آدمی کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا۔ اس غلام نے جواب دیا، اے میرے سردار زمین پر اس آدمی سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے۔ اس نے مجھے ایک ایسے معاملے کی خبر دی ہے جس کو کوئی نہیں جانتا صرف نبی ہی جانتا ہے۔

تصوراسلامی کی خصوصیات میں دلائل نبوت

انسان رسالت نبوی کی ضرورت کا ادراک نہیں کرسکتا، مگر صرف اسی صورت میں جب وہ ظہوراسلام ﷺ سے قبل کے احوال عالم کا مطالعہ کرے اوران پر گہری نظر ڈالے اور دیکھے کہ بشریت خطرناک گمراہیوں کی تاریکیوں اور اندھیروں میں کیسے حیران، پریشان بھٹک رہی تھی اور بت پرستی کے تصورات میں نسلی تعصّبات میں برابر کی شریک ہے۔ البتہ تحقیق بنی اسرائیل کے انبیاء اور رسول خالص توحید لے کرآئے تھے۔ مگر بنی اسرائیل رمانی کے حکومت کے طویل ہونے کے ساتھ منحرف ہوگئے تھے۔ اور بت پرستی کی پستی میں اُتر گئے تھے اور موسیٰ علیہ السلام سے قبل اور بعد واپس شرک اور کفر میں پلٹ گئے تھے۔

کیا یہ بات کم تھی کہ نصرانی ہوتے ہوئے اب تو اس میں بت پرستی اور شرک داخل ہوگئے تھے۔ منافقین اثر ونفوذ سے اس بارے میں ایک امریکی رائٹر اور مصنف ڈراپر اپنی تصنیف " الدین و العلم " میں لکھتا ہے۔

امریکی مصنف ڈراپر کا قول .... نصرانیت میں شرک اور بت پرستی منافقین کی تاثیر سے داخل ہوگئی تھی، جنھوں نے رمانی حکومت میں اعلیٰ عہدوں اور بھاری تنخواہوں کا لالچ کیا تھا اور زبردستی اپنے آپ کو نصرانی ظاہر کیا تھا۔ جو نہ تو امر دین کے ساتھ کوئی وابستگی رکھتے تھے اور نہ ہی کبھی ایک دن بھی نصرانیت کے ساتھ مخلص رہے تھے۔

''یہی حالت تھی قسطنطین بادشاہ کی کہ اس نے اپنی پوری زندگی ظلم میں اور گناہوں میں گزاردی تھی اور اس نے دینی کتب کے احکامات کی پابندی قبول نہیں کی تھی مگر تھوڑا سا وقت اپنی آخر عمر میں ۳۳۷ میلادی میں گزارا''۔

بے شک نصرانی جماعت اگرچہ طاقت کے اس مقام تک پہنچ گئی تھی جیسے قسطنطین بادشاہ۔ مگر وہ اس بات کی قدرت نہ پاسکے کہ وہ بت پرستی کی جڑ کاٹ دیتی اور اس کے جراثیم کا قلع قمع کرسکتی۔ ان کی اس غلطی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی مبادیات بھی اس میں مل گئیں اور اس ملغوبہ سے ایک نیا دین و مذہب پیدا ہوگیا جس میں نصرانیت اور بت پرستی برابر برابر چمکتی ہیں۔

یہاں سے اسلام نصرانیت سے مختلف ہوجاتا ہے۔ کیونکہ اسلام بت پرستی کے خلاف قطعی فیصلہ صادر کرتا ہے اور خالص عقائد کو نشر کرتا ہے بغیر کسی ملاوٹ کے اور بے شک یہ امپائر، یہ شہنشاہ و والی جو درحقیقت دنیا کا غلام تھا اور وہ جس کے عقائد دینیہ نہیں تھے برابر کسی شی ء کے اس نے اپنی شخصی مصلحت کے لئے دیکھا اور دور غبت کرنے والے گروہوں نصرانی اور وثنی کی مصلحت کے لئے یہ طے کیا کہ وہ ان دونوں کو ایک کردے اور دونوں کے درمیان تالیف وترکیب کردے اور عیسائیت اور بت پرستی کو ایک آپ کے راسخ نصرانی اس کا انکار نہ کریں (اس مرکب کا) شائد وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ جدید دینداری (دیانت جدیدہ) عنقریب غالب آجائے گی اور عنقریب دین نصرانی انجام کار کے اعتبار سے خالص کرلیا جائے گا یا ہوجائے گا بت پرستی کی میل کچیل سے اور اس کی گندگی سے۔

تصوراسلامی کی خصوصیات کے ضمن میں .... اسلام کے محقق کبیر استاذ سید قطب شہید فرماتے ہیں :

نصاریٰ کے عقیدے میں انقسام واقع ہوچکا ہے۔ ایک فرقہ کہتا ہے کہ مسیح محض انسان تھے۔ دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ وہ باپ، بیٹا اور روح القدس تھے۔ یہ مختلف صورتیں ہیں۔ اللہ نے جس کے ساتھ لوگوں کے لئے اپنے نفس کا اعلان کیا ہے ان کے گمان کے مطابق اللہ تعالیٰ اقانیم ثلاثہ سے مرکب ہے۔

(۱) باپ (۲) بیٹا (۳) رُوح القدس

ان میں سے بیٹا وہی مسیح ہے۔ اللہ تعالیٰ نیچے زمین پر اُتر پڑے جو کہ باپ ہے رُوح القدس کی شکل میں اور انہوں نے مریم کا انسانی جسم بنالیا اور (مریم کا رُوپ دھارلیا) پھر اس سے بیٹا پیدا ہو گیا یسوع کی صورت میں۔

تیسرا فرقہ کہتا ہے کہ بیٹا باپ کی طرح ازلی نہیں ہے بلکہ وہ مخلوق ہے (پیدا شدہ)۔ عالم سے قبل اس لئے باپ سے کم تر ہے اور اس کے آگے جھکتا ہے۔

چوتھا فرقہ کہتا ہے کہ ایسی بات نہیں ہے بلکہ وہ رُوح القدس کے اقنوم ہونے کا سرے سے انکار کرتا ہے (مجمع نیقیہ) مجلس قائمہ ۳۲۵ میلادی۔ اور مجمع قسطنطنیہ مجلس ۳۸۱ میلادی نے یہ طے کیا کہ بیٹا اور رُوح القدس دونوں مساوی ہیں باپ کے وحدت لاہوت میں اور بیٹا تحقیق ازل سے پیدا ہوا تھا باپ سے اور رُوح القدس باپ سے ماخوذ ہے۔ مجلس طلیطلہ ۵۸۹ میلادی نے طے کیا کہ رُوح القدس بھی ابن سے ماخوذ ہے۔ لہٰذا کنیسہ شرقی۔ اور کنیسہ غربی نے اس نقطے کے وقت اختلاف کرلیا اور مختلف ہو گئے۔

ان میں سے پانچویں فرقے نے مریم کو الٰہ (معبود و مشکل کشا حاجت روا) قرار دیا، جیسے انہوں نے مسیح بمعہ اسلام کو اللہ قرار دیا ہے۔

ڈاکٹر فرد بٹلر کا قول .... ڈاکٹر فرد بٹلر اپنی کتاب "فتح العرب لمصر" میں لکھتے ہیں۔ ترجمہ: استاذ محمد فرید ابوحدید، فرماتے ہیں :

''بے شک یہ دو صدیاں، پانچویں اور چھٹی صدی مقابلہ کا عہد تھا۔ مصریوں اور رومانیوں کے مابین ایسا مقابلہ جس کو قوم وجنس اور دین کا الگ الگ ہونا اور مختلف ہونا اور بڑھا دیتا ہے اور زیادہ کردیتا ہے جبکہ دین کا الگ الگ ہونا اور مختلف ہونا قومیت کے مختلف ہونے سے زیادہ شدید تھا، کیوں کہ اس وقت یہ اختلاف تمام علقوں کی علت اور سب سے بڑا سبب تھا۔ اس عداوت کا شہنشاہیت اور منوحسبت کے درمیان اور طائفہ اولیٰ جو تھا، جیسے اس کا نام اس پر دلالت کرتا ہے۔ حکومت شہنشاہی کے مذہب کا گروہ تھا اور ملکوں اور شہروں کا گروہ تھا اور عقیدہ رکھتا تھا سنیہ موروثی اور یہ تھا مسیح کی فطرت وطبیعت کو جوڑنا اور مرکب ماننا، جبکہ دوسرا طائفہ قبط منوخیسین مصر کا (ایک گروہ تھا) یہ اس عقیدے کو بُرا سمجھتا تھا اور اس کی حوصلہ شکنی کرتا اور اس کو رسوا کرتا تھا، اور ان سے شدید محاربہ اور جنگ کرتا تھا دلیری کے ساتھ طوفانی انداز میں یہ ہمارے لئے انتہائی مشکل ہے کہ ہم اس کا تصور ہی کرسکیں یا اس کی حقیقت کو جان سکیں (خاص طور پر اس لئے بھی کہ یہ سب، کچھ) اس قوم میں ہورہا تھا جو سمجھ بوجھ رکھتے تھے بلکہ انجیل پر ایمان رکھتے تھے''۔

مسٹر آرنلڈ اپنی کتاب " الدعوۃ الی السلام "میں کہتے ہیں .... آرنلڈ اپنی کتاب اسلام کی دعوت میں اس اختلاف اور ہرقل کی طرف سے ایک متوسط مذہب کے اعتدال قائم کرنے کے بارے میں مقصد وارادہ کرنے کی بابت کہا ہے۔ البتہ تحقیق اسلام کی فتح سے سو سال قبل جسٹینیان (Justinian) اس بارے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ امپیر رشہنشاہیت رومانی بنالیں جو کہ مظہر ہو وحدۃ کے مظاہر میں سے مگر (وہ زیادہ دیر قائم نہ رہ سکے بلکہ) اس کی موت کے بعد جلدی جلدی پارہ پارہ ہوگئی۔ اور ایسی کیفیت میں ہوگئی کہ مشترک قومی شعور کی ضرورت پیدا ہوگئی جو ربط پیدا کرے موجودہ حکومت میں اور مختلف حکومتوں میں۔

بہر حال ہرقل نے انتہائی کوششیں کرڈالیں۔ مگر وہ مرکزی حکومت کے ساتھ دوبارہ شام کو مربوط کرنے میں مکمل طور پر کامیابی سے ہمکنار نہ ہوسکا۔ بلکہ اس نے اتفاق ووحدۃ کے قیام کے لئے جو عام وسائل اور اسباب اختیار کئے تھے انہوں نے بدقسمتی سے اور زیادہ تفریق وتقسیم میں اضافہ کیا بجائے اس کامیابی کے۔ اور وہاں پر کوئی چیز ایسی نہیں تھی جو قومیت کے شعور کے قائمقام ہوسکتی تھی۔ اگر ہوسکتی تھی تو دینی میلانات ورجحانات تھے۔

لہٰذا اس نے عقیدے کی ایسی تشریح کرنے کا ارادہ کیا جس کے ساتھ وہ نفوس میں جدا جدا کردینے پر مدد لے سکے۔ بایں طور کہ رُک جائے ہر ممکن طریقے پر۔ اس بات سے کہ مخالفت واقع ہو۔ اس کے بعد درمیان مختلف فرقوں کے جو دشمنیوں کی وجہ سے ایک دوسرے کا گلا کاٹتے ہیں۔ اور یہ (تدبیر کی کہ) وہ وحدت قائم کرے ان لوگوں کے درمیان جو دین اور کنیہ ارتھوڈکسیہ سے خارج ہونے والے ہیں اور وحدت قائم کرے ان کے درمیان اور مرکزی حکومت کے درمیان۔

اور ۴۵۱ء میلادی میں خلقیدونہ مجمع (اوراجلاس) نے اعلان کیا تھا کہ مسیح کو بایں صورت متعارف کیا جانا چاہئے کہ وہ دومزاجوں میں مُتَمَیَّلُ ہوتا ہے۔ جن دونوں کے درمیان ملاپ ہے اور نہ ہی کوئی تغیر ہے، نہ ہی حصے اور جز بننے کا، نہ ہی ایک دوسرے سے جدا ہونے کا۔ دونوں طبیعتوں اور دونوں مزاجوں کے اتحاد کے سبب ان دونوں کا مختلف ہونے کا امکان بھی ختم ہونا ممکن نہیں۔ بلکہ زیادہ مناسب یہ ہے کہ ہر طبیعت ان دونوں میں سے ایک دوسرے کی حفاظت کرتی رہے اپنی خصوصیات کے اعتبار سے اور ہر طبیعت جمع ہوتی ہے ایک اقنوم کے اندر اور ایک جسم کے اندر اس طرح نہیں جیسے اگر ہر طبیعت منقسم ہونے والی ہوتی یا متصل اور جدا ہوتی دو اقنوموں کے اندر۔ بلکہ ایک اقنوم کے اندر مجتمع ہے۔ پس وہ یہی ایک بیٹا ہے، اللہ ہے، اور الکلمۃ ہے۔

تحقیق (فرقہ) یعاقبہ نے اس جماعت اور اس اتفاق کو چھوڑ دیا، کیونکہ وہ مسیح کے اندر مزاج واحد اور طبیعت واحدہ کا اعتراف کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مسیح مجموعہ اقانیم ہے۔ اس کے لئے تمام صفات الٰہیہ ہیں اور بشریہ بھی ہیں مگر وہ مادہ جو ان صفات کا حامل ہے وہ دوسرا یا دوہرا شمار نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اکیلا اقانیم سے مرکب بن پڑا ہے اور جدل و جھگڑا بھڑکا چکا تھا اور گرم کر چکا تھا۔ قرابت کو زمانے کے دونوں قرنوں کے درمیان طائفہ اور ارتھوڈکس کے اور یعاقبہ جو خاص طریقہ پر مصروشام میں چمکے تھے اور ان شہروں میں بھی جو امپیریر بزنطینی شہنشاہیت سے کی بیٹی سے خارج تھے۔

اس خاص وقت میں جس وقت ہرقل درمیان میں اصلاح کی کوشش کر رہا تھا ایسے مذہب کے طریقے سے جو اس بات کا قائل تھا کہ مسیح کی مشیت وحقیقت ایک ہے (Monothetism) پس اس وقت میں جب ہم پاتے ہیں اس مذہب کو کہ وہ اعتراف کرتا ہے دومزاجوں اور طبیعتوں کے ساتھ جس وقت اس کے ساتھ مضبوط پکڑتا ہے وحدت اقنوم کے ساتھ مسیح کی حیات بشری میں یہ بات اس کے انکار کے سبب ہے۔ اقنوم واحد میں حیات کے دو انواع کے وجود سے۔

پس اکیلا مسیح جو کہ وہی ابن اللہ تھا (ان کے زعم میں) ثابت کرتا ہے جانب انسانی کو اور جانب الٰہی اور ربوبی قوت الٰہیہ انسانیہ واحدہ کے ساتھ۔ اس کا مطلب ومفہوم یہ ہے کہ نہ پایا جائے سوائے ارادہ واحدہ کے اس کلمہ کے اندر جو جسم اختیار کر چکا ہے لیکن ہرقل اس جگہ کو مل چکا تھا جو پلٹنے اور لوٹنے کی جگہ ہے جہاں کثیر لوگ پہنچ چکے تھے۔ ان لوگوں میں سے جو یہ سوچ بچار کر رہے تھے کہ وہ سلامتی کے ستون قائم کریں۔ یہ بایں وجہ تھی کہ جھگڑا ایک اور بار نہیں بھڑکے گا۔ اس سے زیادہ سخت، بلکہ جس قدر بھڑک چکا ہے یہی کافی ہے۔ بلکہ بے شک ہرقل اپنی ذات کو الحاد و بے دینی کا ننگ وعیب و عار لگا چکا تھا اور اپنی ذات پر دونوں جماعتوں اور دونوں طبقوں کی برابر ناراضگی کھینچ کر مسلط کر چکا تھا۔

قرآن مقدس۔ اہل کتاب کے بعض مذکورہ انحرافات کی طرف اشارات کرتا ہے

تحقیق قرآن مجید میں ان انحرافات کی طرف اشارات وارد ہوئے ہیں اور (ان انحرافات سے قرآن میں) یہی وارد ہوئی ہے اور ان انحرافات کے لئے کاٹنے والی اور ختم کر دینے والی تصحیح وارد ہوئی ہے۔ اور نصرانیت کے اصل عقیدے کا بیان ہے جس طرح وہ اصل عقیدہ اللہ کی آیات تھا تحریف وتاویل سے پہلے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لقد كفر الذين قالوا : ان الله هو المسيح ابن مريم ط وقال المسيح : يا بنى اسرائيل اعبدوا الله ربى وربكم ، انه من يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة ، ومأواه النار ، وما للظالمين من انصار لقد كفر الذين قالوا ان الله ثالث ثلاثه ـ وما من اله الا اله واحد ـ وان لم ينتهوا عما يقولون ليمسن الذين كفروا منهم عذاب أليم ـ أفلا يتوبون الى الله ويستغفرونه ، والله غفور رحيم ؟ ما المسيح ابن مريم الا رسول قد خلت من قبله الرسل ، وأمه صديقة كانا ياكلان الطعام ط انظر كيف نبين لهم الأيات ، ثم انظر أنى يؤفكون ـ قل : أتعبدون من دون الله ما لا يملك لكم ضرًا ولا نفعًا؟ والله هو السميع العليم ،

قل : یـا أهل الکتـاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ، ولا تتبعوا أهواء قوم قد ضلوا من قبل وأضلوا کثیرًا ، وضلوا عن سواء السبیل ۔ (سورۃالمائدۃ : آیت ۷۲۔۷۷)

البتہ تحقیق ان لوگوں نے کفر کیا ہے جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ وہی مسیح ابن مریم ہے۔ حالانکہ مسیح نے کہا تھا، اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو کہ میرا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ بے شک شان یہ ہے کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اللہ نے اس پر جنت حرام کردی ہے۔ اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔ البتہ کفر کیا ہے ان لوگوں نے جنہوں نے کہا ہے کہ اللہ تین میں سے تیسرا ہے، حالانکہ نہیں کوئی الٰہ مگر ایک الٰہ ہے۔ اور اگر وہ لوگ اس قول سے باز نہ آئیں جو وہ کہہ رہے ہیں۔ البتہ ضرور ان لوگوں کو عذاب دردناک پہنچے گا۔ کیا وہ اللہ کی بارگاہ میں توبہ نہیں کرتے اور اس سے استغفار نہیں کرتے۔ جبکہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (حقیقت یہ ہے کہ) مسیح ابن مریم ایک رسول ہی ہے۔ تحقیق ان سے قبل رسول گزر چکے ہیں اور ان کی ماں سچی عورت تھی۔ دونوں (انسان ہونے کی وجہ سے) کھانا کھاتے تھے (جو کہ ایک انسان اور بشری ضرورت وتقاضا ہے)۔ آپ دیکھئے (غور کیجئے کہ) ہم ان کے لئے آیات (قرآنی) بیان کرتے ہیں۔ پھر سوچئے کہ وہ لوگ کہاں اُلٹے پھرے جا رہے ہیں۔ فرما دیجئے (اے محمد ﷺ) کیا تم لوگ اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے واسطے (کسی چیز کے) مالک نہیں ہیں، نہ نفع کے نہ نقصان کے۔ اور اللہ وہی سننے، جاننے والا ہے۔ فرما دیجئے (اے محمد ﷺ) اے اہل کتاب تم لوگ اپنے دین کے معاملے میں غلو نہ کرو (حد سے نہ بڑھو) ناحق۔ اور لوگوں کی خواہشات کی اتباع نہ کرو جو پہلے سے گمراہ ہیں۔ انہوں نے بہتوں کو گمراہ کیا ہے اور وہ خود بھی گمراہ ہوگئے ہیں سیدھی راہ سے۔

اور یہودیوں نے کہا ہے کہ عُزیر علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے

وقالت الیهود عزیر ابن الله ۔ وقالت النصاریٰ المسیح ابن الله ذلك قولهم بأفواههم ، یضاهئون قول الذین کفروا من قبل ٥ قاتلهم الله أنی یؤفکون ۔ (سورۃالتوبہ : آیت ۳۰)

اور عیسائیوں نے کہا ہے کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں وہ ان لوگوں کی بات کے مشابہ بات کرتے ہیں جنہوں نے پہلے کفر کیا تھا۔ اللہ ان کو مارے، کیا اُلٹے پھیرے جا رہے ہیں۔

عیسائیوں کے ہاں عیسائی اور مریم علیہا السلام کے معبود ہونے کا عقیدہ

۳۔ واذ قال الله : یا عیسی ابن مریم ، أأنت قلت للناس : اتخذونی وأمی الهین من دون الله ؟ قال : سبحانك ! مایکون لی أن أقول ما لیس لی بحق ۔ ان کنت قلته فقد علمته ۔ تعلم ما فی نفسی ولا أعلم ما فی نفسك انك أنت علام الغیوب ۔ ماقلت لهم الا ما أمرتنی به أن اعبدوا الله ربی وربکم ٥ وکنت علیهم شهیدًا ما دمت فیهم ٥ فلما توفیتنی کنت أنت الرقیب علیهم ، وانت علی کل شیء شهید ٥ ان تعذبهم فانهم عبادك ، وان تغفر لهم فانك أنت العزیز الحکیم ۔ (سورۃالمائدۃ : آیت ۱۱۶۔۱۱۸)

(اے پیغمبر اسلام) اس وقت کو یاد کرو جب اللہ یہ فرمائے گا، اے عیسیٰ بن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری امی کو اللہ کے سوا دو الٰہ (معبود و مشکل کشا) ٹھہرا لو؟ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے، اے اللہ تو تو پاک ہے میرے لئے کہاں یہ بات مناسب تھی کہ میں وہ بات کرتا جس کا مجھے حق نہیں ہے۔ یا اگر بالفرض یہ بات کہی ہوتی تو (اے میرے رب) تو تو اس کو ضرور جانتا ہوتا۔ تو جانتا ہے جو کچھ میرے حق میں ہے اور میں بالکل نہیں جانتا جو کچھ تیرے نفس میں ہے۔ بے شک تو ہی غیبوں کو جاننے والا ہے۔ میں نے نہیں کہی ان کے لئے کوئی ایسی بات اس کے سوا جو آپ نے مجھے حکم دیا اس بات کا (اور وہ یہی تھی کہ) اللہ کی عبادت کرو، وہی میرا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں موجود تھا۔ جب آپ نے مجھے وفات دے دی تو ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہی ہر چیز پر گواہ ہے۔ (اے اللہ) اگر تو ان کو عذاب دے تو بس وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

اور اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ انحراف کی مدتیں جو عیسائیت میں داخل ہوئیں ان تاریخی میلانات وتلبیسات کی دیدہ دلیریوں میں سے۔ یہاں تک کہ عیسائیت ان مذکورہ بت پرستی کے تصورات میں اس طور تک جا پہنچی۔ وہ (مشرکانہ) تصورات جن پر اختلافات ومخالفتیں گردش کرتے رہے اور کئی (کربلائیں) اور قربان گائیں برپا ہوتی رہیں صدیوں تک۔

عہد جاہلیت میں اہل عرب کے یہود ونصاریٰ کی حالت کے بعد عرب کی حالتِ زار

بہر حال جزیرۃ العرب جس میں قرآن نازل ہوا، ان کی حالت یہ تھی کہ وہ گہرے عقائد وتصورات کا چیخ چیخ کر دعویٰ کر رہے تھے۔ مگر ان عقائد وتصورات میں کثرت کے ساتھ ان رسوم ورواج کی ملاوٹ تھی جو انہوں نے اہل فارس سے نقل کئے تھے یا جن سے یہودیت اور مسیحیت نے سراب کی طرح دھوکہ کھایا تھا۔ دونوں نے اپنی منحرف صورت میں جن میں وثنیت خاصہ بت پرستی داخل ہوچکی تھی جو ان انحرافات سے الگ تھی جو ملت ابراہیمی میں واقع ہوچکے تھے۔ وہ ملت ابراہیمی عرب جس کی صحیح حالت میں وارث ہوئے تھے۔ مگر انہوں نے اس کو بھی بدل دیا تھا۔

فرشتوں کی عبادت کھلی گمراہی ہے .... اسی طرح کی تحریف کے ساتھ قرآن مقدس اس خرابی کی طرف بھی پوری وضاحت کے ساتھ رہنمائی کرتا ہے۔ عربوں نے یہ زعم قائم کر رکھا تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ حالانکہ وہ خود اپنے لئے بیٹیوں کو مکروہ اور ناپسند کرتے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے فرشتوں کی عبادت شروع کردی تھی۔ علاوہ ازیں انہوں نے بتوں کی مورتیاں بنا رکھی تھیں۔ ان کے بارے میں وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے آگے ہمارے لئے سفارش کرتے ہیں اور ان کی سفارش مسترد نہیں ہوتی اور وہ لوگ ان بتوں اور مورتیوں کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں مقرب ہونے کی کوشش کرتے تھے۔

قرآن مجید کی اطلاع .... ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وجعلوا له من عباده جزءًا ان الانسان لكفور مبين ـ ام اتخذ مما يخلق بنات و أصفاكم بالبنين ؟ و اذا بشر أحدهم بما ضرب للرحمٰن مثلاً ظل وجهه مسودًا وهو كظيم ـ أومن يُنشا فى الحلية وهو فى الخصام غير مبين ؟ و جعلوا الملائكة ـ الذين هم عباد الرحمٰن ـ اناثًا اشهدوا خلقهم ؟ ستكتب شهادتهم ويسألون ـ وقالوا : لوشاء الرحمٰن ما عبدنا هم ٥ ما لهم بذلك من علم ، ان هم الا يخرصون ـ

(سورۃ الزخرف : آیت ۱۵ـ۲۰)

(اہلِ عرب نے) اللہ کے بندوں یعنی اللہ کی مخلوق کو اللہ کا جز اور اس کا حصہ بنا دیا ہے (حالانکہ اللہ تعالیٰ اجزاء سے پاک ہے)۔ بے شک انسان واضح طور پر بڑا ناشکرا ہے۔ کیا بھلا اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق کردہ چیزوں میں سے اپنے لئے بیٹیوں کو منتخب کرلیا ہے (اپنی بیٹیاں ٹھہرا رکھی ہیں جو تم ناپسند کرتے ہو)۔ اور تم لوگوں نے بیٹوں کے ساتھ خاص کرلیا ہے۔ اور جب ان میں سے کسی کو خوشخبری سنائی جاتی ہے اس جنس کی جس کی وہ رحمٰن کے لئے مثل بیان کرتے ہیں (یعنی بیٹی کی اطلاع) تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ غصے سے گھٹ رہا ہوتا ہے۔ کیا بھلا وہ جنس جس نے زیور اور آرائشگی میں پرورش پائی ہو اور وہ جھگڑے اور بحث میں بھی واضح بات نہ کرسکے (کیا یہ اس کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں)۔ نیز ان لوگوں نے فرشتوں کو جو کہ رحمٰن کے بندے ہیں مونث میں قرار دے رکھا ہے۔ کیا بھلا یہ لوگ ان کی تخلیق کے وقت موجود تھے اور مشاہدہ کر رہے تھے؟ پھر کیا ان کی شہادت لکھی جائے گی اور ان سے اس شہادت کے بارے میں سوال ہوگا؟ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ اگر رحمٰن چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے۔ جبکہ ان کو اس بارے میں حقیقت کا کوئی علم نہیں ہے۔ وہ محض اندازے لگاتے اور خیال وگمان کے گھوڑے دوڑاتے ہیں۔

الا لله الدين الخالص ـ والذين اتخذوا من دونه أولياء ما نعبد هم الا ليقربونا الى الله زلفى ـ ان الله يحكم بينهم فيما هم فيه يختلفون ، ان الله لا يهدى من هو كاذب كفار ٥ لو أراد الله أن يتخذ ولدًا لاصطفى مما يخلق ما يشاء ٥ سبحانه هو الله الواحد القهار ـ (سورۃ الزمر : آیت ۳ـ۴)

خبردار ہوشیار (ہوجاؤ) اللہ ہی کے لئے دین خالص۔ جو لوگ اس کے دوست ٹھہراتے ہیں (وہ کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں تاکہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا ہے اور بڑا کفر کرنے والا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا کہ وہ کسی کو اپنی اولاد ٹھہرائے تو وہ ضرور کسی کو چن لیتا (اولاد کے لئے)۔ ان میں سے جو وہ پیدا کرتا جو کچھ چاہتا۔ وہ (اس کمزوری سے) پاک ہے۔ وہی اللہ اکیلا ہے اور وہ زبردست ہے۔

ویعبدون من دون اللّٰه ما لا یضرهم ولا ینفعهم ، ویقولون : هؤلاء شفعاؤنا عند اللّٰه ٥ قل : أتنبئون اللّٰه بما لا یعلم فی السماوات ولا فی الارض ؟ سبحانه وتعالیٰ عما یشرکون ۔ (سورۃ یونس : آیت ۱۸)

(یہ لوگ) عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا ان کی جو نہ ان کو نقصان دے سکتے ہیں، نہ نفع دے سکتے ہیں۔ پھر وہ یوں کہتے ہیں کہ یہ ہمارے لئے سفارشی ہیں اللہ کے ہاں۔ (اے پیغمبر) آپ فرما دیجئے، کیا تم اللہ کو وہ چیز بتانا چاہتے ہو جس چیز کو وہ نہیں جانتا نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ (حالانکہ وہ اس کمزوری اور عیب سے پاک ہے)۔ اللہ پاک ہے اور برتر ہے ان چیزوں سے جن میں وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

عہدِ جاہلیت میں اہلِ عرب کا خیال کہ جنات کی اللہ سے رشتہ داری ہے اور فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں

عرب یہ خیال کرتے تھے کہ اللہ سبحانہ کے اور جنات کے درمیان نسب اور رشتہ ہے۔ اور جنوں میں سے اللہ کی بیوی بھی ہے (یعنی پریوں میں سے)۔ اس بیوی نے اللہ کے لئے فرشتوں کو جنم دیا ہے۔ اور عربوں نے جنوں کی عبادت بھی کی ہے۔

مؤرخ کلبی نے اپنی کتاب "الاصنام" میں لکھا ہے کہ قبیلہ بنو ملیح کے لوگ جو بنو خزاعہ میں سے تھے وہ جنوں کی عبادت کرتے تھے۔ اس قصے اور کہانی کے بارے میں بھی قرآن مجید نے آ کر اطلاع دی اور اس کا بھی رد کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

فاستفتهم : الربك البنات ولهم البنون ؟ أم خلقنا الملائكة اناثا وهم شاهدون ؟ الا انهم من افكهم ليقولون : ولد اللّٰه ٥ وانهم لكاذبون ٥ أصطفى البنات على البنين ؟ مالكم ؟ كيف تحكمون ؟ أفلاً تذكرون ؟ أم لكم سلطان مبين ؟ فاتوا بكتابكم ان كنتم صادقين ۔ وجعلوا بينه وبين الجنة نسبًا ، ولقد علمت الجنة انهم لمحضرون ٥ سبحان اللّٰه عما يصفون ۔ (الصافات : ۱۴۹۔۱۵۹)

(اے پیغمبر) ان سے پوچھئے کیا تیرے رب کے لئے بیٹیاں رہ گئی ہیں اور ان لوگوں کے لئے بیٹے ہیں؟ کیا بھلا ہم نے فرشتوں کو مادہ پیدا کیا تھا اور وہ لوگ اس وقت موجود تھے؟ خبردار ہوشیار یہ لوگ اپنے جھوٹ اور اختراع سے یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا ہے اور بے شک وہ جھوٹے ہیں۔ کیا بھلا اس نے بیٹوں پر بیٹیوں کو ترجیح دی ہے؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کیسے کیسے فیصلے ٹھہراتے ہو؟ کیا تم لوگ نصیحت نہیں پکڑتے ہو؟ کیا تمہارے پاس کوئی بیان کرنے والی دلیل ہے؟ لے آؤ تم اپنی کتاب اگر تم سچے ہو۔ ان لوگوں نے اللہ کے اور جنوں کے درمیان نسب بنا دیا ہے (حالانکہ) جن اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ اللہ کے ہاں حاضر ہوں گے، اللہ پاک ہے ان کمزوریوں سے جو بیان کرتے ہیں۔

عہدِ جاہلیت میں عربوں کے ہاں جنات کی عبادت اور جنوں کی اللہ سے رشتہ داری کا عقیدہ

ویوم یحشرهم جمیعا ، ثم یقول للملائکة : أهؤلاء ایاکم کانوا یعبدون ؟ قالوا : سبحانك ! أنت ولینا من دونهم ٥ بل کانوا یعبدون الجن اکثرهم بهم مؤمنون ۔ (سورۃ سبا : آیت ۴۰۔۴۱)

جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے کہے گا یہ لوگ خصوصاً تمہاری ہی عبادت کرتے تھے۔ فرشتے کہیں گے، اللہ تو پاک ہے، تو ہی ہمارا کارساز ہے، تو ہی ہمارا دوست ہے ان کے سوا۔ بلکہ وہ جنوں کی عبادت کرتے تھے ان میں سے زیادہ تر ان کے ساتھ ایمان رکھتے تھے۔

تبصرہ : عربوں کے درمیان بتوں کی عبادت عام ہو چکی تھی۔ یا تو بصورت فرشتوں کی مورتیوں کے یا بصورت آباؤ اجداد کی مورتیوں کے یا محض بتوں کی پوجا کے طور پر۔ اور کعبہ کی حالت یہ تھی جو اللہ واحد کی عبادت کے لئے بنایا گیا تھا وہ بتوں سے اٹا پڑا تھا۔ جب اس میں تین سو ساٹھ بت دھرے ہوئے تھے۔ بڑے بڑے اصنام کے علاوہ جو مختلف اطراف میں تھے۔ ان میں سے بعض وہ بت تھے جو باقاعدہ نام لے کر

قرآن نے ذکر کئے ہیں۔ جیسے لات ،عزیٰ ہو،منات ،اور بڑے بتوں سے ایک ہُبل تھا جس کا نام لے کر ابوسفیان نے جنگ اُحد میں دُھائی دی تھی یہ کہہ کر کہ اُعلُ ھُبل ۔ ھبل تو بس بلند ہو جا غالب ہو جا۔

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ لات ،منات ،عزیٰ فرشتوں کی تمثال تھیں۔ جو چیز اس پر دلالت کرتی ہے کہ لات،منات اور عزیٰ فرشتوں کی تمثال تھیں وہ سورۂ نجم کی آیات تھیں۔

بت پرستی کی مذمت .... ارشاد باری تعالیٰ ہے :

أفرأيتم اللات والعُزّى ، ومناة الثالثة الأخرى ؟ ألكم الذكر وله الأنثى ؟ تلك اذن قسمة ضيزى ! ان هى الا أسماء سميتموها انتم واباؤكم ما انزل الله بها من سلطان ـ ان يتبعون الا الظن وما تهوى الأنفس ، ولقد جاءهم من ربهم الهدى ـ أم للانسان ما تمنى ؟ فلله الاخرة والأولىٰ ـ وكم من ملك فى السماوات لا تغنى شفاعتهم شيئًا ، الا من بعد ان ياذن الله لمن يشاء ويرضى ـ ان الذين لا يؤمنون بالاخرة ليسمون الملائكة تسمية الأنثى ٥ وما لهم به من علمٍ ، ان يتبعون الا الظن ، وان الظن لا يغنى من الحق شيئًا ـ (سورۃ النجم : آیت ۱۹۔۲۸)

کیا تم نے دیکھا لات کو عزیٰ کو تیسرے منات کو۔ بتاؤ کیا تمہارے واسطے نر ہیں اور اس کے لئے مادہ ہیں۔ یہ تقسیم اس وقت بہت ہی بُری ہے۔ درحقیقت کچھ بھی نہیں یہ محض نام ہیں جو تم نے رکھ چھوڑے ہیں یا تمہارے باپ دادوں نے۔ اللہ نے ان کے بارے میں کوئی حجت ودلیل نہیں اُتاری۔ یہ لوگ محض گمان کی اتباع کر رہے ہیں اور خواہشات نفسانی کی۔ البتہ تحقیق ان کے پاس ان کے ربّ کی طرف سے ہدایت آچکی ہے۔ کیا بھلا انسان کے لئے ہر وہ چیز ہوسکتی ہے جس کی وہ آرزو کرے؟ حالانکہ دنیا اور آخرت اللہ کے قبضے میں ہے۔ بہت سارے فرشتے ہیں آسمانوں میں جن کی سفارش کچھ نہیں فائدہ نہیں دے سکتی مگر اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ اجازت دے جس کے لئے چاہے اور خوش ہو جائے۔ بے شک جو لوگ ایمان نہیں لاتے آخرت کے ساتھ البتہ وہ فرشتوں کے نام مؤنثوں ،مادیوں والے رکھ لیتے ہیں۔ حالانکہ ان کو اس بارے میں کچھ بھی علم نہیں ہے۔ نہیں اتباع کرتے وہ مگر محض ظن وگمان کی (جبکہ حقیقت کے اعتبار سے) ظن اور گمان حق سچ کے اعتبار سے کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا۔

اصنام پرستی میں انحطاط اور حد سے گزرنا .... عربوں میں اصنام پرستی انحطاط اور پستی کا اس قدر ہو گئی تھی کہ انہوں نے پتھر کی شبیہوں ،شکلوں ،صورتوں ،مورتیوں اور تراشے ہوئے بتوں کی جگہ جنس پتھر کو بھی پوجنا اور ان کی عبادت کرنا شروع کر دی تھی۔

امام بخاری نے ابورجاء عطاری سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ پتھر کی عبادت کرتے تھے۔ جب ہمیں پہلے سے اور اچھا کوئی پتھر مل جاتا تو ہم پہلے والے کو پھینک دیتے تھے اور دوسرا اُٹھا لیتے تھے۔ اور جب ہمیں کوئی اچھا پتھر نہ ملتا تو ہم مٹی اکٹھی کر کے رکھتے تھے۔ اس کے بعد کسی بکری کو پکڑ کر اس کا دودھ اس پر دوھتے پھر اس کے گرد طواف شروع کر دیتے تھے۔

مؤرخ کلبی اپنی کتاب الاصنام میں لکھتے ہیں کہ کوئی آدمی جب کوئی سفر کرنے لگتا تو کسی منزل سے اُتر کر چار پتھر اُٹھاتا اور ان کو دیکھتا ،جو ان میں سے زیادہ اچھا ہوتا اس کو اپنا ربّ بنا لیتا اور باقی تین کو اپنی ہڈیا کے بٹے بنالیتا ،جب وہاں سے کوچ کرتا تو ان کو وہیں چھوڑ دیتا۔

عہدِ جاہلیت میں عربوں کے ہاں چاند،سورج اور کواکب پرستی

عرب کواکب ستارہ پرستی یعنی ستاروں کی عبادت سے متعارف تھے۔ فارسیوں ایرانیوں کی طرح۔ صاعد کہتے ہیں قبیلہ حمیر کے لوگ سورج کے پجاری تھے اور کنانہ کے لوگ چاند کے۔ اور بنو تمیم کے لوگ دبران کے اور قبیلہ لخم اور جذام کے لوگ ستارہ مشتری کے۔ اور قبیلہ طی کے لوگ ستارہ سہیل کے اور قبیلہ قیس کے لوگ ستارہ شعری العبور کے اور بنو اسد والے ستارہ عطارد کے پجاری تھے۔

ستارہ پرستی کے بارے میں قرآن مجید کی اطلاع .... سورۃ حٰم سجدہ ،اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

لا تسجدوا للشمس ولا للقمر ـ واسجدوا لله الذى خلقهن ان كنتم اياه تعبدون ـ (سورۃ حٰم سجدہ : آیت ۳۷)

تم لوگ نہ تو سورج کو سجدہ کرو نہ ہی چاند کو کرو بلکہ اللہ کو سجدہ کرو ،جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے اگر تم عبادت کرتے ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وانه هو رب الشعرى ۔ (النجم : ۴۹) ۔ وہی اللہ شعریٰ ستارے کا بھی رب ہے۔

ستارہ پرستی کی مذمت .... نجوم وکواکب کے مخلوق ہونے کے بارے میں اور اللہ سبحانہ کی ربوبیت کے بارے میں کثرت کے ساتھ اشارات موجود ہیں۔ جیسے دیگر مخلوقات کے بارے میں ہیں اور وہ کواکب کی الوہیت اور اُن کی عبادت کی نفی کرنے کے لئے ہیں۔ عمومی طور پر ان کی زندگیوں میں شرکیہ عقائد بڑے زور کے ساتھ داخل ہوگئے تھے۔ لہٰذا مشرکانہ عقائد کی بنیاد پر ان میں فاسد شعار قائم ہوگئے تھے۔ قرآن مجید نے کثیر مقامات پر جن کی طرف اشارہ کردیا ہے۔ انہیں مشرکانہ عقائد کے نتیجے میں وہ پھلوں اور کھیتوں میں سے اور جانوروں ومویشیوں میں اپنے خودساختہ الہ، معبودوں، مشکل کشاؤں کے نذرانے کے طور پر حصے مخصوص کرتے تھے۔ ان میں اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی حصہ نہیں ہوتا تھا (کبھی یوں کہتے کہ یہ حصہ اللہ کا ہے اور یہ حصہ ہمارے ان شرکاء کا ہے)۔ اور کبھی ان چیزوں کو وہ اپنے اُوپر حرام ٹھہراتے تھے۔ کبھی ان چیزوں میں سے کچھ کو اپنی عورتوں پر حرام ٹھہرالیتے تھے۔ مردوں کے لئے نہیں (کہ اس میں سے عورتوں نہ کھائیں ان کے لئے ممنوع ہے)۔ اور بعض اوقات بعض جانوروں کی پیٹھ ممنوع ٹھہرالیتے تھے کہ ان پر سواری نہیں کرتے تھے۔ اور بعض جانور کا ذبح ممنوع کردیتے تھے کہ یہ ایسے زندہ رہیں کہ یہ نذر اور چڑھاوے کے جانور ہیں ان کو کوئی ذبح کرکے نہ کھائے۔ اور کبھی کبھی وہ اپنے بیٹوں کو ان الٰہی معبودوں کے لئے ذبح کرنے کے لئے پیش کرتے تھے بھینٹ اور چڑھاوا چڑھانے کے لئے، جیسے عبدالمطلب کی طرف سے نذر ماننے کی روایت ہے کہ انہوں نے یہ نذر مانی کہ ان کے دس بیٹے ہوگئے باپ کے تحفظ کرنے والے تو وہ دسویں بیٹے کو نذر کے طور پر ذبح کردیں گے۔ چنانچہ دسواں بیٹا عبداللہ (محمد رسول اللہ کے والد) پیدا ہوئے۔ وہ اس کو ذبح کرنے کے لئے لے جارہے تھے کہ دیگر بیٹوں اور رشتہ داروں نے مداخلت کی پھر وہ کسی کاہن عورت کے پاس یثرب میں گئے۔ اس نے اُونٹ فدیہ دینے کے لئے حکم دیا۔ لہٰذا ایک سو اُونٹ اس کا فدیہ بھر کر ان چھوٹے معبودوں بتوں سے ان کی جان بچائی تھی۔ اور اس فتویٰ کا معاملہ ان عام شعائر کے بارے میں کاہنہ عورتوں اور کاہن مردوں کے حوالے ہوتا تھا۔ جیسے وہ فتویٰ دیتے تھے وہ لوگ اسی طرح عمل کرتے تھے۔

ان مذکورہ غیراللہ کی نیازوں اور تحریمات کے بارے میں قرآن اطلاع

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وجعلوا لله مما ذرا من الحرث والأنعام نصيبًا ۔ فقالوا : هذا لله بزعمهم وهذا لشركائنا ۔ فما كان لشركائهم فلا يصل الى الله ٥ وما كان لله فهو يصل الى شركائهم ٥ ساء ما يحكمون ! وكذلك زَيّن لكثير من المشركين قتل اولادهم شركاؤهم ، ليردوهم ، وليلبسوا عليهم دينهم ٥ ولو شاء الله ما فعلوه ٥ فذرهم وما يفترون ٥ وقالوا هذه انعام وحرث حجر لا يطعمها الا من نشاء بزعمهم وانعام حرمت ظهورهاه وانعام لا يذكرون اسم الله عليها ۔ افتراء عليه ۔ سيجزيهم بما كانوا يفترون ۔ وقالوا : مافي بطون هذه الانعام خالصةً لذكورنا ، ومحرمٌ على ازواجنا ٥ وان يكن ميتةً فهم فيه شركاء ٥ سيجزيهم وصفهم انه حكيم عليم ٥ قد خسر الذين قتلوا اولادهم سفها بغير علم ، وحرموا ما رزقهم الله افتراء على الله ٥ قد ضلوا وما كانوا مهتدين ۔

(سورۃ الانعام : آیت ۱۳۶۔۱۴۰)

مفہوم : اللہ نے جو کھیتی پیدا کی اور مویشی بنائے ان میں سے ایک حصہ اللہ کا نکالتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ

(۱) یہ تو اللہ کا حصہ ہے۔ (۲) اور یہ حصہ ہمارے شریکوں کا ہے۔ (۳) تو جو حصہ ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کا ہوتا (وہ کہتے تھے کہ) یہ اللہ کی طرف نہ چلا جائے۔ (۴) اور جو حصہ اللہ کے لئے ہو (وہ کہتے تھے کہ) وہ ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں (اور جھوٹے معبودوں)

کی طرف چلا جائے تو کوئی بات نہیں۔ (۵) وہ بُرا فیصلہ کرتے تھے۔ (۶) اسی طرح بہت سارے مشرکوں کے لئے ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں نے اپنی اولادوں کو قتل کرنا اچھا بنا دیا تھا تا کہ وہ ان کو برباد کردیں اوران پران کے دین میں تلبیس کردیں۔ اگر اللہ چاہتا تو وہ نہ کرتے (چھوڑ دیئے ان کو اوران کے اختراء کو)۔ (۷) اور وہ کہتے ہیں یہ جانور اور یہ کھیتی حرام ہے (ممنوعہ) ان کو کوئی نہیں کھا سکتا مگر جس کو ہم چاہیں۔ (۸) اور یہ جانور ایسے ہیں جن کی پیٹھ حرام کردی گئی ہے یعنی ان پر سواری کرنا ممنوع ہے۔ (۹) اور یہ جانور ایسے ہیں جن پر اللہ کے نام نہیں پکارتے بوقت ذبح۔ اللہ پر اختراع باندھنے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ عنقریب ان کو ان کے اختراع کی سزا دیں گے۔ (۱۰) اور وہ مشرک کہتے ہیں کہ جو کچھ ان مویشیوں کے پیٹوں میں ہے وہ ہمارے مردوں کے لئے مخصوص ہے اور وہ ہماری عورتوں پر حرام ہے۔ (۱۱) اور اگر وہ مردار ہو جاتا ہے تو پھر سب اس کو کھانے میں شریک ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی صفت کی ان کو سزا دیں گے۔ بے شک وہ حکمت والا اور علم والا ہے۔ (۱۲) تحقیق خسارے میں پڑ گئے وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولادوں کو اپنی حماقت اور جہالت سے قتل کر دیا۔ (۱۳) اور اس چیز کو حرام ٹھہرا لیا جو اللہ نے ان کو رزق دیا اللہ پر اختراع باندھ کر۔ تحقیق وہ گمراہ ہو گئے ہیں اور وہ ہدایت نہیں پا سکتے۔

خالص توحید کی سوچ اور مر کر دوبارہ زندہ ہونے کی سوچ اور مشرکین کا تعجب

ڈاکٹر عبدالمعطی کا تبصرہ .... توحید خالص کی سوچ ان کے نزدیک سخت ناگوار اور ناقابل یقین بات تھی۔ اسی طرح مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے والی سوچ بھی ناپسندیدہ اور ناقابل یقین تھی یہ سب کچھ اس کے باوجود تھا کہ وہ اللہ سبحانہ کے وجود کا اقرار و اعتراف کرتے تھے۔ اور اس بات کا بھی کہ وہ اللہ آسمانوں کا خالق ہے اور زمین کا اور ان کے مابین جو کچھ ہے۔ تاہم وہ اس وحدانیت کے مقتضاء کا اعتراف کرنے اور اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھے۔ وہ یہ ہے کہ حکم اور فیصلہ صرف اللہ وحدہٗ کے لئے ہے۔ ان کی حیات کے اندر اور ان کے تمام امور کے اندر اور اللہ کی وحدانیت کا مقتضاء یہ تھا کہ حلال و حرام کے احکام بھی اسی ایک اللہ سے حاصل کریں۔ اور اسی وحدانیت کا یہ مقتضاء تھا کہ ان کا ہر معاملہ دنیا کا ہو یا آخرت کا سب اللہ کی طرف لوٹنا چاہئے اور وہ ہر شیء کے اندر اسی کی شریعت اور منہج کی طرف فیصلہ لے جائیں۔ صرف اکیلے اللہ کی طرف۔ یہ مذکورہ مقتضاء وحدانیت ایسا امر ہے کہ اس کے بغیر نہ تو دین ہے نہ کوئی ایمان۔

مذکورہ دونوں حقیقتوں پر قرآنی دلیل .... مذکورہ دونوں حقیقتوں یعنی مشرکین کا خالص توحید والی سوچ اور مر کر دوبارہ زندہ ہونے والی سوچ کو انتہائی غلط اور عجیب یا ناقابل یقین سمجھنا اس بات کی دلیل قرآن مجید کی وہ آیات ہیں جو قرآن کریم نے اس بارے میں مشرکین کے شدید معارضے و مقابلے کو بیان کرنے کے ضمن میں بیان کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وعجبوا ان جاء هم منذر منهم ٥ وقال الكافرون: هذا ساحر كذاب ٥ اجعل الألهة الهًا واحدا؟ ان هذا لشيء عجاب ٥ وانطلق الملأ منهم: ان امشوا واصبروا على الهتكم ان هذا لشيءٌ يردا ٥ ما سمعنا بهذا في الملة الأخرة، ان هذا الا اختلاق ۔ (ص: ۴-۷)

مفہوم: مشرکین نے تعجب اور حیرانی کا اظہار کیا اس بات پر کہ انہیں کی جنس میں سے ان کے پاس ڈرانے والا آ گیا ہے۔ تو کافروں نے کہا یہ جادوگر ہے بہت بڑا جھوٹا ہے (نعوذ باللہ)۔ کیا بات ہے؟ دیکھئے بھلا اس نے بہت سارے مشکل کشاؤں کو ایک مشکل کشاء قرار دے رکھا ہے؟ یہ بڑی حیرانی کی بات ہے۔ ان میں سے بعض ناراض ہو کر چلے گئے یہ کہتے ہوئے کہ چلو چلو اپنے اپنے الٰہوں، حاجت رواؤں پر صبر کئے رکھو، یہی مقصد کی بات ہے۔ محمد (ﷺ) کی بات ایک الٰہ و معبود و مشکل کشا حاجت روا کو کہتے ہیں اس بات کو ہم لوگوں نے تو کبھی ملت میں سُنا ہی نہیں۔ یہ تو محض من گھڑت نظریہ اور سوچ ہے۔

وقال الذين كفروا : هل ندلكم على رجل ينبئكم ـ اذا مزقتم كل ممزق ـ انكم لفى خلق جديد ؟ افترى على الله كذبًا ام به جنة ؟ بل الذين لا يؤمنون بالآخرة فى العذاب والضلال البعيد ـ (سورۃ سبا: آیت ۷۔۸)

مفہوم : کافروں نے کہا کہ کیا ہم آپ لوگوں کو یہ نہ بتائیں ایک آدمی تمہیں یہ خبر دیتا ہے کہ جس وقت تم لوگ مرکر انتہائی طریقے سے ذرہ ذرہ ہو جاؤ گے تو پھر دوبارہ نئی تخلیق ہو گی؟ کیا بھلا یہ بات درست نہیں ہے کہ یا تو یہ آدمی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور افتراء باندھتا ہے یا اسے جنون ہے۔ اللہ نے ان باتوں کو رد کرتے ہوئے فرمایا کہ حقیقت تو یہ ہے بلکہ جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے وہ لوگ عذاب میں ہیں (اور دور دراز کی گمراہی میں) یعنی بہت بڑے گمراہ ہیں۔

(۱) یہ ہے مشہور تصویر جزیرۃ العرب کے اندر جو عقائد و تصورات کی ہم ان کے ساتھ عقائد باقیہ ساویہ منحرفہ تحریف شدہ کو بھی ملا دیتے ہیں جن کی گھٹائیں تہہ بتہہ مشرق سے مغرب تک چھائی ہوئی تھیں جس دن اسلام آیا تھا۔ اس وقت ثقیل گھٹائیں خوب مجتمع ہو کر اپنی کامل صورت اختیار کر چکی تھیں جو کہ ہر سُو انسانی خمیر پر خالی بوجھ ہی نہ تھیں بلکہ اسے اوندھے منہ کے بل گرا چکی تھی۔ وہ انسانی خمیر جس سے قاعدے اور اصول اور آداب واخلاق پھوٹتے ہیں۔

(۲) اسی لئے اسلام کی عظیم محنت متوجہ ہوئی عقیدت کے معاملے کو آزاد کرانے کی طرف اور اس کی صحیح تصویر کی تعیین وتحدید کی طرف جس پر انسانی ضمیر کو استقرار واطمینان حاصل ہو جائے کہ الوہیت کی حقیقت کے بارے میں اور اس بارے میں کہ الوہیت کی حقیقت کا مخلوق کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ اور مخلوق کو اس کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ لہٰذا اسی حقیقت پر ان کے اصول وقواعد اور ان کے مراتب اور ان کے اجتماعی تعلقات وسیاسی اور اقتصادی معاملات استوار ہو سکیں اور ان کے آداب بھی اور اخلاق بھی اس حقیقت الوہیت پر ٹھہر سکیں۔

یہ حقیقت ہے کہ یہ مذکورہ تمام امور استقرار پذیر نہیں ہو سکتے مگر صرف اس صورت میں کہ الوہیت کی حقیقت الٰہ ومعبود ومشکل کشا حاجت روا کی حقیقت طے ہو جائے۔ اور اس کی خاصیتیں (جو اسی کے ساتھ مخصوص ہیں) دوسروں میں نہیں اور اس کے اختصاصات جو محض اسی کی صفات ہیں کسی اور کی نہیں ہیں وہ بھی واضح ہو جائیں۔

(۳) اور اسلام نے خصوصی فکر فرمائی خصائص الٰہ اور صفات الٰہ کی طبیعت اور مزاج کو واضح کرنے کی، وہ صفات اور خصوصیات جو اللہ کی تخلیق اور اس کے ارادے اور اس کی نگہبانی کرنے اور تدبیر کرنے سے متعلق ہیں۔ پھر اللہ کے اور انسان کے درمیان تعلق کی حقیقت کو واضح کرنے کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ اس لئے کہ اسی میدان میں بڑی تہہ بتہہ تاریکیاں تھیں جس میں عقائد ڈانوں ڈول ہوتے رہے اور فلسفے بھٹکتے رہے۔ وہ عقائد اور فلسفے جو اس امر کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں جن کا اثر انسانی ضمیر پر بہت بُرا ہوتا ہے، اور پوری انسانی حیات میں ہوتا ہے۔

(۴) البتہ تحقیق اسلام آ گیا ہے اور یہ امور غور وفکر کرنے اور متنبہ ہونے کے لائق ہیں۔ اسلام ان تمام باتوں کے ساتھ آیا ہے جو تصحیح شمار ہو سکیں تمام مذکورہ اقسام کے مصائب اور خرابیوں اور اندھیروں میں بھٹکتے فلسفوں میں، اور اسلام وہ تمام ہتھیار لے کر آیا ہے جو ردشمار ہو سکتی ہیں۔ تمام انحرافات اور خطاؤں پر جو خطائیں ان دیانت داروں اور فلسفیوں میں واقع ہو چکی ہیں۔ خواہ وہ ہوں ان میں سے جو اسلام سے قبل تھیں، خواہ وہ ہوں جو اسلام کے آنے کے بعد وجود میں آئیں اُسی طریقے پر (بھٹکے ہوئے فلسفوں اور نظریات تحریف زدہ کی تصحیح کی) یہ ظاہر اور حیران کن صورت اس دین کے مصدر پر ایک دلیل ہے۔ وہ مصدر مأخذ جو احاطہ کرتا ہے ہر اس بات کو جو انسانی دل میں کھٹکتی ہے اور وہ بات جو آئندہ کھٹکے گی۔ پھر وہ تصحیح کی عجیب وغریب صورت ان دونوں حالتوں کو شامل اور حاوی ہے تصحیح وتنقیح اور صفائی کے لئے۔

(۵) جو شخص مراجعت کرے لمبی اور طویل جد وجہد اور کوشش کی طرف جو اسلام نے صرف کی ہے فیصلہ کن بات کو ثابت اور پکا کرنے کے لئے اللہ سبحانہٗ کی ذات کے بارے میں اور اس کی صفات کے بارے میں اور مخلوق کے ساتھ اس کے تعلق کے بارے میں اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ

تعلق کے بارے میں (تو وہ دیکھے) یہ وہ سعی وجہد ہے جس کو نصوص کثیرہ بیان کرتی ہیں۔ ایسی کثرت جس کو خاص کیفیت کے ساتھ مکی سورتوں میں خصوصاً اور پورے قرآن میں عمومی طور پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

(۶) اور وہ شخص جو مراجعت کرے اس طویل جہد وسعی کی طرف مگر دہ اس تہہ بتہہ ثقیل گھٹا کی طرف توجہ اور مراجعت نہ کرے جو اس میدان حیرانی اور سرگردانی میں عام تھی، جو ایسی تھی کہ اس کے اندر پوری بشریت مخبوط الحواس ہو کر پھر رہی تھی اور وہ گھٹائیں جو اس طرح پر ہوتی ہیں کہ جب بشریت اللہ کے بتائے ہوئے راستے سے انحراف کرتی ہے یا اس سے رک جاتی ہے اور متعدد راستوں کی اتباع کرتی ہے تو انسانیت اس کے سبب اللہ کے سیدھے اور واحد راستے سے جدا ہو جاتی ہے۔

(۷) اور جو شخص اسلام کی محنت کو دیکھتا ہے مگر جاہلیت کی تہہ بتہہ گھٹا کو نہیں دیکھتا وہ اس ضرورت کی انتہاء کا ادراک نہیں کرسکتا جس کو قرآن نے مؤکد اور مکرر بیان کیا ہے اور اس بار یکی کا بھی جس کی تلاش میں ہر ضمیر اور ہر حیات کی راہ پر چلنے والا کرتا ہے۔

(۸) بلکہ ان گمراہی کے گھٹاٹوپ اندھیروں کی طرف مراجعت کرنا، اس جہد اور کوشش کی ضرورت کو اور کھول دیتا ہے اور واضح کردیتا ہے۔ جیسے وہ کھول دیتا ہے اس دور کی عظمت کے بارے میں جو عقیدے کو لے آیا ہے تاکہ وہ اس کو پہنچادے انسانی ضمیر کی آزادی اور زندگی کو آزادی دینے میں اور جبکہ حیات تصور اعتقادی کی بنیاد استوار ہوتی ہے خواہ وہ کیسی بھی ہو؟

دور جاہلیت کے مقابلہ میں اسلام کی خوبی

(۹) جب ہم جاہلیت اولی کے گھٹاٹوپ اندھیروں کی طرف مراجعت کریں گے تو ہم اس ضمیر اور حیات کی آزادی کی قدر و قیمت کا ادراک کرسکیں گے)۔ خصوصاً سلامتی والے مضبوط راستے پر حیات کو سیدھا کھڑا کرنے کے بارے میں جس کے ساتھ حیات بشری اور انسانی کا معاملہ سیدھا ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ فساد اور خرابی سے اور بھٹکنے اور ٹامک ٹوئیاں مارنے اور ظلم سے اور ذلت سے نجات پاجاتی ہے۔ اور جب ہم ان گمراہی کو اندھیروں میں دیکھیں گے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کی قدر و قیمت کا ادراک کرسکیں گے جو انہوں نے فرمایا تھا:

ينقص الاسلام عروةً عروةً من نشأ فى الاسلام ولم يعرف الجاهلية

وہ شخص اسلام کو ایک ایک کڑی کرکے توڑ دے گا جو اسلام میں پرورش تو پائے مگر وہ اسلام کے قبل والی جاہلیت کو نہ جانے۔

تو گویا کہ جو شخص جاہلیت اولی کو جانے وہی اسلام کی قدر و قیمت کا ادراک کرسکتا ہے اور وہی جان سکتا ہے کہ اسلام کس قدر حریص ہے اللہ کی رحمت پر جو کہ اسلام کے عہد توحید کی شکل میں سامنے آتی ہے اور اللہ کی نعمت ہے جو اس کے سبب پکی ہوئی ہے۔

(۱۰) بے شک اس عقیدہ توحید کا جمال اور اس کا کمال اور اس کا برمحل ہونا اور اس بہت بڑی حقیقت کی کشادگی جس کی صورت اسلام نے اختیار کی ہے۔ اس سب کچھ کی حقیقت دل اور عقل کے لئے ایسے روشن اور واضح نہیں ہوسکتی۔ جیسے جاہلیت کی تاریکیوں کی طرف مراجعت کرنے کے بعد ہوتی ہے وہ جاہلیت جو اسلام سے قبل تھی یہ عقیدہ (توحید) رحمت بن کر ظاہر ہوگا۔ حقیقی رحمت جو دل اور عقل کے لئے بھی رحمت ہے، اور حیات وزندگی اور زندوں کے لئے بھی رحمت ہے، رحمت اس سبب سے جو اس میں جمال، فراخی، وضاحت تربیت اور برمحل ہونا ہے اور اس میں قرب، انس وحمیت اور ایسی فطرت کے ہم آہنگ ہونا ہے جو گہری ہے۔

سچ فرمایا اللہ کریم نے:

أفمن يمشى مكبًا على وجهه اهدى ؟ ام من يمشى سويًا على صراط مستقيم ؟

کیا وہ شخص جو اوندھا منہ کے بل چلے کیا وہی سیدھی روش پر ہے، یا جو سیدھا سیدھا پیر صراط مستقیم پر چلے وہ صحیح چل رہا ہے ؟

توحید اسلام کا معجزہ ہے ۔ اللہ ☆ رسول ☆ قرآن ☆ کعبہ

ا۔ بے شک اسلام کا تصور، وہی توحید کا تصور ہے۔ وہ منفرد تصور جو توحید کامل و توحید خالص کی بنیاد پر قائم اور باقی ہے۔ بے شک توحید اس اسلامی تصور کی بہت ساری خصوصیات میں سے ایک بڑی خاصیت ہے جو اس کو عمومی طور پر دھرتی پر موجود تمام گھسے پٹے عقیدوں سے منفرد اور ممتاز بناتا ہے۔

۲۔ البتہ تحقیق تمام تصورات، تمام فلسفے اور تمام مذاہب کھل چکے ہیں جو دھرتی پر موجود ہیں اور وہ جن پر مغربی سوچ کھڑی ہے اور جس نے فکر انسان کو ایسا بنا دیا ہے کہ وہ اس حیات میں پاگل ہو چکا ہے۔ ان لوگوں کے سطحی تصورات کی بنا پر جو کبھی مادہ پرستی کے گوشے کی طرف جھکتے ہیں تو کبھی رُوحانیت کے گوشے کی طرف کبھی طاقت کے گوشے کی طرف۔ مگر انسانی طبیعت و فطرت کا ادراک نہیں کر سکتے نہ اس کے تقاضوں کا۔ جبکہ تصور اسلامی راسخ ہے اور پکا ہے اپنی جامعیت کے لحاظ سے۔ جو کہ انسانی خصائص اور تقاضوں کا پوری طرح ادراک رکھتا ہے اور مستحکم زندگی کے راستے اور شاہراہیں قائم کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ باعزت طریقے سے زندگی گزارتا ہے جو آسان بھی ہے اور خوشگوار بھی ہے۔ تصور اسلامی حیات کی بھی تعمیر ہے اور رُوح کی بھی، اور فطرت کے اصولوں کی بھی۔ نہ انسان کو بلا وجہ کی مشقت و تکلیف میں مبتلا کرتا ہے نہ ہی اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کا شیرازہ بکھیرتا ہے۔ اسی خوبی کی وجہ سے اور انہیں اعلیٰ اقدار کی وجہ سے بہت سارے مفکرین کو اسلامی مفکر نے اپیل کی ہے اور انہوں نے اسلام کو سبق سبق کر کے پڑھا ہے اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو بھی انہوں نے بغور پڑھا اور محفوظ کیا اور اس کے الفاظ کو بعد گہری دراست و تعلیم کے اس دین کے قواعد کو اور اصولوں کو۔ لہٰذا اکثر ان میں سے مسلمان ہو گئے اور اس دین کے داعی و مبلغ بن گئے، یہاں تک کہ مغرب میں بھی اسلام کو سمجھنے میں اپنی مشکلات میں ان سے مدد حاصل کرنے لگے۔

اسلام کے مطالعہ کے بعد برنارڈشو کا قول .... (۱) میں پختہ یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص اپنے ذمہ اس کام کو لے لے کہ وہ محمد (ﷺ) کی طرح نئی دنیا پر حکومت کرے اور فیصلے کرے تو وہ دنیا کی مشکلات حل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ ایسے طریقے پر کہ دنیا میں سلامتی، سعادت و نیک بختی، سکون اور اطمینان قائم ہو جائے گا جس کی دنیا کو اس وقت سب سے زیادہ شدید ضرورت ہے۔

(۲) البتہ اسلام عیسائیت سے بہت زیادہ تہذیب و تمدن سکھاتا ہے اور مساوات اور بھائی چارے کا علم بردار ہے۔ یہ دلائل ہم ان لوگوں کی تقریروں سے نقل کر کے ذکر کر رہے ہیں جو انگریز کے نوکر اور تنخواہ خوار رہے ہیں اور ان سے جن کو بڑے بڑے سیاحوں نے عینی سیاحت کے نتیجے میں ملاحظہ کر کے لکھا ہے۔ خوبصورت نتائج جو دین اسلام سے پیدا ہوئے ہیں اور اس سے اس کی نشانیوں کا ظہور ہوا ہے۔ (مثال کے طور پر) جب کوئی قوم سوڈانیوں (سیاہ فاموں سے) سے اسلام کو بطور دین کے اختیار کرتی ہے تو فوراً اس میں سے یہ خرابیاں غائب ہو جاتی ہیں، بتوں کی پوجا کرنا، شیطان کی اتباع کرنا، اللہ عزیز و رحمٰن کے ساتھ شرک کرنا، (دیکھتے ہی دیکھتے) وہ قوم انسان کے گوشت کھانے کو، لوگوں کو قتل کرنے کو، بچوں کو زندہ دفن کرنے کو حرام سمجھنے لگتی ہے۔ اور کہانت و غیب کی خبریں پوچھنے اور یقین کرنے سے نفرت کرنے لگتی ہے اور وہ لوگ اصلاح (انسانیت کے) اسباب کو اختیار کرتے اور اپناتے ہیں۔ (مثلاً) صفائی اور پاکیزگی کو پسند کرنا، ناپاک چیزوں (خبائث سے) اور نجاست و گندگی سے اجتناب کرنا، شرافتِ نفس اعلیٰ قدروں کی حفاظت کرنا اور ان کو جمع کرنا وغیرہ۔

(۳) مہمان کی ضیافت کرنا ان کے نزدیک دینی لوازم میں سے ہو جاتا ہے اور شراب نوشی قابل نفرت امور سے ہو جاتی ہے، جوا کھیلنا قسمت کے (بتوں میں سے) تیر نکالنا حرام ہو جاتا ہے۔ ناچنا اور رقص کرنا قبیح اور معیوب ہو جاتا ہے۔ عورتوں کے ساتھ میل جول (ایسا اختلاط) جس میں کوئی تمیز اور فرق نہ ہو قابل نفرت ہو جاتا ہے۔ اور وہ عورت کی عفت و عظمت اور پاکدامنی کو فضیلتوں و عظمتوں میں سے سمجھنے لگتے ہیں۔ اور وہ اچھی خوبصورت خصلتوں کو مضبوطی سے پکڑنے لگتے ہیں۔

(۴) بہر حال باقی رہا آزادی کے اندر حد سے تجاوز کرنا (مادر پدر آزاد ہونا) اور حیوانی خواہشات کے پیچھے دوڑنا اور رسوا ہونا۔ تو شریعت اسلامی اور دین اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ دین اسلام وہ دین ہے جو لوگوں کے درمیان تعلق اور جوڑ اور روابط کو عام کرتا ہے اور نفس کو خواہشات سے روکتا ہے۔ ناحق کسی کا خون بہانے کو حرام قرار دیتا ہے اور سیاہ دلی قساوت قلبی اور سنگدلی کو حرام قرار دیتا ہے۔ غلاموں کے معاملے میں بھی اور اس سے بڑھ کر حیوانوں اور جانوروں کے معاملے میں بھی اور انسانیت کو وصیت کرتا ہے۔ اور خیر و بھلائی اور بھائی چارے پر آمادہ کرتا ہے۔ اسلام بیویاں یعنی عورتوں کے معاملے میں اعتدال سے کام لینے کے لئے کہتا ہے اور شہوتوں کے گھوڑے کی بُرائی بتاتا ہے۔

روس کے فلسفی مصنف کی بات .... روس کے معروف فلسفی مصنف نے جب دوسرے اہل ادیان اور اہل مذاہب کے دین اسلام پر حملے ملاحظہ کیے، اس کی غیرت نے اس کو حق گوئی کے لئے جھنجوڑا اور اس نے اسلام کی بنیاد پر کتاب تصنیف کی اور کہا کہ اسلام کا نبی (محمد ﷺ) عرب کے شہروں میں غریب ماں باپ کے ہاں پیدا ہوا تھا۔ اس نے عمر کی ابتداء میں بکریاں چرانے کا عمل بھی کیا۔ گوشہ نشینی اور علیحدگی پسندی کی طرف مائل تھے۔ میدانوں اور صحراؤں میں جا جا کر اللہ خالق کائنات کے بارے میں سوچتے اور غور کرتے رہتے تھے۔ اس کے ہم عصر عربوں نے بہت سارے ربّ ٹھہرا رکھے تھے جن کی وہ عبادت کرتے تھے، جن کا قرب تلاش کرنے اور ان کی رضا تلاش کرنے کے لئے وہ مبالغہ کرتے اور حد سے بڑھ گئے تھے۔ اور انہوں نے عبادات قائم کر رکھی تھیں اور وہ ان کے لئے مختلف قربانیاں پیش کرتے تھے۔

اور اسلام کا نبی (محمد ﷺ) جیسے جیسے اس کی عمر آگے بڑھتی گئی اس کا اعتقاد ان کے خود ساختہ ربوں فساد اور خرابی کے بارے میں مزید بڑھتا چلا گیا۔ اور یہ کہ یہاں پر ایک اکیلا اور حقیقی اِلٰہ موجود ہے تمام لوگوں کے لئے اور تمام شعبوں کے لئے۔ تحقیق محمد ﷺ کا ایمان اس سوچ اور اسی فکر کے بارے میں زیادہ ہوتا گیا۔ لہٰذا وہ اُمت کو اور اپنے گھر والوں کو اپنی اس (توحیدی) فکر اور سوچ کی دعوت دینے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ یہ اعلان کرتے ہوئے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کو ان تمام لوگوں کی ہدایت کے لئے چُن لیا ہے اور اس سے عہد لیا ہے ان کی آنکھوں کو روشن کرنے کے لئے اور ان لوگوں کے باطل ادیان اور باطل عبادات کو گرانے اور تہس نہس کرنے کے لئے۔ لہٰذا وہ اپنے عقیدے اور دین داری کے بارے میں برملا اعلان کرتا رہا۔ اس دین کا خلاصہ جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو پکارا یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ اسی وجہ سے اس کے سوا کسی کی عبادت کرنا جائز نہیں ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ عدل کرنے والا اور اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ اور بالآخر انسان کے لوٹ کر واپس جانے کی جگہ بھی اس کے ہاں ہے۔ لہٰذا اسی ایک پر ہی رُک جانا چاہئے۔

خواہش پرستی ہلاکت ہے .... جو شخص اس اکیلے الٰہ پر ایمان لے آئے گا اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں بہترین اجر عطا کرے گا اور جب کوئی شخص اللہ کی شریعت اور اس کے دستور کی خلاف ورزی کرے گا اور اپنی خواہش نفسانی پر چلے گا بے شک وہ اس کو آخرت میں سخت سزا دے گا۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو اپنے ساتھ محبت کرنے کا اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت ہوتی ہے نماز اور لوگوں سے محبت ہوتی ہے تنگی اور خوشی میں ان کے ساتھ شریک رہنے سے اور یہ کہ جو لوگ اللہ اور آخرت والے دن پر ایمان لاتے ہیں ان کے ساتھ یہی مناسب ہے کہ وہ اپنی پوری پوری کوشش صرف کر ڈالیں ہر اس چیز سے دُور کرنے کے لئے ؛ ہر اس چیز سے جس کی خاصیت شہوات نفسانی کو اُبھارنا ہے اور خود ہی دنیوی لذت کی چیزوں سے دُور رہے۔ اور اسلام ان پر لازم کرتا ہے کہ وہ جسم کی خدمت اور نوکری نہ کریں اور نہ ہی اس کی پوجا کریں بلکہ وہ ان پر لازم کرتا ہے کہ وہ رُوح کی تہذیب وطہارت کریں اور اسی کی تربیت کریں۔ اور محمد (ﷺ) نے یہ نہیں کہا کہ وہ خود نبی ہیں اور بس یعنی بس وہی اکیلے نبی ہیں بلکہ وہ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام بھی نبی تھے اور انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کو ان کا دین چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

اور محمد (ﷺ) کی دعوت کے ابتدائی برسوں میں قدیم مذاہب کے لوگوں سے احتمال تھا زیادہ تر غلبے اور جبر کا دباؤ ڈالنے اور مجبور کرنے کا جبکہ حضور (ﷺ) سے قبل ہر نبی کی حالت یہ تھی کہ اس نے اپنی اُمت کو حق کی طرف دعوت دی تھی۔ لیکن یہ مجبوریاں، یہ رکاوٹیں آپ (ﷺ) کے عزم کو نہ موڑ سکیں، نہ کمزور کر سکیں۔ بلکہ آپ اپنی اُمت کو دعوت دینے میں پکے اور مضبوط تھے۔

غیر مذہب والوں کے ساتھ رواداری کا حکم .... تحقیق عربوں میں بہت سے لوگ اپنی عاجزی تواضع ،زہد ودنیا سے بے رغبتی ، عمل کے شوق اور قناعت پسندی کے اعتبار سے دوسروں سے ممتاز ہوگئے اور انہوں نے اپنی پوری پوری کوشش صرف کرڈالی تھی اپنے دینی بھائیوں کی مساعدت ومدداوران کے دست وبازو بننے میں مصیبتوں کی ان پر آمد کے وقت میں ۔اس لئے مؤمنوں کی جماعت پر ابھی تک کوئی طویل زمانہ نہیں گزرا تھا کہ لوگ ان کے گرد جمع ہونے لگے اور ان کا بہت بڑا احترام کرنے لگے، ان کی قدر اور تعظیم کرنے لگے اور روز بروز ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔اور دین اسلام کی خوبیوں میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ مسیحوں اور یہودیوں کے ساتھ خیر وبھلائی کی وصیت کرتا ہے۔خصوصاً اپنے دینی بھائیوں کے ساتھ بھی۔

تحقیق اسلام نے ان سب لوگوں کے ساتھ حسن معاملہ کا حکم دیا ہے۔اسلام کا یہود ونصاریٰ کے ساتھ حسن معاملہ اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ اس نے اپنے ماننے والوں کو دوسرے ادیان ومذاہب کے لوگوں میں سے شادیاں کرنے کی اجازت دے دی ہے۔اور اعلیٰ بصیرت کے حامل لوگوں پر یہ بات مخفی نہیں ہے وہ چیز جو اس دین اسلام کے اندر چشم پوشی ،نرمی اور گنجائش ہے۔

اس کے بعد اس فلسفی نے یہ کہتے ہوئے اپنی بات کو ختم کردیا ہے کہ بلاشبہ وہ نبی عظیم مصلح مردوں میں سے تھے۔جنہوں نے سوسائٹی کی خدمت کی ،یعنی اجتماعی مفادات کی خدمت کی۔بڑی عظیم خدمت، اور اسلام کے نبی کے لئے بجا طور پر بڑے فخر کی بات ہے کہ اس نے اپنی اُمت کو (اپنی جماعت کو) نور اور حق کی روشنی کی طرف رہنمائی فرمائی ہے اور اپنی اُمت کو اس طرح بنادیا ہے کہ وہ سلامتی کو حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کرلے۔اور اُمت ناحق خون بہانے سے باز آجائے۔اور قربانیاں پیش کرنے کی ہدایت دی ہے۔اور نبی اسلام محمد (ﷺ) کے لئے بجا طور پر یہ بھی بڑے فخر کی بات ہے کہ اس نے اپنی اُمت کے لئے آگے بڑھنے اور ترقی کی راہ کھول دی ہے جبکہ یہ بڑا عظیم کام ہے اور کوئی شخص اس عظیم کام کو کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکا ،اگرچہ اس کے پاس طاقت بھی تھی ،حکمت اور علم بھی تھا (صرف محمد ﷺ اس میں کامیاب ہوئے تھے)۔ ان خوبیوں اور عظمتوں والا انسان اس بات کا مستحق ہوتا ہے کہ اس کا احترام واکرام کیا جائے۔

ڈاکٹر موریس بوکائی کا پیش کردہ عظمت اسلام کا جائزہ .... ڈاکٹر موریس عظمتِ قرآن پیش کرتے ہیں اور اپنے ایک سوال کے ذریعے استدلال کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نَبِیُّ مُرْسَلٌ ہیں کہ آپ لوگوں کو چھٹی صدی مسیحی کے اندر اس وقت کہ جب چاروں طرف ہلاکت پھیل چکی تھی اور بربادی عام ہوچکی تھی۔ان حالات میں آپ اس قدر وسیع اور کثیر علمی معارف کے کیسے مالک بن گئے؟ جن کی وسعت اور کثرت کو دیکھ کر خوف آتا ہے اور انسان دنگ رہ جاتا ہے۔اس قدر علمی مہارت جو موجودہ دور کی علمی ثقافت کی چودہ صدیوں سے زیادہ سبقت کرگئے۔آپ توجہ سے ان کی بات سُنئے ،وہ کہتے ہیں :

ڈاکٹر موریس کہتے ہیں :

(۱)　ابتداء میں میری حیرانی وپریشانی کو ان علمی پہلوؤں نے اور اُبھارا جو قرآن کے ساتھ مختص ہیں یعنی جن کو قرآن خصوصی طور پر بیان کرتا ہے، میں ہرگز یقین نہیں کرسکتا تھا اس امکان کے بارے میں کہ بڑی تعداد میں نئی دریافت اور معلومات کے کھل جانے کا امکان بھی ہوسکتا ہے اس حد تک، خاص دعوؤں سے ایسے موضوعات کے ساتھ جو شدید متنوع ہیں اور پھر وہ ہر طرح جدید علمی معارف کے ساتھ مطابقت بھی رکھتے ہیں۔اور یہ (علمی معارف) تیرہ صدیوں سے کتب کی تصریح اور وضاحت میں موجود ہیں۔

قرآنی نصوص کو سبقاً سبقاً پڑھنا .... ابتداءً اسلام کے ساتھ میرا کوئی ایمان نہیں تھا۔میں نے (قرآنی نصوص) اور وضاحتوں کو سبق سبق کرکے پڑھنے کا طریقہ اختیار کیا آزاد رُوح فکر کے ساتھ (ایسی رُوح) جس کے ساتھ پہلے سے کوئی حکم نہ لگایا گیا اور کوئی فیصلہ نہ کیا گیا ہو۔بلکہ مکمل موضوع کی تکمیل ہو۔جب باقاعدہ پڑھنا اور سمجھنا شروع کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ یہاں تو ایک خاص تاثیر ہے جو انتہائی پریکٹس کے ساتھ پکی کی گئی ہے۔وہ یقینی طور پر ان تعلیمات کی تاثیر تھی جس کو میں نے اپنی جوانی کے دور میں حاصل کیا تھا۔اس میں زیادہ تر بحث

مسلمانوں کے بارے میں یعنی اس نام سے نہیں ہوتی تھی بلکہ محمدیوں کے بارے میں بات ہوتی تھی۔ اس لئے کہ یہ بات اس بات کی طرف پکا اشارہ کرتی تھی کہ اس سے مراد وہ دین ہے جس کی بنیاد ایک آدمی نے رکھی تھی جس کا نام محمد (ﷺ) تھا۔ جبکہ حلفی طور پر وہ ایسا قیمتی دین ہے جس کی کوئی قیمت نہیں لگائی جا سکتی (یعنی انتہائی قیمتی ہے)

پورے کا پورا امکان تھا کہ بہت سارے لوگوں کی طرح میں بھی ان غلط افکار کو اپنا لیتا جو اسلام کے مخالف ہیں۔ حالانکہ وہ اس قدر پھیلے ہوئے ہیں اور عام ہیں کہ میں ہمیشہ خوف زدہ ہو جاتا ہوں جب میں محققین سے باہر نکلنے والے سے ملتا ہوں، جو ان نقاط میں روشنی حاصل کرنے والے ہیں اور اسی روشنی میں بات کرنے والے ہیں۔ اس وقت میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں جاہل تھا اس سے قبل کہ مجھے اسلام کی صحیح تصویر بتائی گئی جو اس تصویر سے یکسر مختلف ہے جو ہم نے یورپ میں حاصل کی تھی۔

یورپ میں اسلام کا غلط تصور .... (۲ جب میں اس فرق کا اندازہ لگانے پر قادر ہوا جو اسلام کی حقیقت کو واضح کرے، اس شکل سے جو ہم لوگوں نے اس کے بارے میں مغرب (یورپ) میں غلط گھڑ رکھی تھی تو مجھے عربی لغت کے سیکھنے کی ضرورت کی شدت کا احساس ہوا۔ کیونکہ میں اس لغت کو نہیں جانتا تھا۔ مجھے احساس ہوا کہ میں اس کو سیکھوں تا کہ میں اس دین کو براہ راست پڑھوں اور سمجھوں جس سے لوگوں کی اکثریت جاہل ہے۔ اس سلسلے میں میرا پہلا ہدف قرآن مجید کی قرأت یعنی الفاظ اور متن کی تعلیم حاصل کرنا تھا اور ایک ایک لفظ کر کے اس کا معنی و مطلب سمجھنا تھا۔ میں نے اس ہدف کو حاصل کرنے کے لئے مختلف تراجم اور حواشی و تشریح سے مدد حاصل کی جو حواشی اور تفسیریں تنقیدی پڑھائی اور جانچ پرکھ کرنے والی تعلیم میں لازم ہیں۔ میں نے قرآن مجید کی تعلیم کو بیداری اور ہوشیاری اور خوب آگاہی کے ساتھ خاص شکل کے ساتھ اصل صورت میں اخذ کیا بڑی مستعدی سے فزیکل اقتضاءات کے مطابق۔ تحقیق مجھے خاص تفصیلات کی دقت اور باریکی نے ان اقتضاءات سے غافل کر دیا تھا۔ اور یہ وہ تفصیلات تھیں جن کا ادراک کرنا ممکن نہیں تھا مگر اصلی نص اور وضاحت میں (اصلی متن میں) وہ معانی اور وہ مفہوم اور وہ مطالب آج کے دور میں جن کے سمجھنے پر قادر ہوں انہوں نے مجھے ان اقتضاءات سے غافل کر دیا اور بھلوا دیا اور وہ جن کا سمجھنا کسی انسان کے لئے ممکن نہیں تھا محمد ﷺ کے دور کے اندر کہ اس سے کوئی ادنیٰ سوچ بھی بنائی جا سکے۔ ان امور نے مجھے ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

قرآن کریم کے گوناں گوں موضوعات .... (۳) بے شک پہلی وہ چیز جو اس شخص کی رُوح کے اندر حیرانی و پریشانی پیدا کرتی ہے جو پہلی مرتبہ اس متن اور اس وضاحت کی مثل کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ ہے ان موضوعات کی کثرت اور گوناں گوں ہونا۔ ایسے موضوعات جو ایک دوسرے میں داخل ہیں اور گہرے ہیں۔ مسئلہ خلق ہے اور فلک ہے اور زمین سے متعلق بعض موضوعات خاصہ کا پیش کرنا۔ عالم حیوانات، عالم نباتات، باہم انسان کی افزائش نسل ہے۔ علاوہ ازیں ہم توراۃ کے اندر موٹی موٹی اور صریح غلطیوں پر آگاہ ہوتے ہیں مگر قرآن میں ہمیں اس طرح کی کوئی غلطی نہیں ملتی۔

مجھے اس کیفیت نے یہاں تک پہنچا دیا کہ میں لوگوں سے کہوں کہ اگر قرآن مجید کو لکھنے والا کوئی انسان ہوتا تو وہ عصر مسیحی کی ساتویں صدی میں کیسے اس چیز کی استطاعت رکھتا کہ وہ اس طرح کی کتاب لکھے کہ وہ اس چیز کی وضاحت کرے۔ جو آج کے جدید علمی معارف سے ہم آہنگ ہو سکے؟ اور مطابق ہو سکے؟ تو یہاں پر شک کی کوئی گنجائش باقی رہ جاتی۔ لہٰذا قرآن مجید کی نص اور متن والی وضاحت جو آج ہمارے ہاتھوں میں ہے وہ بعینہٖ فعلاً اور عملاً وہی نص اور وہی تصریح ہے۔ جو بالکل پہلی اور اصلی اور حقیقی ہے۔

کیا علت ہے کیا وجہ ہے؟ جب وہاں کوئی خاص سبب نہیں تھا جو اس عقیدہ کے لئے داعی اور مقتضی ہوتا کہ جزیرۃ العرب جیسے علاقے میں رہنے والوں میں سے کوئی ایک شخص اس زمانے میں جس میں فرانسیسی درجوبیر کے لئے جھکتے تھے۔ اس بات کی استطاعت رکھتا کہ وہ کسی ایک ایسی علمی ثقافت کا مالک بنتا اور اس کا بیڑا اُٹھاتا جو ثقافت ہماری دس صدیوں کی علمی ثقافت سے سبقت لے جاتی ہے بعض خاص موضوعات میں۔

(۴) یہ بات فعلی اور عملی طور پر ثابت ہے کہ تنزیل قرآن کے زمانے میں جو کہ تقریباً بیس سال تک طویل ہو گیا تھا۔ سنہ ہجرت کے قبل بھی اور بعد بھی ۶۲۲ء میں اس وقت علمی معارف رُکُوْدُ اور جُمُوْدُ کے مرحلے میں تھے۔ متعدد صدیوں سے جیسے عصر (حضارۃ اسلامیہ) اسلامی تہذیب تمدن کی سرگرمی علمی ترقی کا دور لاحق تھا بعد تھا تنزیل قرآن کے اختتام کے۔ بے شک جھل اکیلی ان دینی اور دنیویوں عطایا وہ جو مہربانی کرتے ہیں ساتھ پیش کرنے مطالبہ غریب کے جس کو ان میں سے بعض نے سُنا تھا کہ وہ کبھی کبھی اس کو ڈھالیتے ہیں۔ اور جو کہتا ہے کہ جس وقت تھے قرآن میں ایسے دعوے جو علمی صفت والے ہیں ایسی علمیت جو خوف اور حیرت کو اُبھارتی ہے۔ تو اس کا سبب علماء عرب کا آگے آنا ہے اپنے زمانے میں۔ اور یہ کہ محمد ﷺ نے حلقی کے طور پر ان کو تیار کیا تھا ان کی تعلیم و تدریس پر۔ بے شک جو بھی شخص تھوڑی سی بھی تاریخ اسلام سے واقفیت رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ عالم عرب میں قرون وسطیٰ میں علمی ثقافتی ترقی کا دور محمد ﷺ کے بعد ہے۔ انہوں نے ہر گز اپنی ذات کے لئے ان خیالی وہمی دعووں کی مثل کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ اس نوع کے افکار کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے اور خصوصی طور پر بڑے بڑے علمی امور جو وحی کر دیئے گئے ہیں یا جو واضح شکل وصورت میں ڈھال دیئے گئے ہیں قرآن میں جنکی تائید صرف اسی عصر حاضر سے ہوتی ہے۔

(۵) یہاں سے ہم ادراک کرتے ہیں کہ قرآن کے مفسرین (ان امور کے ساتھ جو اسلام کی اس عظیم تہذیب و تمدن کے دور میں ہیں) تحقیق انہوں نے حتمی اور قطعی طور پر غلطی کی ہے۔ صدیوں سے بعض آیات کی تفسیر میں وہ آیات جن کے دقیق معانی سمجھنا ان کی استطاعت میں نہیں تھا۔ بے شک ان آیات کا ترجمہ اور تفسیر صحیح شکل وصورت میں ممکن نہیں تھا۔ مگر اس دور کے بہت بعد میں یعنی اس دور میں ممکن تھا جو ہمارے قریب ہے۔ یہ معاملہ اس چیز کو متضمن ہے کہ وہ معارف لغوی جو سمندر کی مانند ہیں ان آیات قرآنی کی فہم کے لئے اکیلے کافی نہیں ہیں۔ بلکہ واجب ولازم ہے کہ ان کے ساتھ اضافہ کیا جائے قادر ہونا ان معارف علمیہ پر جو شدید تنوع والے ہیں۔ بے شک اس کتاب کا پڑھنا پڑھانا ایک انسائیکلو پیڈیا کا پڑھنا پڑھانا ہے جو متعدد تخصص کرنے والوں کے کندھوں پر آن پڑے، جیسے جیسے ہم آگے بڑھتے رہیں گے مسائل مشارہ کے پیش کرنے میں ہم آئندہ بھی معارف علمی کے تنوع کا ادراک کرتے رہیں گے۔ وہ معارف علمیہ جو لازم ہیں بعض آیات قرآنیہ کے معنیٰ کے فہم کے لئے۔ اس کے باوجود قرآن مجید کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جس کا ہدف ان بعض قوانین کو پیش کرنا ہو جو کائنات میں نافذ ہوتے ہیں بلکہ اس کا ہدف دینی ہے جو ہری ہے۔

اس تحقیق کو لیجئے اور سمجھئے۔ بے شک اسی عجیب راز کا ادراک کرنا اور بلند دلائل کا ادراک کرنا صرف اسی شخص کا شایانِ شان ہو سکتا ہے جو اس دین کی تعلیم میں گہرائی میں جائے۔ وہ شخص جو اس کی حقیقت و فطرت سے جاہل ہو اس کے لئے محال ہے کہ وہ اس کی کُنْھُہٗ اور اس کی حقیقت کا ادراک کر سکے۔ یہ بعینہ وہی چیز ہے جس کو ہم نے مقدمہ کے اول میں ذکر کیا ہے اور جو ہم نے امام غزالی کا طریقہ بیان کیا ہے دلائل نبوت کے اثبات میں۔

اثبات دلائل نبوت میں امام بیہقیؒ کا انداز

دلائل نبوت کے اثبات کے لئے بیہقیؒ کا طریقہ کیا ہے؟

مصنف (امام بیہقی رحمۃ علیہ) نے اس کتاب کے آغاز میں پہلے انبیاء سابقین کے معجزات پیش کئے ہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات، حضرت داؤد علیہ السلام کے معجزات، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ بہر حال نبی مصطفیٰ اور رسول مجتبیٰ جو تمام مخلوقات جن وانس کی طرف مبعوث بالحق ہیں ابوالقاسم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب، خاتم النبین، رسول ربّ العالمین ان پر صلوات ہوں اور ان کی آل پاک طیب طاہر پر بھی۔ ان کا حال تو یہ ہے کہ تمام رسولوں سے ان کے آیات بیّنات اور معجزات تمام رسولوں سے زیادہ ہیں۔ بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی نبوت کی بڑی بڑی نشانیاں اور بڑے بڑے معجزات ایک ہزار تک پہنچتے ہیں۔

اس کے بعد فرماتے ہیں:

''بہر حال آپ کی نبوت کا سب سے بڑا نشان اور سب سے بڑا معجزہ جو در حقیقت آپ کی نبوت کے ساتھ ملا ہوا ہے اور آپ کے ساتھ چولی دامن کی طرح ہے۔ جو آپ کی حیات نبوی میں مسلسل بڑھتا رہا اور اس معجزے اور نبوت کے نشان میں اضافہ ہوتا رہا اور آپ کی وفات

کے بعد بھی نبوت کی دائمی دلیل، ابدی دلیل لایزال طریقے پر ہمیشہ آپ کی اُمت کے پاس ہے اور رہے گا وہ قرآن عظیم ہے۔ جو ایسا بیان کرنے والا ہے جو سب کو خاموش کرادیتا ہے اور جو اللہ کی مضبوط اور نہ ٹوٹنے والی رسی ہے"۔

اس کے بعد مصنف علیہ الرحمۃ نے قرآن مجید کے اعجاز کی وجوہ بیان کی ہیں۔ قرآن کی وجوہ اعجاز بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

"بے شک ہمارے نبی کریم ﷺ کے پاس قرآن مجید کے علاوہ اور بھی بہت ساری آیات باہرہ اور معجزات ظاہرہ ہیں جو مخفی نہیں ہیں اور وہ بے شمار ہیں"۔

اس کے بعد مصنف رحمۃ علیہ نے حضور ﷺ کے معجزات کو اجمالی طور پر بیان کیا ہے۔ وہ اس میں معجزات کے استناد کے لئے پہلے معجزہ قرآن اور دوسری مرتبہ معجزات رسول جو درحقیقت آپ کی نبوت کے دلائل ہیں، ان کو لائے ہیں، اسی اثنا میں وہ فرماتے ہیں۔

حضور ﷺ کی نبوت کے وہ دلائل جن سے اہلِ کتاب نے آپ کی نبوت کی صحت پر دلیل پکڑی ہے .... بعض دلائلِ نبوت محمدیہ ﷺ وہ ہیں جن کے ساتھ اہل کتاب نے استدلال کیا ہے آپ کی نبوت کی صحت پر۔ وہ تو وہ دلائل ہیں جو اہل کتاب کو تورات وانجیل میں اور دیگر تمام آسمانی کتابوں میں ملے ہیں یعنی حضور ﷺ کا ذکر خیر۔ آپ کی صفت، آپ کا ارض عرب میں ظاہر ہونا وغیرہ۔ اگرچہ ان میں سے اکثر نے ان دلائل کو تحریف کر کے اپنے محل سے ہٹا دیا ہے اور بدل دیا ہے۔

وہ دلائلِ نبوتِ محمدیہ ﷺ جو آپ کی ولادت کے ایّام میں اور آپ کی بعثت کے وقت ظاہر ہوئے .... آپ کی نبوت کے بعض دلائل وہ ہیں جو آپ کی ولادت کے ایام میں اور آپ کی بعثت کے ایام میں ظہور پذیر ہوئے۔ وہ امور غریبہ اور واقعات عجیبہ جنہوں نے آئمہ کفر کی حکومتوں اور بادشاہتوں میں ہلچل مچادی تھی اور جنہوں نے ان کی وحدت کو پارہ پارہ کردیا تھا۔ جمہور لسان العرب کو تائید دی اور عربوں کے ذکر کو بلند کردیا۔ جیسے

۱۔ اصحاب فیل کا واقعہ، اور اس میں اللہ نے اس لشکر کے ساتھ جو عذاب اور جو عبرت ناک سزا اس گروہ پر جاری فرمائی تھی۔
۲۔ اہلِ فارس کی ایک ہزار سال سے جلنے والی آگ کا اچانک بُجھ کر دم بخود ہو جانا۔
۳۔ ایوان کسریٰ کے کنگوروں کا گر جانا۔
۴۔ بحیرہ ساوہ کا پانی ایک دم خشک ہو جانا۔
۵۔ موبذان کا خواب وغیرہ۔

ہاتف غیبی سے سُنی گئی آوازوں میں دلائل نبوت .... (۱) جو آپ ﷺ کی تعریفوں اور آپ کی صفات کے ساتھ چیخ مار کر بتا رہے تھے۔

(۲) اور وہ اشارات جو آپ ﷺ کے بیان شان کو متضمن ہیں۔
(۳) اور وہ امور جو کاہنوں اور جنوں سے آپ کی تصدیق کے بارے میں پائے گئے۔
(۴) اور وہ باتیں جو مذکورہ لوگوں نے اپنے اپنے ماننے والوں کو انسانوں میں سے حضور ﷺ کے ساتھ ایمان لانے کے اشارے دیئے تھے۔

اصنام وبتوں کے اوندھے ہونے میں دلائل نبوت .... (۱) وہ بت جو مشرکین نے اپنے معبود ٹھہرا لئے تھے، حضور ﷺ کی تشریف آوری پر ان کا منہ کے بل گر جانا (اُلٹے ہو جانا) اس کے باوجود ان کو اپنی جگہ سے کسی نے نہیں ہلایا تھا۔

(۲) اور تمام امور جو اخبار مشہورہ میں ضروری ہیں۔ مثلاً وہ امور اور وہ عجائبات جن کا ظہور آپ کے ایام ولادت میں ہوا۔ اور جن کا ظہور آپ کے ایام پرورش میں ہوا۔ اور جن کا ظہور زمانہ پرورش کے بعد سے آپ کے بعثت اور نبی بننے تک ہوا۔ اور وہ امور جو آپ کی بعثت کے بعد ظاہر ہوئے۔

ان مذکورہ آیات و معجزات کے علاوہ بھی بعض دوسری نوعیت کے معجزات تھے۔ مثلاً

بعثت کے بعد آپ ﷺ کے بعض مخصوص و مشہور معجزات .... (۱) چاند کا پھٹ جانا۔

(۲) کھجور کے سوکھے تنے کا رونا۔

(۳) حضور ﷺ کی اُنگلیوں سے پانی کا نکلنا حتیٰ کہ لوگوں کی کثیر تعداد نے اس سے وضو کیا۔

(۴) طعام کا تسبیح کرنا۔

(۵) درخت کا حضور ﷺ کی بات مان کر چلے آنا جب انہوں نے اس کو بلایا تھا۔

(۶) زہر آلود بکری کی نلی کا حضور ﷺ سے کلام کرنا

(۷) بھیڑیئے اور گوہ کا حضور ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا۔

(۸) شیر خوار اور میت کا آپ ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا۔

(۹) حضور ﷺ کی دعا کے ساتھ طعام اور پانی زیادہ ہو جانا، یہاں تک کہ لوگوں کی کثیر تعداد نے فائدہ اُٹھایا۔

(۱۰) حضور ﷺ کا اس بکری کے تھنوں سے دودھ برآمد کرنا جس پر اس کا نر یعنی بکرا کبھی نہیں چڑھا تھا اور اس سے جفتی نہیں کی تھی۔ اس کے باوجود اس کا دودھ اُترا تھا۔

(۱۱) حضور ﷺ کا بعض پیش آنے والے واقعات کی خبر دینا، جن میں سے بعض کی تصدیق تو آپ ﷺ کے اپنے زمانہ حیات میں ہوگئی تھی اور بعض کے آپ ﷺ کے بعد ہوئی وغیرہ وغیرہ۔ امور و واقعات کتب میں مدون مذکور ہیں۔

امام بیہقیؒ کی شرط اپنی کتاب کے بارے میں اور آپ کی اس تصنیف کی خصوصیات .... امام بیہقیؒ آغاز کتاب میں تخریج احادیث و اخبار کی بابت شرط کے بارے میں شرح و تفصیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

> ''میری مصنفات کے اندر خواہ وہ اصول میں ہوں یا فروع میں، میری کتابوں میں میری عادت یہ رہی ہے کہ غیر صحیح کو چھوڑ کر صرف صحیح پر اکتفا کیا ہے اور صحیح کو غیر صحیح سے ممیز اور علیحدہ کیا ہے۔ تاکہ اہل سنت میں سے جو شخص بھی اس میں دیکھے وہ بصیرت کے ساتھ اس پر اعتماد کرے اور اہل بدعت میں سے وہ شخص جس کا دل قبول اخبار سے کج ہو چکا ہو اس کے لئے ان آثار سے آنکھیں بند کرنے کی کوئی گنجائش نہ ہو جن پر اہل سنت نے اعتماد کیا ہے''۔

امام بیہقیؒ اخبار احاد سے بھی حجت پکڑنا .... اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ مصنف (امام بیہقیؒ) نے دلائل کے آغاز میں قبول اخبار کی طرف اور خبر واحد کو حجت ثابت کرنے میں تعرض کیا ہے (یعنی اس کے درپے ہوئے ہیں، اور انہوں نے اس بات کی کوشش کی ہے)۔ انہوں نے باقاعدہ ان لوگوں کے بارے میں فصل قائم کی ہے جن کی خبر قبول کی جاتی ہے۔ اور وہ کلام کرتے ہیں انواع اخبار کے بارے میں اور مرسل روایات کے بارے میں اور اختلاف حدیث کے بارے میں اور احادیث میں سے ناسخ اور منسوخ کے بارے میں۔ ان سب بحثوں سے فارغ ہو کر وہ یہ قول کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ کتاب تصنیف کی ہے اور اس میں وہ چیز بھی لائے ہیں جو ہر حدیث کی صحت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

باقی رہیں وہ احادیث جن کو انہوں نے مبہم چھوڑ دیا ہے (اس کی طرف اشارہ نہیں کیا) وہ بھی مقبول ہیں ان کی مثل جن کی انہوں نے تخریج کی ہے۔

امام بیہقیؒ کا ضعیف کے مقابلے میں صحیح پر اعتماد کرنا .... بہرحال جن کو وہ اسنادِ ضعیف کے ساتھ لائے ہیں انہوں نے ان کے ضعف کی طرف اشارہ کر دیا ہے اور اعتماد انہوں نے ان کے ماسوا دیگر صحیح روایات پر کیا ہے۔ اس بات کی مثال وہ ہے جسے انہوں نے قصہ معراج بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ قصہ معراج میں ہم نے جو احادیث ذکر کی ہیں ان کے علاوہ اور بھی احادیث ہیں جو ضعیف روایات کے ساتھ مروی ہیں لیکن ان روایات میں جو ثابت ہیں یعنی صحیح اسانید کے ساتھ استغنا ہے یعنی صحیح اسناد کے ساتھ ثابت شدہ احادیث کے بعد ضعیف کی ضرورت و احتیاج باقی نہیں ہے۔

امام بیہقیؒ کے اعتماد کی بنیاد بخاری و مسلم ہیں جب کہ روایات سب کی لی ہیں .... امام بیہقیؒ اپنے اعتماد کی بنیاد بخاری و مسلم پر رکھتے ہیں اور ان دونوں سے کثرت کے ساتھ احادیث نقل کرتے ہیں اور اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد پھر وہ سنن ابو داؤد سے نقل کرتے ہیں اور اس کی طرف اشارہ نہیں کرتے۔ بعض احادیث میں نے دیکھی ہیں جو انہوں نے سنن ترمذی سے نقل کی ہیں۔ میں نے حواشی کے اندر ان کی تخریج لکھ دی ہے۔ اسی طرح وہ مسند امام احمد سے، اور موطا امام مالک سے، اور سنن ابن ماجہ سے، اور سنن نسائی کبریٰ سے، اور سنن دارمی سے بھی۔ اور مستدرک حاکم سے، اور ان کے شیخ ابن حبان سے بھی احادیث لیتے ہیں۔ جیسے وہ مغازی موسیٰ بن عقبہ سے لیتے ہیں۔ ہماری طرف ان میں سے نہیں پہنچی مگر ہم کتابوں میں کہتے ہیں۔ جیسے وہ مغازی واقدی سے لیتے ہیں۔ ہاں سیرت ابن ہشام سے کثرت کے ساتھ لیتے ہیں۔

بعض اخبار بیہقیؒ کے ہاں ایسے پائے گئے ہیں جو صرف انہیں کی کتاب میں آئے ہیں بس۔ اور ان کی اسناد بھی انہیں پر رجوع کرتی ہیں، جیسے شعروں کے بیت طلع البدر علینا۔ اور بعض دوسرے اخبار جو حدیث ام معبد میں وارد ہوئی ہیں اور قوم تُبَّع۔ اور زم زم کی کھدائی وغیرہ کے بارے میں۔ اور بعد کے مصنفین نے انہیں سے ان کو نقل کیا ہے۔ کبھی ان کی کتاب میں بعض اخبار مکرر لائی گئی ہے۔ یا کبھی ان کو ایک مقام پر مختصر چلاتے ہیں۔ اور دوسرے مقام پر اسی کو طویل لاتے ہیں۔ مثلاً جیسے انہوں نے اصحاب فیل کے قصے کو مکرر لایا ہے اور سوکھے کھجور کے تنے والی روایت کو مکرر لائے ہیں۔ ایک مرتبہ اس کو خبر کے بارے میں لائے ہیں ہجرت کے بعد، پھر دوبارہ اس کو دلائل میں لائے ہیں۔ اور اسی طرح حدیث اُم معبد کو لے لیجئے اس کو ایک مرتبہ وہ صفت رسول کے ضمن میں لائے ہیں اور دوسری مرتبہ آپ کی ہجرت کے عنوان کے تحت لائے ہیں وغیرہ۔ یہ تحقیق وتدقیق اور چھان پھٹک تو اخبار کے بارے میں تھی، اب آیئے ان کی شرط کا جائزہ لیتے ہیں۔

احادیث کو لانے میں امام بیہقیؒ کی شرط اور علماء کا اس پر اتفاق .... امام بیہقیؒ کی شرط یہ ہے کہ وہ احادیث میں سے نہیں لائیں گے مگر صحیح کو اس لئے کہ اعتماد کرنا مناسب نہیں ہے مگر اسی صحیح پر۔ اسی وجہ سے ان کی کتاب علماء کے اندازے میں وقیع قرار پائی اور ان کی بات اور کلمہ اس بات پر متفق ہو گیا کہ درحقیقت یہ کتاب اپنے موضوع پر جامع ترین کتاب ہے۔ صحت کی حیثیت سے دقت و باریک بینی کے لحاظ سے۔ تہذیب اور چھان پھٹک کے اعتبار سے، اور حسن ترتیب کے اعتبار سے۔ لہٰذا ان کی کتاب ایک مستقل مأخذ و مصدر کی حیثیت اختیار کر گئی ہے اور علماء نے اس پر اعتماد کیا ہے اور علماء (اسی اعتماد و استناد کی وجہ سے) اس کتاب سے کثرت سے احادیث نقل کرتے ہیں اور حوالہ دیتے ہیں اور ان کی طرف انتساب کرتے ہیں۔ مثلاً حافظ ابن کثیرؒ البدایہ والنھایہ میں جس کو انہوں نے اس کتاب سے نقل کر کے بھر دیا ہے اور جلال الدین سیوطی، خصائص الکبریٰ میں اور الدر المنثور میں۔

نبوت کے دلائل میں تصنیف شدہ کتب اور مصنف کا مخصوص طریق .... نبوت کے دلائل کے سلسلے میں مصنفین کی کثیر تعداد نے کتابیں تصنیف کی ہیں۔ امام بیہقیؒ کے زمانے سے پہلے بھی اور ان کے بعد بھی غالباً پہلا شخص جس نے نبوت کے دلائل ایک باب میں جمع کئے وہ امام بخاری تھے، جنہوں نے

۱۔ کتاب المناقب، میں ایک علیحدہ بڑا باب مرتب کیا اور اس کا نام رکھا "علامات النبوۃ فی الاسلام"۔ انہوں نے اس باب میں نبوت کے دلائل اور اس کی علامات کے بارے میں ساٹھ احادیث جمع کی ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے ایک اور باب قائم کیا ہے۔ اس کا عنوان ہے "بقیۃ احادیث علامات نبوت فی الاسلام"۔ اس طرح امام بخاری پہلے شخص تھے جنہوں نے یہ احادیث ایک ہی جگہ پر جمع کی تھیں اور امام مسلم نے "معجزات الرسول" میں اسی طرح کام کیا ہے۔

۲۔ دلائل النبوۃ : ابوداؤد السجستانی۔ متوفی ۲۷۵ھ۔ بمطابق اس کے جو حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں ذکر کیا ہے۔

۳۔ اعلام النبوۃ لا بن قتیبہ دینوری۔ متوفی ۲۷۶ھ

۴۔ دلائل النبوۃ : ابوبکر ابن ابی الدنیا۔ متوفی ۲۸۱ھ

۵۔ دلائل النبوۃ : امام ابواسحٰق ابراہیم بن اسحٰق حربی۔ متوفی ۲۸۵ھ

۶۔ دلائل النبوۃ : امام ابواسحٰق ابراہیم بن حماد بغدادی مالکی۔ متوفی ۳۲۰ھ

۷۔ دلائل النبوۃ : ابواحمد عسال۔ متوفی ۳۴۹ھ

۸۔ الاحکام لسیاق ایات النبی علیہ السلام : ابوالحسن قطان۔ متوفی ۳۵۹ھ

۹۔ دلائل النبوۃ : ابوالشیخ ابن حیان۔ متوفی ۳۶۹ھ

۱۰۔ دلائل النبوۃ : ابوعبداللہ ابن مندہ۔ متوفی ۳۹۵ھ

۱۱۔ دلائل النبوۃ : ابوسعید خرکوشی۔ متوفی ۴۰۷ھ۔ عنقریب شیوخ بیہقیؒ میں اس کا عنوان آئے گا۔

۱۲۔ تثبیت دلائل النبوۃ : قاضی عبدالجبار ہمدانی شافعی قاضی رائے۔ متوفی ۴۱۵ھ

۱۳۔ اثبات نبوۃ النبی : احمد بن حسین زیدی۔ متوفی ۴۲۱ھ

۱۴۔ دلائل النبوۃ : ابونعیم اصفہانی۔ متوفی ۴۳۰ھ

۱۵۔ دلائل النبوۃ : ابوالعباس جعفر بن محمد المعروف مستغفری نسفی حنفی۔ متوفی ۴۳۲ھ۔ انہوں نے اس کتاب کے اندر قبل از بعثت دلائل کے سات باب بنائے ہیں۔ اور معجزات کے دس باب۔ اس بنیاد پر جیسے کشف الظنون میں ہے۔

۱۶۔ دلائل النبوۃ : ابوذر ہروی۔ متوفی ۴۳۴ھ

۱۷۔ اعلام النبوۃ : ابوالحسن ماوردی۔ متوفی ۴۵۰ھ

۱۸۔ دلائل النبوۃ : ابوالقاسم اسماعیل بن محمد اصفہانی طلحی الملقب قوام السنۃ متوفی ۵۳۵ھ

۱۹۔ دلائل النبوۃ : ابوبکر بن حسن نقاش موصلی۔ متوفی ۸۵۱ھ

۲۰۔ حافظ ابن کثیر۔ انہوں نے یہ سارے دلائل البدایہ والنہایہ میں درج کر دیئے ہیں۔

۲۱۔ الخصائص الکبریٰ للسیوطی : اس نے بھی یہ سارے دلائل جمع کر دیئے ہیں۔

۲۲۔ غایۃ السول فی خصائص الرسول : ابن ملقن۔ متوفی ۷۲۳۔۸۰۴ھ۔ انہوں نے کتاب بیہقی کو مختصر کر دیا ہے۔

۲۳۔ بغیۃ السائل عما حواہ کتاب الدلائل : افسوس کہ مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا۔ اس کتاب کے مصنف نے بھی مذکورہ نام کے ساتھ امام بیہقیؒ کے دلائل کو مختصر کیا ہے۔ اس کی دوسری جلد دمشق کے مکتبہ ظاہریہ میں محفوظ ہے۔

نبوت محمد رسول اللہ ﷺ پر امام بیہقیؒ کا طرز استدلال......... نبوت محمدیہ پر استدلال کرنے کے لئے مصنف امام بیہقیؒ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ احادیث نبویہ اور حالات صاحب شریعہ بیان کرتے ہیں اور ان سے یہ دلائل استنباط کرتے ہیں (یعنی ان سے دلیل پکڑتے ہیں)۔ یہ بات اور یہ انداز ابواب کے عنوانات سے واضح ہوتا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے تمام دلائل الگ ایک جگہ پر جمع کئے تھے۔ ہم نے اپنی اس چھپی ہوئی کتاب کی چھٹی جلد میں الگ خاص باب میں جمع کر دیا ہے اس نسبت سے کہ اس میں نصوص کثیرہ ایسی ہیں جن کے نشر ہونے پر سبقت نہیں ہوئی وہ انہوں نے دوسری کتب سے نقل کی ہیں جو ہمارے پاس نہیں پہنچیں۔

الغرض وہ ایک بہترین کتاب ہے جو سیرت رسول میں تصنیف کی گئی ہے اور آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل میں احادیث صحیحہ ہیں اخبار قویہ کے حوالے سے۔